



حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مختصر حالات

علی و ادبی تبرکات

ملفوظات

از مولانا نسیم احمد ریدی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایفونٹ

922

ی

تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی

از: مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

۱۰۰ سوئیں اشاعتِ طوبی

بشکریہ: مولانا حبیب اللہ اختر

toobaa-elibrary.blogspot.com

13374
10.014
12.02.07

دافلہ نمبر
تاریخ

تذکرہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی



از

مولانا نسیم احمد فریدی

ناشر

الفرتان بک ڈپو ۱۱۴/۳۱ نظیر آباد لکھنؤ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

9.22.97

حقوق طبع محفوظ ہیں

حرم

سیدنا محمد

فروری ۱۹۹۲ء

عبد الستار فتحپوری بارہوی
 نشاط آفسٹ پریس ٹاؤنہ فیض آباد
 محمد حسان نعمانی

پہلا ایڈیشن

مکتوبات

طباعت

زیر اہتمام

قیمت

30/-

:- ناشر :-

الفکران بک ڈپو ۱۱/۱۱/۱۱ انظیر آباد لکھنؤ

فہرست

۲۶	۵۴	عمر بن اشعر
۲۶	۹	حالات
۲۹	۱۵	تہذیب
۳۰	۱۵	پیدائش
۳۲	۱۵	تعلیم
	۱۶	بیت
	۱۶	نکاح و اولاد
	۱۶	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
	۱۸	ایک الہام یا آگاہی
	۲۰	حضرت شاہ عبدالعزیز کے تلامذہ
	۲۱	مولوی میر علی دہری دہلوی جوڑن سہارنوی
	۲۱	تصانیف
	۲۳	حضرت شاہ عبدالعزیز کی مجالس و درس گاہیں
	۲۵	آخری درس قرآن
	۲۶	علیہ مبارک
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز اپنے چچا اہل تشیع
		کے نام۔ (زبان عربی غلط)
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز بنام شاہ اہل تشیع
		(کچھ حصے)
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز۔ بنام شاہ نرائیہ
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز۔ بنام شاہ اولیاء
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز۔ کسی عزیز کے نام
		مکتوبات شاہ عبدالعزیز۔ بعض ناسل کے نام

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض نامہ

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ادارۃ الفرقان کو دین و ملت کے مجددین و مصلحین کے مبارک تذکروں و صایا و فیات، مکتوبات، و ملفوظات پر مشتمل متعدد ایسی کتابیں شائع کرنے کی توفیق بخشی جس سے ہزار ہا مزار بندوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی، اور جس نے ظلمت و غفلت کی راہوں سے نکال کر ان کو اپنے رحم و کرم پروردگار سے قریب تر کر دیا۔ رب کریم ہمیں اس عظیم نعمت پر شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

پیش نظر کتاب "سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی سوانح حیات و حالات، ملفوظات و مکتوبات اور علمی و ادبی تہذیب کا بیش بہا مجموعہ ہے جس کو سراپا مرتع تحقیق نابغہ روزگار حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی اور

۱۵۸	جواب از جامع حضرت شاہ عبدالعزیز	۱۴۱	مکتوب شاہ عبدالعزیز بنام شاہ نور اللہ
۱۶۰	ایک استغاثہ کا جواب	۱۴۲	مکتوب شاہ اہل اللہ بنام شاہ عبدالعزیز
۱۶۹	حضرت شاہ صاحب کا عربی کلام	۱۴۳	مکتوب شاہ اہل اللہ بنام شاہ نور اللہ
۱۷۰	مکتوب شاہ صاحب بنام مولانا کنایت شاہ	۱۴۴	مکتوب شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۳	مراد آبادی	۱۴۵	بنام مولانا رشید الدین خاں دہلوی
۱۹۱	اختلاف مطالب	۱۴۶	من رجعت قل و الادبۃ الشیعۃ عبدالعزیز
۱۹۲	مکتوب گرامی بنام سید عبدالعزیز صاحب	۱۴۷	من عبارات الشیعۃ الاجل فی تعریف الدہلی
۱۹۳	دربارہ امتیاز و امتیازات	۱۴۸	ایک اہم مکتوب اور اس کا جواب
۱۹۶	کتاب متعلق چند ضروری باتیں		

دل سوزی کے ساتھ مرتب فرمایا تھا۔

قریباً دو سال پہلے حضرت مولانا فریدی مرحوم کی کچھ اہم تصانیف
”قافلہ اہل دل“ (حضرت شاہ غلام علی مجددی اپنے ملفوظات و مکتوبات
کے آئینے میں) — تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ و شاہ ابوالرضاؒ
دہلویؒ — تذکرہ شاہ ابوسعید حسنیؒ ”ادارۃ الفرقان“ سے شائع
ہوئی تھیں، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مجموعہ بھی مقبول خاص و عام ہو اور
بندگانِ خدا کی ایمانی و روحانی ترقیات کا ذریعہ بنے۔

والسلام

محمد حسان نعمانی
ناظم ادارۃ الفرقان

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کے مختصر

حالات

تمہید

آج میرا قلم ایک ایسی شخصیت پر کچھ لکھنے کے لئے آمادہ ہے جس کا سکہ ظلم و
 فضل چاروں اہم عالم میں چل رہا ہے۔ جو سرِ اہم فقیہ حق اور مجسمِ مخزنِ رموز و کلمات
 تھا۔ جو اسلام کی حقانیت کی قدآور روشن دلیل تھا جس نے ایک طرف درس و تدریس
 کا مشغلہ جاری رکھا اور دوسری طرف سلوک راہِ عرفان میں طالبین کی رہنمائی کی۔
 جس نے ایک طرف وعظ و افتاء کے ذریعے رشد و ہدایت کے دریا بہائے تو دوسری
 طرف تصنیف و تالیف سے اسلام اور زمرہ اہل سنت و جماعت کی حمایت و
 حفاظت کی جس نے ایک طرف مدرسہ کو چار چاند لگائے تو دوسری طرف خانقاہ کے
 دروہاء کو ذکرِ اللہ سے لبریز کر دیا جس نے اپنی روحانیت کی بے پناہ قوت اور حریت
 اسلامی کی بے مثال طاقت کو بروئے کار لاکر حضرت سید احمد شہید جیسا روشن دل
 مجاہد اور فاضل تیار کیا جس نے ہندوستان میں اسلام و ایمان کے قیام و فروغ
 کے لئے ایک جانب جماعت کی تشکیل کی اور اسلام و ایمان کی بقا و استحکام کی
 خاطر مع رعا کے شہادت سے ہم آغوش ہو کر زندگی جاوید سے ہمکنار ہوا اور جس کے

ایمان افروز نعروں کی آواز بازگشت آج بھی گنبد نیلیوں کے نیچے اقصائے ہند میں
سُنی جا رہی ہے۔ وہ شخصیت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی
حقائق دیگر شخصیت ہے جو اپنے زمانے کے مؤرخ و مشائخ کا مرجع تھے جبکہ سلسلہ
تلامذہ و مسترشدین آفاق گیر ہے۔ جنھوں نے مسلسل حالات و واقعات اور باوجود سیاسی
انتشار اور نامازگار حالات کے دہلی میں کچھ کچھستان علوم و معارف و دینیہ سے
تشنگان بادۂ توحید و منت کو سرشار و سیراب کیا جن کی ظاہری بیانی اگرچہ عالم
شباب ہی میں جا چکی تھی لیکن ان کے دلی حیرت انگیز روشنی نے ہزاروں دلوں کو
روشن کر دیا ہزاروں دل کے تائیداً کوں کو الفضل ایزدی چشم بصیرت سے بہرہ ور کیا۔
اس عظیم شخصیت کے حالات کے بارے میں کچھ سارے کچھ لکھے گئے ہیں مگر سب مکمل ہیں۔
حالات عزیزی مولانا رحمہ رحمہ دہلوی جو کیا ہوئی جو کس دیکھنے کو رہی تھی خدا لا بری درلیوں
میں اس کا مطالعہ کیا، بڑی یاد دہانی ہوئی کہ اس میں سوانح کا حق ادا نہیں کیا گیا۔
حالانکہ سوانح نگار کے پاس پورے پورے حالات بھی ہو جانے کے اس وقت کافی
ذرائع موجود تھے حیات و لی کے آخر میں بھی انھیں رحمہ رحمہ صاحب نے حضرت شاہ
عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے اس میں تھوڑے سے حالات لکھنے اور نظم و نشر کے چند
نمونے دکھانے کے بعد لکھتے ہیں۔

”اگرچہ اس وقت آپ کے خطوط بہت سے مسودات میرے زیر نظر ہیں۔ لیکن
میرے حیات و لی کے طول پر جانے کے خوف سے چند رقعات کا انتخاب کر کے آپ کے

سامنے پیش کیا ہے۔“

خطوط کے جن مسودات کا ذکر رحمہ رحمہ صاحب سرسری طور پر کر رہے ہیں
کاش وہ تمام خطوط حیات عزیزی یا حیات و لی میں درج ہو جاتے تو کج حیات
عزیزی کے بہت سے گوشے ہماری نظروں کے سامنے ہوتے۔
نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاد النبلاء میں بڑی ستائش اور تھنائی
و تبرعات بالغ نظری کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر حال لکھا ہے اس کا
ترجمہ مولانا ذوالفقار احمد بھوبائی مرحوم نے الرضی المخطوطین کر دیا ہے اور کچھ مزید
حالات بھی آخر میں لکھے ہیں مگر ان دونوں کتابوں میں عمر عزیز کو نوٹے سال بتایا
ہے۔ حالانکہ حضرت رحمۃ اللہ کی عمر اسی سال کی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۱۹ھ
میں پیدا ہونے والا انسان ۱۲۳۹ھ میں اسی سال کا ہوگا۔ اس قسم کی بہو قلم
سے پیدا ہونے والی غلطیاں اگرچہ معمولی ہوتی ہیں مگر تاریخ و سوانح کے طالب علم
کو توجہ میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

قتاوی شاہ عبدالعزیز مطبوعہ مجتہائی کے شروع میں حضرت رحمۃ اللہ
کی برائے نام سوانح عمری ہے۔ اس کے آخر میں ہے تہ حضرت مولانا سر بلند ران
ایشان قائم مقام ایشان شند و بدرس و بدرس مشغول گشتندالو“ یعنی حضرت
شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد ان کے تینوں بھائی ان کے قائم مقام ہوئے۔
اور آپ کی جگہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ حالانکہ سب سے پہلے چھوٹے

بھائی شاہ عبد الغنی کا انتقال ہوا۔ پھر ۱۲۳۳ھ میں شاہ عبد القادر دہلوی سے نہایت ہوئے اور ۱۲۳۴ھ میں شاہ رفیع الدین نے حضرت شاہ عبد العزیز کے سامنے ان سے تقریباً چھ سال پہلے رحلت فرمائی۔ ایسی صورت میں بھلا کس طرح یہ تینوں بھائی شاہ عبد العزیز کے بعد قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

دہواہ کے قریب ہوئے کو حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کے دیگر اکابر کے مزارات پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ جنگ ۱۲۳۵ھ میں اس قربان کے کتبے تک برباد ہو گئے تھے لیکن اہل خیر نے مسجد و احاطہ درگاہ شاہ ولی اللہؒ کی محنت کا کام بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ مزارات اکابر پر دوبارہ کتبہ بھی نصب کرائے گئے ہیں مگر یہ دیکھ کر افسوس اور تعجب ہوا کہ مزار شاہ عبد العزیزؒ پر جو کتبہ ہے اس میں سن وفات ہوئے قلم ۱۲۳۵ھ لکھا ہوا ہے۔ اس کو بھی غلطی کہہ دیجیے۔ مگر میرے نزدیک بہت بڑی غلطی ہے۔ ہم اپنے بزرگوں کی حیات کے ہر سرور اور وفات و بعد وفات سے تاریخ کے بہت سے واقعات والبتہ رکھتے ہیں۔ اگر اس طرح بے توجہی سے کام لیا گیا اور اہل علم نے کوئی خیر فی الواقع

لے دی گئی انہیں نوشہری نے اپنی کتاب تراجم طالعے حدیث میں ایک دیکھ کر غلطی اور کہ ہے وہ ایک حضرت شاہ عبد الغنی ابن حضرت شاہ ولی اللہؒ کو ہے حضرت مولانا قوسی کا اساتذتے میں۔ انھیں فرمایا غلط ہے نہیں کو شاہ ابوسعید جو دہلی کے ایک صاحبزادے کا نام ہے شاہ عبد الغنی جو دہلی تھا اور وہی اساتذت قائم مقام تھے۔

ہندستان کی تاریخی پر غلط اثر پڑے گا۔

محقق تیسرے مولانا حکیم سید عبد الحی حسینی رائے ریلوئی نے زہمت انوار اعلیٰ میں حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا جامع تذکرہ کیا ہے اس سے مجھے بڑی ہمنوائی ملی۔ میں اس وقت شاہ عبد العزیزؒ کے مکمل حالات لکھنے سے قاصر ہوں اسکے لئے بڑی جستجو و طاقت اور بڑا سفر و کار ہے، انکی تمام تصانیف پر سیر حاصل تبصرہ کرنا۔ کامزدہ کی مکمل فہرست، ان کے اجمالی حالات کے ساتھ تیار کرنا اور ہندوستان کے شخصی و درسی گاہی کتب خانوں سے حضرت شاہ صاحبؒ کی نادر و نایاب مطبوعہ تحریرات کا حاصل کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ میرا خیال تو فقط یہ تھا کہ یہ مباحث مولانا رشید الدین خاں دہلوی کا تعارف کراؤں۔ یہ وہی مولانا رشید الدین خاں ہیں۔

۱۔ میر سید احمد خاں آثار الہند میں لکھتے ہیں۔ جامع مقول و مقول عادی نزوح و اصول کا ذکر دو گار....
یہ کہے نماز، قد و دو دریاں مولوی محمد رشید الدین خاں صاحب ثناء.... شاگرد رشید اور انھیں خاص الشیخ عبد الجبار جنت آباد دہواہ کا بزرگ اور مولانا رشید الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے۔ اگر کب کمال ان حضرت کے دریاں بھائی مولانا عبد العزیزؒ اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے ملے یہ کیا تھا لیکن یہی علوم کی انہی کی خدمت میں انھوں نے کو بیٹائی۔ مدۃ العرفۃ قلمائے کمال استیلا و مناظرہ کیا اور ہم خود بھی اس میں میں رسالہ اپنے ساتھ فرمایا ہم گئے۔ طریق، مناظرہ کا یہ دیکھا کہ تو میرا تیرا نہیں کو کبر و احتراں نہ کر کے ہمارے ساتھ دہواہ کی مدرس تھے انھوں نے مملکت دہلی، نرنائی ان کی کے شاگرد رشید تھے۔ دہلی کا حلیہ برطانوی آئینہ،

جن کے متفق حضرت شاہ عبدالعزیز کا ایک قول مشہور ہے کہ "سیری تقریر لا محمد سہیل
نے لے لی اور تحفہ رشید الدین نے"

اب سے تقریباً بیس سال پیش جب کہ میں دارالعلوم اردوبند میں تعلیم پاتا تھا
یہ بیاض دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس بیاض پر جو بیت الانصاف کی مہر لگی ہوئی ہے غالباً
حضرت مولانا عبدالحق ندویؒ نے اس کو کہیں سے حاصل کیا تھا، اس بیاض میں زیادہ تر
حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی ایسی نادر تحریرات ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملیں اس میں شاہ
صاحبؒ کے مکتوبات بھی ہیں۔ فتاویٰ بھی ہیں، اور کلام نظم و نثر کے بہترین شاہکار بھی
اس بیاض کا کچھ حصہ میں نے نقل کر لیا تھا اور یہ اطمینان تھا کہ جب یہ بیاض
رشیدی کا تعارف کرنا ہوگا اس کو دوبارہ دیکھ لوں گا۔ اب پانچ سو سے زیادہ
حصہ گزرنے پر کثیر التعداد کتابوں کے ذخیرے میں اس بیاض کا پتہ نہیں چلتا۔
خدا کرے وہ کتب خانہ میں محفوظ ہو میں اپنے اس مقام پر اس بیاض
ہی سے نقل کئے ہوئے طبعی و ادبی نمونے پیش کر دوں گا۔ اسی بیاض کے تعارف کی
خاطر شروع میں بخوڑے سے حالات اور ملاحظات عربی ہی بھی شامل کر دیئے ہیں۔

مطالعہ رشید کا بقیہ حاشیہ لکھائی ہوئی ہے مصنف ہیں، ان میں انصاف الغضب اور رشید کے مرکزہ آثار ان میں
میں اس خط میں انتقال فرمایا۔ (مذکورہ خط میں ہندو و نریز انجمن طبعہ)

پیدائش

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے غلام علیم
تاریخی نام ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی زوجہ اولیٰ سے ایک صاحبزادے
شیخ محمد محدث تھے اور دوسری زوجہ سے چار صاحبزادے تھے جن میں سب بڑے
شاہ عبدالعزیز تھے۔

تعلیم

حلقہ قرآن کے بعد آپ نے تعلیم زیادہ تر اپنے والد ماجد سے باپ اور کچھ تعلیم
حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی اور حضرت شاہ نواز اللہ بٹھانویؒ سے بھی حاصل کی۔
منجانب اللہ ذہانت و کاکوتس غیر معمولی اور حافظہ بے نظیر عطا ہوا تھا۔ ۱۵ سال
کی عمر میں اپنے والد کے مرنے ہی تمام علوم و فنون مرصعہ سے فارغ ہو گئے تھے اور
اسی زمانے سے پڑھانا شروع کر دیا تھا۔

بیعت

اپنے والد ماجد سے تمام مسائل میں بیعت ہوئے اور بخوڑے ہی عصر میں
میدان سائب طے کر لیا، ۱۶ سال کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا حضرت
شاہ عبداللہ محدث دہلویؒ کے تمام خلفاء کی موجودگی میں آپ ہی قائم مقام اور
سجاء انشین بنائے گئے۔ اور اپنے چھوٹے بھائیوں مولانا شاہ رفیع الدینؒ شاہ
عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ کی تعلیم و تربیت کا کام آپ نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

نکاح و اولاد

آپ کا نکاح شاہ نور اللہ صدیقی بڑھانوی کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں صاحبزادے کا نام احمد تھا بیسا کر بیابن رشیدی کے ایک مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کا انتقال چین ہی میں ہو گیا تھا۔ سب سے بڑی صاحبزادی حضرت شاہ رفیع الدین کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد غنی کے عقد نکاح میں آئیں۔ دوسری صاحبزادی شیخ محمد افضل فاروقی سے منسوب ہوئیں جن کے دو صاحبزادے حضرت شاہ محمد آقہ اور شاہ محمد یعقوب تھے۔ اول الذکر ۱۹۱۹ء میں اور ثانی الذکر ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے تیسری صاحبزادی حضرت مولانا محمد عبد الہی بڑھانوی کی زوجہ تھیں۔ مولانا عبد الہی شاہ نور اللہ کے پوتے اور شاہ عبد الغفور کی زوجہ محترمہ کے حقیقی بیٹے تھے غالباً ان تیسری صاحبزادی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مولانا عبد الہی کی ایک دوسری زوجہ کے بطن سے مولانا عبد القیوم محدث بڑھانوی تم تھیں پائی تھے۔ مولانا عبد القیوم محدث، حضرت شاہ محمد آقہ محدث کے داماد تھے۔ مولانا عبد القیوم کی ایک صاحبزادی

۱۔ اربعینی ۶۰ سال لا شہسہ دی نے زکرم حمل سے حدیث عدا اول میں مولانا عبد القیوم کو حضرت شاہ عبد الغفور کا فرزند بتایا ہے چنانچہ ۱۔ او عدا پر لکھا ہے کہ وہ مولانا عبد القیوم کا بیٹا ہے۔ ۲۔ القیوم کی وفات اپنے دن چھ دن قبل منظر عروج پر ۱۹۹۹ء میں ہوئی اور وہاں دفن ہوئے اور یہی ان کی خواہش دلی تھی جیسا کہ ان کی مکتوب میں مولانا عبد القیوم نے لکھا ہے۔

تھیں اور دو صاحبزادے مولانا محمد یوسف صاحب اور میاں محمد ابراہیم صاحب تھے۔ مولانا ذوالفقار احمد صاحب بھوپالی الرض المظہر میں لکھتے ہیں کہ مولوی محمد یوسف مثل اپنے والد ماجد مرحوم کے درس حدیث میں مشغول رہتے ہیں نہایت صالح و متین ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک الہام یا آگاہی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحات النبلا میں بحوالہ قول جلی رسوخ شاہ ولی اللہ مرتبہ شاہ محمد عاشق مصلحتی، لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ "ہمیں آگاہی دی گئی ہے کہ یہ لڑکے جو ہمیں لطف الہی سے عطا ہوئے ہیں سب سعید ہیں۔ ایک نوع کی ملکیت ان میں ظہور کرے گی۔ تدبیر غیب تقاضا کرتی ہے کہ دو شخص اور پیدا ہوں جو مکہ و مدینہ میں سالبا احیائے علوم دین کریں اور مجاز میں وطن اختیار کریں۔ ماں کی طرف سے ان کا نسب ہم تک پہنچے گا۔ اسی زادہ ماں کی طرف میلان طبع رکھتا ہے اس لئے اپنی ماں کے وطن کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو۔ یہ بات بظاہر بطبع شکل نظر آتی ہے مگر ہاں قسرا سے کسی صفت ایسی صورت پیدا ہو جائے تو دوسری بات ہے۔" اس ملفوظ کو تحریر کرنے کے بعد نواب صاحب فرماتے ہیں کہ "مصدق اس آگاہی کا وجود ہر دو نواسر شاہ عبد الغفور دہلوی قدس سرہ کا ہے یعنی مولانا محمد آقہ رحمہ اللہ اور مولانا عبد القیوم

دم ۱۲۵۰ھ جمہما اللہ تعالیٰ کو دہلی سے ۱۲۵۰ھ میں ہجرت کر کے ان دین
نے بیکور میں اقامت فرمائی اور سالہا اہل عرب عجم میں روایت حدیث شریف کو
زندہ کیا لیکن اس وقت میں یہ خاندان علم و کمال تباہ و خراب ہو گیا اور کوئی ان میں
سے باقی نہ رہا بے فضل اللہ ماہی شاء و بیکھر ماہرید۔

ترجمہ از اقامت النہاء، صفحہ ۳۳۱

حضرت شاہ عبدالعزیز کے تلامذہ

آپ کے اجازت یافتہ تلامذہ اور خلفاء و مریدین کا صفحہ یقیناً بہت وسیع
ہوگا۔ تذکرہ علماء ہند، ترتیبہ الخواطر عمدۃ الصحائف مولف مولوی عبدالرحیم حنفی
قادری، سراج العوارف مولف شاہ ابوالکسین احمد نوری مدہروی، تذکرۃ الاعوام
تاریخ امرہ برہنہ تذکرہ شامیر کا کوری اور بعض دیگر تذکروں کی مدد سے حسب ذیل
تلامذہ کی فہرست تیار کر سکا ہوں، یقیناً یہ بہت کم ہیں مگر اس میں شامیر تلامذہ
ایک حد تک سب آگئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے وہ حضرات ہیں جن کی مستقل
سوانحیں لکھی جاتی چاہئیں۔

(۱) ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۵ء) برسرِ برادران گرامی قدر۔ (۲) ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۵ء) ہر دو نو (۳) ۱۲۵۰ھ
مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی برادر زادہ (۴) مولانا مخصوص اللہ ابن شاہ
رفیع الدین دہلوی (۵) مولانا عبدالحی بدھچانوی (۶) شاہ غلام علی مجددی دہلوی
(۷) شاہ ابوسعید مجددی رام پوری ثم دہلوی (۸) مولانا شاہ احمد سعید مجددی

ابن شاہ ابوسعید مجددی (۱۲) مفتی الہی بخش کاندھلوی (۱۳) مولانا سید قطب الدین
سنی ساکن رائے بریلی (۱۴) مولانا رُکون احمد رات مجددی رامپوری (۱۵) مولانا
نسین احمد محدث طبع آبادی (۱۶) مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی (۱۷) مولانا حیدر
علی رامپوری (۱۸) مولانا حیدر علی فیض آبادی مؤلف ازالۃ الغین و مفتی اسکرام
(۱۹) مولانا سید احمد علی بجنوری (۲۰) مولانا سلامت اللہ کشتی بدایونی ثم کان پوری
(۲۱) مولانا شاہ الدین احمد بدایونی (۲۲) مولانا شاہ سید آل رسول برکاتی ماہری
(۲۳) اخوند حافظ عبدالعزیز قادری دہلوی (۲۴) مولانا فضل حق خیر آبادی،
(۲۵) مولانا رشید الدین خان دہلوی (۲۶) مولانا کریم اللہ دہلوی (۲۷) مولانا محبوب
علی دہلوی (۲۸) مولانا سید محمد اسحق بن سید محمد عرفان رائے بریلی (۲۹) حضرت سید احمد
شہید کے برادر بکلاں (۳۰) مولانا عبدالحق دہلوی (۳۱) مولانا غلام حیدرانی فوت
رام پوری (۳۲) مولانا کریم اللہ محدث دہلوی (دم ۱۲۵۰ھ) (۳۳) شیخ قمر الدین
حسینی سونی (۳۴) مولانا شاہ فضل الرحمن بیچ مراد آبادی (۳۵) مولانا غلام
محمد الدین بگوتی (۳۶) حافظ غلام علی چریا کوٹی (۳۷) مولانا محمد شکر چلی شہری
(۳۸) مولانا سید جلال الدین برہان پوری (۳۹) مولانا سید الحسن قنوجی (۴۰) اب

لے تذکرہ، چند جہتوں پر مشتمل ہیں ان کا تذکرہ جواہر میں اشغال ہوا لاکھوں یہ ہے کہ سب سے
میں فہرست کے ذمہ دانقہ لہ ۱۱۰۰ھ میں مہن ہونے سے کثرت الخواطر عمدۃ الصحائف کے مولف ہیں

قدیمی حسن خاں کے والد ماجد (۲۹) شاہ حسن بخش چشتی امرہوی ابن حضرت شاہ عبدالباری صدیقی چشتی (۳۰) مولانا سید رمضان علی امرہوی (۳۱) مولانا نجابت حسین ساکن محلہ قاضی لورہ بانس بریلی دینام زبانی روایت کی بناء پر درج کیا گیا ہے (۳۲) شیخ فضل حق عرف غلام مینا سحرطلوی کا کوڑی (۳۳) علی محمد الدین آزرہ (۳۴) مولانا شاہ ظہور اکتی قادری بھلواروی آپ نے مکاتبت حضرت شاہ عبدالعزیز سے اجازت حدیث حاصل کی کی فی زمرہ انکامل، مولوی ببر علی دہلوی و مولوی دھوین سہارنپوری۔

مؤلف تذکرہ علمائے ہند نے لکھا ہے کہ یہ دونوں حق شناس بھی نہ تھے دائمی تھے حضرت شاہ عبدالعزیز برہنوی کی صحبت میں رہتے تھے قوت حافظہ میں بھی کچھ شاہ صاحب سے سنتے تھے لفظ بہ لفظ یاد رکھتے تھے حضرت شاہ صاحب کی زبان سے قرآن مجید کا وعظ بارہا سن چکے تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ مجھے فرمائیے، کہتے کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھو اگر پڑھنے والا غلط پڑھتا تو تصحیح کرتے اور اس کا ترجمہ کر کے غرضیل تشریح کرتے تھے مفتی احمد الدار آبادی مہر مڑتے تھے کہ ایک شخص نے بی گناہی سے اپنے میں مولوی ببر علی زندہ تھے ان کے اوصاف و سخاوت کی ملاقات کا مشتاق ہوا، انہما رنجو شاہجہانی جامع مسجد میں ادا کی، نماز کے بعد مجلس وعظ منعقد ہوئی بعض لوگوں نے کہا یہی مولوی ببر علی ہیں جو وعظ اکبر رہے ہیں میں نے نہایت توجہ سے ان کا وعظ سنا جتنا ان کے متعلق سنا تھا اس سے زیادہ ان کو پایا جب وعظ سے فارغ ہو گئے تو میں

نے معام وصال کو کیا اور ایک آیت کا مطلب دریافت کیا، انھوں نے جڑتہ اسکا بیان کیا اور میرے اشکال کو بھی دور کیا، اس صحبت صلاح تر صالح کند (دھن) از توجہ تذکرہ علماء و مذہبہ ترجمہ ہو گیا، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے کفین صحبت سے اسے اس تو خواص عوام بھی کد و ستار ہوئے تھے۔

تصانیف

حضرت شاہ عبدالعزیز کی تصنیفات و تالیفات میں جو کتب شائع ہو چکی ہیں یا جو موجود و مشہور ہیں ان کی فہرست ذیل میں لکھی گئی اور حیات دلی سے اندہ کیے پیش کرتا ہوں۔ ان کے علاوہ بھی یہ معلوم کتنا ذخیرہ تصانیف اور جو کتب جو انقلاب زمانہ و وقت سے تلف ہو گیا۔ ان کتابوں میں سے ہر ایک پر مفصل تبصرہ کیسا جاسکتا ہے۔ فی الحال فہرست اور اجمالی تعارف پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) آپ کی مشہور تالیف تفسیر فتح العزیز ہے جو کہ تفسیر عزیزی بھی کہلاتی ہے اس تفسیر کو اپنے زمانے میں جبکہ مرض کا شہید غلبہ تھا اٹھا لکھوایا، کئی جلدوں میں تھی۔ اس کا اکثر حصہ ہنگامہ مشہور میں ضائع ہو گیا۔ اول و آخر کی صورت دیکھیں و متیاب ہوئیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

(۲) تحفہ اشعار شریہ، علم کلام میں ایک زبردست علمی شاہکار ہے۔ قرآن و

حدیث کے مطالب اور تاریخ و سیرت کے بہت سے گوشے اس کے مطالعے سے
کھلتے ہیں۔ لفظ چراغ سے اس کی تصنیف کا سال ۱۲۸۵ھ نکلتا ہے۔ مولوی اسلمی
راستی نے اس کا عربی میں بھی ترجمہ کر دیا تھا جو حضرت شاہ صاحب نے ایک
مجلس میں متحدہ اشاعتیہ کا ذکر آنے پر فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کے بارے
میں لکھا تھا: "هَذَا كِتَابٌ ذِي بَعْدٍ وَهَذَا كَانَ الْمَبْلَغُ مَعْنِيًا"۔ یعنی یہ کتاب
ایسی ہے کہ اگر اس کے برابر سونالے کو اس کو فروخت کیا جائے تو بھی بیچنے والا خسارہ
میں رہے گا۔

(۳) **بستان المحققین**۔ اس میں کتب احادیث کی فہرست ہے اور ان کے
مؤلفین و جامعین کے شرح و بسط کیساتھ سوانح میں۔ بے نظیر کتاب ہے۔ اسکا اردو
ترجمہ مولانا عبد السمیع صاحب دیوبندی مدرس دارالعلوم دیوبند نے کیا تھا۔
دوم اعمال ناٹھ۔ فارسی زبان میں اصول حدیث کی مختصر اور بڑا جامع و فلفح
رسالہ ہے اس کا بھی اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے۔

(۵) **میزان البلاغۃ**۔ علم البلاغت میں ایک عمدہ متن ہے۔ اس کو غالباً
سب سے پہلے قاضی بشیر الدین صدیقی میرٹھی مرحوم نے مفتی عزیز الرحمن صاحب
نفسندی دیوبندی کے حاشیے کے ساتھ اپنے طبع مجتہبی میں سرٹھ میں شائع کیا۔
(۶) **میزان الکلام**۔ علم کلام میں ایک عمدہ متن ہے۔

(۷) **سرچشما فی سلفہ**۔ یہ رسالہ عمدہ بھی شائع ہوا ہے اور فارسی جلد

۱۰۔ میں شامل ہو کر بھی۔

(۸) **عزیز القیاس**۔ غلام آزاد شہیدین کے فضائل میں ہے۔
۹۰۔ **سربلہادین**۔ شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک
مختصر رسالہ ہے مگر حضرت شاد صاحب کی طرف اس کی نسبت میں بعض حضرات
واقف ہیں۔

(۱۰) **رسالہ فی الانساب** (۱۱) **رسالہ فی الروایہ**۔

(۱۲) **آرائیں جو منطق اور حکمت کی کئی کتابوں پر ہیں**۔

(۱۳) **فتاویٰ**۔ یہ مطبع مجتہبی میں دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسکا
اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ فتاویٰ کے ساتھ پانچ رسائل بھی شائع ہوئے ہیں
جو بہت اہم ہیں۔

ان کتابوں کیساتھ ساتھ حاجی رفیع الدین فاروقی مراد آبادی کی کتب اسلام
۱۰۔ اجوبہ کے جوابات کو بھی حضرت شاہ عبدالعزیز کی تالیف قرار دینا چاہیے۔ یہ
کتاب جہاں تک مجھے معلوم ہے کتب خانہ دارالعلوم ندوہ لکھنؤ، کتب خانہ مظاہر
علوم بہار، بنور، کتب خانہ اسلام پور، علی گڑھ اور کتب خانہ قاضی شہر امپور
میں موجود ہے۔ حاجی رفیع الدین مراد آبادی اس کتاب کے دیباچے میں جو مختصر
فرماتے ہیں اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ اصل عبارت دیباچہ کتب دارالعلوم
ندوہ سے نقل کی گئی تھی۔

”حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک تفسیر تالیف کی ہے جس کا نام فتح العزیز ہے۔ ابھی اس کے مسودات بیاض کی منزل تک نہیں پہنچے ہیں یوں تو اس میں تحقیقات بسیار اور لطائف بیشمار تحریر ہوئے ہیں مگر پانچ علوم پر خصوصیت سے بحث کی گئی ہے۔

(۱) سور تولد کے عنوانات اور اجمالاً ہر سورت کا مضمون۔

(۲) بعض آیات کا بعض کے ساتھ ربط۔

(۳) مشابہات القرآن۔

(۴) قصص و احکام قرآنی کے اسرار۔

(۵) لطائف نظم قرآن۔

مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں علوم کے نونے جزیرتہ فقیر محمد

رفیع الدین مراد آبادی کومکاتیب کی شکل میں روانہ فرمائے۔ ان کے بارے میں

اقترب جو سوالات کئے اُن کے جوابات بھی مکاتیب میں لکھے ہیں نے ان سب کو

ان اوقات میں کر دیا۔ وَاللّٰهُ وَبِیْ التَّوْفِیْقِ“

حضرت شاہ عبدالعزیز کی

مجالس درس قرآن

مشہور مناظر و محکم حضرت مولانا جید علی فیض آبادی نے اپنی معرکہ الآراء

کتاب ازالۃ الغیض کے مقالہ تلویح میں حضرت شاہ صاحب کی مجالس درس قرآن

کا انکھوں و کچا حال تحریر فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

”علامہ دہلوی (حضرت شاہ عبدالعزیز) روز جمعہ اور شنبہ کو مجلس عظائے

درس میں منعقد کرتے تھے مشتاقین وہاں جمع ہوتے تھے اور یہ عطا کافی دیر تک

ہوتا تھا علماء کرام تفسیر بیضاوی، تفسیر مثنوی پوری، کشاف اور دیگر تفاسیر مشکل

اپنے سامنے رکھتے تھے۔ اور سمجھ لیتے تھے کہ اس وقت فلاں اشکال کو فلاں تفسیر

میں سے حل فرمایا گیا ہے۔ میں نے بار بار دیکھا کہ جس شخص کے دل میں کسی قسم کا اعتراض

یا شبہ آتا تھا آپ کی تقریر سے وہ شخص مطمئن ہو جاتا تھا۔ آپ کے فیض صحبت سے

اکثر غیر مسلم مسلمان ہو جاتے اور شک و تردد والے قوت اعتقاد حاصل کرتے تھے

— فقیر کا سفر دہلی بھٹن تحقیق مذہب کے سلسلے میں ہوا تھا جب اس بابرکت

صحبۃ میں التزام کے ساتھ رہا تو تمام شکوک و ادبا ختم ہو گئے۔“

آخری درس قرآن۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا آخری درس قرآن اغد لواء

اقرب بشوقی کی تفسیر تھا۔ یہاں سے حضرت شاہ عبدالعزیز نے تفسیر شروع کی

اور ان کا آخری درس اِنَّ الْمَرْکُزَ عِنْدَ اللّٰهِ اَنَّكَ کُنْتَ تفسیر تھا۔ اس سے لگے

کہ حضرت شاہ محمد اسحق نے سلسلہ جاری رکھا۔

(ماخوذ از زمرہ اخلاط جلد ۱ بحوالہ مقالات الطریقہ)

غشی طاری ہوئی۔ گھر آئے۔ طبیعت بے مزہ رہی۔ منگل کا دن درس کا دن تھا بیکال بے طاقتی نہ سہ پہر کچھ آرام کر کے آیت اَن اَكْرُمُكَ عِنْدَ اللّٰهِ اَتَعْلَمُ کی تفسیر پڑھ لیا، کچھ کچھ دن بانی رہا تھا کہ فقیر کو طلب فرما کر وصیت نامہ لکھوایا جس میں فرشتہ اور ذاتی کتب خاص کو مولانا محمد اسحق کے نام سپرد کیا۔ اسکے علاوہ اور بھی امور تھے۔ فقیر کی مہر اس پر ثبت کرائی اور مولانا رشید الدین خان غیرہ کو طلب کر کے ان کی مہر بھی ثبت کرائی۔ اس دن حال بہت متعجب تھا۔

مغرب سے پہلے پہلے اجازت نامہ احادیث اپنی مہر خاص سے مزین فکر اس فقیر کو عنایت فرمایا۔ اب طعام بالکل موقوف ہوا۔ بدھ کا دن آیا۔ اطباء نے مجمع ہو کر ایک نسخہ تجویز کیا، اس کو استعمال کیا، پھر دن چڑھے مناز اشراق ادا کی۔ بعد اجابت ہوئی۔ دو الیچنگلی معلوم ہوا کہ قوتِ ماسکرائل ہو گئی ہے۔ بدھ کے دن شام کو بہت لوگ مرید ہوئے جمعرات کے دن حالت اور متغیر ہو گئی، جمعہ کے دن چاہا کہ معمول کے مطابق مدرسہ میں آئیں۔ نہ آ سکے درس موقوف ہوا۔ مگر زیارتِ سب کو میسر ہوئی۔ شام کے وقت تفسیر واراک اور تفسیر رحمانی سنی۔ بعد کچھ نقدی برادر زادوں اور دودی الارحام حاضر و غائب بر تقسیم فرمائی۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ شنبہ کے دن سکوت طاری ہوا اور نبض غفل ہو گئی، مگر نماز پنجگانہ اشارے سے پڑھتے تھے۔ دوپہر کو قرآن مجید طلب فرما کر مولانا محمد اسحق صاحب سے سورہ ق ایک رکوع تک سنی۔ بعد فرمایا

وَذَلَّلْتُ الْاَنْحِثَابَ لِمَا سَمِعْتُ اَبَدًا ورس کی ہوگی پڑھو بعد مغرب ظہم حسین نامی ایک صاحب مرید ہوئے۔ نماز عشا کی پڑھی۔ چار گھنٹی رات رہی تھی کہ اضطراب لاحق ہوا۔ دو چشمے دائیں اور بائیں پھلے جا رہے تھے۔ آرام کسی صورت نہ تھا۔ برصابتِ عادت کے سوائے تہبند کے ہاتھی تمام کپڑے بدن سے اتار ڈالے تھے بعد نماز فجر، شوال کو اتوار کے دن داعی اہل کو لبیک کہا اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ ہمیشہ دلی پراسنی حالت واقع ہوئی گویا میں نہیں آسکتی۔

کلماتِ عزیز ی میں بھی آپ کے آخری وقت کے کچھ حالات نواب ملک علی خاں میرٹھی سیرۃ نواب خیر الدین خاں مرحوم نے لکھے ہیں، اس میں ہے کہ آخری وعظ کے دن آپ نے شہو مصرع، من نیز حاضر مہتمم تصویر جاناں و در نبل کو تصرف کر کے یوں پڑھا۔ من نیز حاضر مہتمم تفسیر قرآن در نبل، آپ وصیت فرمائی تھی کہ میرا کفن اسی کپڑے کا ہو جو میں پہنتا ہوں۔ آپ کو کڑہ اور تار کا اور پانچ ماہ کا ڈسے کا ہوتا تھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ نماز جنازہ شہر کے باہر ہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ کلماتِ عزیز ی میں ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز پانچ مرتبہ ہوئی۔

مزار -

پسند والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پہلو میں ہندیلوں

میں دفن ہوئے۔

تاریخائے وفات۔

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی رامپوری نے حسب ذیل تاریخ کی

شاہ عبد العزیز فرجیہاں عالم علیہ آیت ستر آں

جمع یک شنبہ مغنیہ شوال ازیدن گشتہ روح او آں

بن جبری چو بستم از بافت گفت ای نکتہ سیخ قاعدہ داں

سال فوتش از سرحد صد بست از آمدن الموت زیں عتواں

خواہی از سرحد و کتار بخش اولیا چار چند کن پس از اں

یک سیر از ضرب کن درودہ پس کن طرح بست بست ای جاں

در قصد و بست چار باقی را ضرب فرما تو اے فہیم زماں

پس بقصبان یک حد دوریاب فوت آن مختبر زمین وزماں

حکیم مومن خاں مومن دہلوی مرحوم نے حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھا۔

اتحباب نسخہ دین مولوی عبد العزیز بے بدل و بظہیر و مثال و تامل

مولف ایک سے لے کر ہزار تک کسی حد تک اس طبع کا رنگ ثانی جانتی ہے کہ کتنے ہمارے مددگار ہمارے مددگار

ایک کو مثال کر دو چار دس میں ضرب و دھڑ میں قسیم کہ ۱۰۱۱ ہے اس کو ۱۳۳۱ ضرب و دھڑ میں ضرب

میں سے ایک کو کم کر دس و ستر براہ ہو گا۔

بنا جب حکم تشریف فرما کیوں ہوئے اگیا خاکی کہیں مردوں کے اباں مصل

چہ تم ایسے چہرت تو کس کو یہاں سے لے گیا کیا کیا عظم تو نے بکیوں پر لے اٹھل

جب اٹھائی انشاک عالم تہ بالا ہوا لڑتا تھا خاک پر سہر قدی گردوں محل

کیا کس نہا کس تھا صد و کی جہوت فن ڈالتا تھا خاک پر سہر پر عزیز ہمت دل

مجلس درد و فتنہ تعزیت میں میں بھی تھا جب طرحی تاریخ مومن نے یہ اکے بدل

دست بیدار اہل سے بے سر و پا ہو گئے فقہ و مصل و مصلط حکم علم غفل

ق د م ن ط ر ل م

۱۰۱۱ ۱۳۳۱ ۱۳۳۱ ۱۳۳۱

آثار الصنادید میں یہ قطعہ تاریخ ہے۔

جود اللہ ناطق و گو یا شاہ عبد العزیز فرجیہاں

رو در شنبہ و ہفت ہم شوال در میان بہشت سناخت مکن

مہر نصف النہار و درخشاں مثل بد و نیر و ربہ فن

از سر لطف و علم تار بخش رضی اللہ عنہ کھفت حسن

۱۰۱۱ ۱۳۳۱ ۱۳۳۱ ۱۳۳۱

کتب خانہ دارالعلوم ندوہ کھنوکھ کے ایک قلمی نسخے حسب ذیل تاریخ ملی۔
یہاں چند اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے۔ شاعر کا پتہ ذیل رکھا،

جناب اقدس عبدالعزیز الماقد
 فقیہ نے دین و عالم عدم المثل
 مدبرے کہ باقیم دانش و حکمت
 امام جلد دیر ان کلمتہ شیخ و - رح
 معین اہل دین مقتدائے خدایں
 مطاع و مرشد شاہ جہان اولادش
 بحکم از خرد در دہ کار تار بخشش
 کہ بود بحر رضائے خدا ہے بہت

پس از وضو و پلہارت نویس میں مصحح
 ہفت زیریں مہر دین و ماہی دینی

۱۲۳۶ھ

حضرت شاہ عبد العزیز کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ۱۳۳۳ھ میں قاضی بشیر الدین صاحب صدیقی میرٹھی مرحوم نے بطبع جہانگیر میرٹھی سے طبع کرایا تھا۔ اس کا پہلا ترجمہ مولوی عظمت الہی میرٹھی نے کیا جو طبع ہاشمی میں طبع ہوا۔ اس ترجمہ کے مطالعہ کا موقع مجھے نہیں ملا۔ قاضی صاحب نے ملفوظات کے شروع میں بطور پیش لفظ اس نسخے کے متعلق جو کچھ فارسی زبان میں ارقام فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کسرین بشیر الدین صدیقی ناظرین کی خدمت میں عرض پر دانہ کہ مجھ کو طبعی کے زمانے سے حصول ملفوظات اور اس کا کام کا شوق تھا خصوصاً حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور دیگر ان اکابر ملت کی تصانیف جمع کرنے اور پڑھنے کا ذوق تھا جن سے اس قلیل البصاعت کو اور اس کے بزرگوں کو ارادت و تلمذ کا تعلق ہے میں اچھی التجہ میں رہتا تھا کہ جس طرح ہو سکے ان تصانیف کو حاصل کروں جہاں کہیں پتہ چلتا تھا بسبب کثیر اور بصورت زخیر ان بے بہا ہجوئوں کو دستیاب کرتا تھا۔ اس طرح میں نے اس سلسلے کی بہت سی کتابیں امداد رسالہ جمع کئے جن کو

حسب ضرورت وقتاً فوقتاً شائع کرنے کا قصد ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مدتِ مرید سے دل کی یہ آرزو بھی تھی کہ اگر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے کسی مرید یا شاگرد نے ملفوظات جمع کئے ہوں تو وہ بھی حاصل ہو جائیں احمد شہ کو زندہ یا بندہ کے بموجب آرزوئے دل برآئی، یعنی نسخہ ملفوظات طبعات بہم پہنچ گیا مگر انسوس صد انسوس کو کتاب کی بوسیدگی اور کرم خوردگی کے باعث جامع ملفوظات کا نام دریافت نہ ہو سکا، البتہ بعد مطالعہ اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ ان ملفوظات کا جامع حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی بہت ہی خاص مرید ہے۔ اپنے طبعیت کے تقاضے اور بعض اخوان واجتہات کے اصرار کی بنا پر میں نے اس کو ہر بے بہا کوٹھنی رکھنا مناسب نہ سمجھا اور اس کو طبع کرانے کے لئے کربھت باندھ لی۔ مجھے اس کتاب کی مباحث میں کافی محنت کرنا پڑی ہے۔ دریدگی اور بوسیدگی کی وجہ سے اصل کتاب میں جو کلمات پڑھے نہ جا سکے اور جن میں اپنی سمجھ اور رائے سے جوڑ لگانا مناسب تھا ان مقامات کو مجبوراً اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے، مطالعہ برس کچھ اخلاص کا کرنا ان مطبع کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اُن کو آخر کتاب میں غلط نامہ کے عنوان سے لگا دیا گیا ہے۔“

میں نے اسے تقریباً تیس سال پہلے قاضی صاحب مرحوم سے میرٹھ جا کر

عبدالعزیز کے پاس جو خطوط نسخہ ہیں اس کے آدھیں غلط نامہ میں ہے۔

معلوم کیا تھا کہ ان کو اصل نسخہ کہاں سے دستیاب ہوا ہے۔ یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ مٹھرا سے مجھے یہ نسخہ ملا تھا۔ معلوم نہیں کہ ان کے صاحبزادے مٹھری یا بنسی زین العابدین تہجد میرٹھی کے پاس اب بھی وہ اصل نسخہ محفوظ ہے یا نہیں؟ جو اہل سوز و غم آٹاؤ میں رجوع اکثر شہید الدین احمد مرحوم کا مجمع کردہ ذخیرہ کتب ہے اور اب کچھ عرصے سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی آزاد لائبریری میں شامل ہو چکا ہے، ملفوظات شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک قلمی نسخہ ہے۔ مولانا ابراہیم فاروقی کو پاسوی ایم اے علی گٹ نے اس نسخے پر تبصرہ کرتے ہوئے جو اہل سوز و غم میرٹھ سے لیا ہے۔

”یہ ملفوظات سوال و جواب کی شکل میں میذہب میں مسائل تصوف و ملوک مسائل فقہ، تفسیر وحدیث اور بعض واقعات تاریخی کا بڑا از معلومات درس ہے، کتاب قابل مطالعہ ہے۔ کتبات بخط معمولی نستعلیق ہے لیکن کاتب کا نہ صرف خباثت بہت معمولی ہے جس سے عربی عبارت میں غلط ہوئی ہیں بلکہ..... کاتبی خراب ہے۔ جس کی وجہ سے بعض الفاظ شکل سے پڑھے جاتے ہیں۔“ ۹۷

مجھے علی گڑھ میں اس نسخے کو مطالعہ کرنے کا کئی مرتبہ اتفاق ہوا ہے۔

۱۹۷۹ء کا دی انڈیا ۱۲۹ء میں بدست محمد عظمیٰ یہ خطوط تیار ہوئے۔ میں نے ایک مرتبہ مطبوعہ نسخے کا اس قلمی نسخے سے مقابلہ بھی کیا۔ دو تین دن کئی گھنٹے سرزن کر کے، چوتھائی قیاس کا مقابلہ کر چکا ہوں۔ اتنے ہی جتنے میں درجنوں

غلیظاں مطبوعہ نسخے میں نکلیں۔ بعض جگہ مطبوعہ نسخے میں الفاظ صحیح میں مخطوط
میں غلط ہیں۔ اس سے اندازہ ہوا کہ قاضی بشیر الدین صدیقی میرٹھی مرحوم کا نسخہ
اس نسخے کی نقل نہیں ہے۔

مخطوطات کا دوسرا ترجمہ ڈاکٹر معین الحق ایم اے پی ایچ ڈی کی تحریک سے
کراچی میں شائع ہوا۔ دو فصل مترجموں نے اس کام کو انجام دیا، ڈاکٹر صاحب
نے اس کا پیش لفظ لکھا، جس میں میرٹھ والے ترجمے کے کتب خانہ قریب فرمایا ہے کہ اس
میں ترجمے کی بیشمار غلطیاں ہیں اور اکثر عبارتیں کی عبارتیں ترجمے سے چھوٹ
گئی ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ دوسرا ترجمہ اکتبت۔ طباعت اور کاغذ کے لحاظ
سے دیدہ زیب ہے۔ مقدمہ بھی مبسوط و مفصل لکھا گیا ہے۔ مگر اس میں بھی ترجمے
کے اخلاط اکثریت سے موجود ہیں۔ میرے سامنے اگر پہلا ترجمہ بھی ہوتا تو مجھے اس لحاظ
پر حیران آسان ہوتا کہ دوسرے ترجمے میں کن کن غلطیوں کا ازالہ اور کن کن غلطیاں
کا اضافہ ہوا ہے۔ کراچی والے ترجمے میں بہت سی ایسی اخلاط ہیں کہ بے اختیار
ہنسی آنے لگتی ہے۔ مطبوعہ فارسی نسخے میں یقیناً بہت سی غلطیاں ہیں، لیکن جو
عبارت پڑھی جاتی ہے اور غور کر لے سے جس کا مطلب کھل جاتا ہے اس کا سرسری
طرح پر بغیر سوچے سمجھے ایک گول مول ڈال دینا ترجمہ کر دینا شان ترجمانی کے
مناسب نہیں۔ نسخہ مخطوطات اور اس کے ترجمے پر مستقل طور پر ایک مضمون لکھنے

و ارادہ ہے۔ فی الحال دکن نے مشن نمونہ از خوارہ میں پیش کیے جاتے ہیں

مخطوطات مطبوعہ میں ہے۔ — خسر بندہ کہ شاگرد و خلیفہ والدہ بودا
— اس عبارت کا ترجمہ سیدھا سا دہ یہ ہے کہ بندے کے یعنی میرے خسر جو کہ
میرے والد کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ — ابواب ذاکراچی والے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیے
ایک شخص خیزندہ؟ دوسرا یہ علامت ترجمے میں لگی ہوئی ہے، کہ میرے والد کا خلیفہ
”شاگرد تھا“۔ دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ کچھ بترجمہ ہے۔

مخطوطات میں ہے ارشاد فرمایا کہ والد صاحب ملاحظہ فرمائیے ام مگر شنیذہ عالم
پن پڑھتی تھی کو ذکر اور بخاری جابجا آمدہ۔ — ظاہر ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہوا
میں نے والد صاحب کی مثل کسی کا حافظہ نہیں دیکھا۔ مگر بااں سنا ہے چنانچہ
شبثی کا حافظہ جن کا ذکر بخاری میں جابجا آتا ہے۔ —

اب کراچی کے ترجمے کو پڑھیے۔ — میں نے اپنے والد ماجد کے برابر
کسی کا حافظہ نہیں دیکھا مگر ایک شیخہ کا حال سنا ہے بخاری میں اس کا ذکر جابجا
ذکر ہے۔ —

مذہب قاضی بشیر الدین میرٹھی مرحوم نے عادت شدہ العزیز میں ایک رس لکھا ہے جس میں مخطوطات کا بھی کچھ
مذہب لکھا گیا ہے۔ اس مخطوطات کا میں بھی ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ والے ترجمہ سے نقل ہو کر
”اب کراچی“ ہوئی اور وہاں کے مائل ترجموں نے اس اپنی دہراری محسوس نہیں کی۔

کتنا مزید ارتزعم ہے، دعو کا کہاں سے لگے؟ شعی کوئی بڑھتا اور کھنٹے
ت — اتفاق سے مطلوبہ نسخہ میں اس لفظ پر روشنی اور نقطہ بھی اس انداز
سے لگ گئے ہیں کہ سرسری ترجمہ کر نوالے کا امتحان ہو جائے — میں
کتنا ہوں کہ یہ کیا مندر تھا کہ تمام ملفوظات کا ترجمہ کر دیا جائے ملفوظات کی غنیں
نکرنے سمجھ میں آنے والی عبارات کا ترجمہ کر دیا جاتا۔ کافی تھا

اصل ملفوظات کے متعلق اتنا لکھنا ضروری ہے کہ اس کے جامع نے جبکہ
تمام اوجہ کی کلی حیثیت معلوم نہیں چند ایسی باتیں بھی ملفوظات کے مجموعے میں
شامل کر دی ہیں جن کو شاہ صاحب نے اپنے بے شک اجتہاد کے سامنے بعض
بی بس میں بیان فرمایا تھا۔ ان کو جامع صاحب شامل مجبوز کر کے تو اچھا تھا
یہ کیا ضروری ہے کہ ایک بزرگ کی زبان سے کلمی ہوئی ہر بات کو نقل کر دیا جائے
بزرگوں کے بعض ملفوظات میں تغردگی شان بھی ہوتی ہے۔ اس نسخے میں
بھی بعض ملفوظات تغردگی شان لئے ہوئے ہیں بعض ارشادات معتقہانہ میں
مگر ہر ایک کے سمجھنے کے نہیں۔ کم علمی اور کج فہمی کی بنا، بعض اشخاص اس سے گھبن
میں پڑ سکتے ہیں — بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کی حیثیت فتوے کی نہیں ہے۔
برسبیل تذکرہ یوں ہی بیان فرمادی گئی ہیں، پھر زمانے اور ماحول کی محرکات
و موثرات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جذبہ اصلاح کے باوجود بعض بزرگ
خود بھی غیر محسوس طریقے پر کچھ نہ کچھ ان محرکات سے متاثر ہو سکتے ہیں بعض باتوں کو

معلوم ہوتا ہے کہ جامع صاحب خود نہیں سمجھے۔ یا بعد کو ملفوظا لکھا ہے۔ پوری
بات یاد نہیں رہی یا پوری بات یاد ہے لیکن فی اکمال اپنے مسودے میں اشارہ کر
دیا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ اس بات کو بعد میں وضاحت سے لکھوں گا۔ بعض جگہ
پڑھنے والے کو شبہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے بات اس طرح شک کے
ساتھ فرمائی ہوگی مگر وہ شک جامع کا ہے شاہ صاحب کا نہیں مثلاً حضرت
شاہ ولی اللہ کی تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیز نے ۱۲۹۹ عجم کو اصرام بیان
فرمائی، جامع صاحب نے اس تاریخ کو بعد میں لکھا ہے اور ۱۲۹۹ عجم لکھنے کے بعد
یہ جی لکھ دیا کہ ۱۲۹۹ عجم کو یعنی حضرت شاہ ولی اللہ کی وفات ۱۲۹۹ کو ہوئی، یا
۱۲ کو — ظاہر ہے کہ اپنے والد ماجد کی تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیز کا ملاحظہ
کیسے فراموش کر دیتا۔ یہ ایک عظیم جاں گزاسا غلطی اس کی تاریخ اس طرح شک
کے ساتھ شاہ صاحب بیان نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ جامع صاحب کو شک ہوا
کہ یہ تاریخ فرمائی تھی یا یہ۔ اور بعد کو معلوم کیا نہیں، غرض کہ کچھ جامع نے کچھ کاتب نے
کچھ مترجمین نے مل ملا کر ایسی کیفیت پیدا کر دی کہ بعض اہل علم حضرات کے ملفوظات
شاہ عبدالعزیز کے کل یا جز کے احکام یا مصنوعی ہونے کا شبہ ہونے لگا۔ میں نے
ان ملفوظات پر کافی غور کیا ہے، میں اس کے تمام مندرجات کو صحیح سمجھتا ہوں
بس بات یہی ہے کہ جامع سے لے کر مترجم تک کے تصرفات سے بعض ملفوظات کا
افتہ تبدیل ہو گیا ہے جس سے ایک ذہین و ذکی ناظر سخت گھبن محسوس کرتا ہے۔

مجموعی حیثیت سے یہ ملفوظات بہت دلچسپ اور بہت سی معلومات کے حامل ہیں۔ جامع نے اپنا نام اگرچہ نہیں بتایا لیکن کچھ محنت کرنے کے بعد انکے دیباچے کی روشنی میں اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس جگہ کے یا کم از کم کس علاقے اور خاندان کے شخص تھے۔

جامع ملفوظات نے شروع میں لکھا ہے کہ میں بتاریخ ۱۲ رجب ۱۲۳۳ء بروز شنبہ دوسری مرتبہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اجماع اعزاء اسلام پہنچایا حضرت نے بعد استفسار خیر و حافیت جسمانی و روحانی و اہلی و مالی "میرے مشاغل کو معلوم فرمایا اسی دن میں نے ملفوظات لکھنے کی اجازت حاصل کی، پھر فارغی سکونت کے لئے ایک مکان دریافت کیا کہ اس پر بھی پہنچایا۔ بعد ۱۲ رجب ۱۲۳۳ء یوم جمعہ اسے ملفوظات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

داعی قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ شوال ۱۲۳۳ء تک کام جاری رہا، و تقریباً تین ماہ کے ملفوظات جمع کر لئے گئے میں ماس لئے ۱۲۳۳ء کو حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی کا وصال ہوا ہے۔ اس مجموعہ ملفوظات کے آخر میں ان کے مرنے اور وفات سے متعلق بھی چند واقعات ہیں، اور پھر چند ورق کے بعد ملفوظات ختم ہو جاتے ہیں۔

ان ملفوظات میں علاوہ مجلس خاص کے چل قدمی کے وقت کی گفتگو بھی

ہیں کہیں قلم بند ہوئی ہے۔ ان میں حدیث و تفسیر کے کچھ پہلو مسائل فقہ، رموز طریقت، ادبی نکات، اپنی اور اپنے والد ماجد نیز بعض مشاہیر کی غزلیں، واقع و محل کی ایسات اور معلومات عامہ کا ذخیرہ اپنے حافظہ کی مدد سے پیش فرمایا گیا ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں ایسی طرافت بھی عکس کرتی ہے کہ ہمتان سعدی کے بات خیم و ششم کا مزہ آجائے۔ ان ملفوظات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ۴۰، ۵۰ سال کی عمر میں جب کہ گونا گوں امراض لاحق ہیں، بصارت بھی کی جا چکی ہے ضعف بڑھ رہا ہے لیکن حافظہ شباب پر ہے طبیعت جوان ہو اور دل زندہ ہے۔ وہ شاہ عبدالعزیز جن کا دل مدت سے مسلمانوں کے انتشار مسلم حکومت کے زوال نیز غلط طاقتوں کے غلبہ و اقتدار کی وجہ سے غمگین ہے اور جو عالم شباب میں اپنے سچے کھٹو کا طرہ فرماتے تھے تو صفو قرطاس پر ان کسوڑ دروں نمایاں ہو جاتا تھا۔ عالم پیری میں ان کا خط غمگین کمال کو پہنچ گیا ہے اور وہ اپنی مجلس کے ان زندہ برباد اور آتش بارہ در دل "نظر آتے ہیں بہر حال اب میں ملفوظات کی تخصیص پیش کرتا ہوں۔

فہرست فرمایا کہ باعتبار سورۃ، آخری سورۃ اذ لجا ہے جس کو سورۃ افراد سورہ فتح بھی کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں معنا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کی خبر ہے یعنی جب ہر طرف کی نصرت ہماری طرف سے آپ کو پہنچ گئی اور مقصد نبوت انجام پا گیا تو اب ہمارے پاس آجائیے۔

منہ پایا۔ کہ مقصد چشتیان، قوت عشق کا بروئے کار لانا اور اُچھا
ہے۔ اس نے لئے جو امور، محمد و معادن ہوں ان کو اختیار کرتے ہیں۔ جیسے ذکر
ہو وغیرہ اور اس کے لئے جو چیزیں مفسر ہیں اُن سے اجتناب کرتے ہیں وہ کہتے
ہیں کہ جب عشق مائل ہو گا تو حضور و انکسار وغیرہ سب کچھ حاصل ہو جائے
گا۔۔۔ مقصود و تقبذ نیاں۔۔۔ احضار نفس دلدار اور فصیح خیال ہے
بہذا جو چیزیں اس کے لئے معادن ہیں اُن کو اختیار کرتے ہیں اور جو مفسر ہیں
ان سے پرہیز کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "استقرار حضور سے خفا اور عداوت
سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ مقصود و تقادریاں۔۔۔ تفصیل و تسخیر کرنا،
اور انکسار نفس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب دل صاف ہو گیا تو اس کے مقابل میں
کچھ ہے وہ جلوہ گر ہو جائے گا۔

سید احمد (شہید رائے بریلوی) جو کہ بزرگ زادہ و سادات قطبی ہیں، اور
حضرت شاہ صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں جن کے بارے میں حضرت والا فرمایا
رتے ہیں کہ حضرت سید آدم خوری کی نسبت، "باستقرار اتام"۔ اللہ تعالیٰ نے
۔۔۔ ان کو عطا فرمائی ہے اور بہت سے لوگ دہلی میں ان کی روحانیت سے
ستفیع ہوئے ہیں۔ انھوں نے حضرت شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ
فظ اللہ کیا معنی رکھتا ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ مشکل کے دن میں نے نکل کر
لذت کی تغیر میں کہا تھا کہ اللہ ایسی ذات کا نام ہے جو باقی عین مصائب کا لبر ہو اور

وہ حضرت حق جل مجدہ کی ذات ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس
سے نقل ہے کہ یہی اسم اعظم ہے۔ بشرطیکہ اس نام کے پڑھنے والے کے دل
میں ماسوا کا دخل نہ ہو۔ پھر انھوں نے (سید احمد قطبی) نے عرض کیا کہ
مجھے تمام اسماء الہی میں اسی اسم اللہ سے اطمینان و سکون زیادہ حاصل ہوتا ہے
۔۔۔ ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو نجیب بہروردی جو کہ شیخ شہاب الدین بہروردی
لئے چچا اور پیر و مرشد ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ جب کوئی مرید مثل باطن کی خدمت
آتا تھا تو اس کو اپنے سامنے بٹھا کر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام تلاوت کرتے تھے۔
معانی کے ساتھ اور ان معانی کی تشریح کے ساتھ۔۔۔ اور جس نام سے
زیادہ لذت یاب اور مانوس محسوس ہوتا تھا اس کو وہی نام تلقین کرتے
تھے پھر رفتہ رفتہ اسم اللہ تک پہنچاتے تھے ورنہ فرمادیتے تھے کہ عطا و قرض
اسم تسبیح و تلاوت نفل اور خدمت نفل اور میں مشغول رہو۔

جسے فرمایا کہ تمام اسماء اسی اسم میں داخل ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللہ ماس کے اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پذیر ہوتے ہیں۔
ایک مرید نے عرض کیا حضرت، اطمینان کی کیا معنی ہیں۔ فرمایا دل کا
پاک و خلط پریشان سے دل کا عیسو ہو جانا یعنی خاطر جمعی۔

ایک مرید شیخ چیل قدمی کے وقت آپ کے راستے سے اینٹ پتھر کے
۔۔۔ جن سے ٹھکر گئے کا خوف تھا، دوڑ کر تاجا تھا، فرمایا یا رب تعالیٰ

نہ اٹھاؤ، پھر فرمایا حدیث میں اس عمل کو شعبہ ایمان اور موجب ثواب فرمایا گیا ہے۔
رات کے وقت چہل قدمی فرما رہے تھے۔ ایک جوان اس وقت ملاقی ہوا،
شفقت کے ساتھ اس کی طرف مہفت ہوئے اور چند لطافت بیان فرمائے،
منجملہ ان کے ایک یہ لطیف بیان فرمایا کہ عبداللہ نامی ایک رکنی، امیر نواب
شیخ الہ ولہ کا رفیق و صاحب تھا۔ ایک دن نواب صاحب نواب جون پور
میں شکار کھینے گئے ایک خرگوش کو پیچھے ایک شکاری لٹا چھوڑ دیا گیا، کتے نے
خرگوش کو پکڑ لیا اور چونکہ وہ لٹا کھلایا ہوا تھا، اسلئے خرگوش کو خود نہیں کھا یاغلا سکا۔
نواب شیخ الہ ولہ نے خرگوش کے بارے میں اپنے ملک یعنی حرم کو پیش نظر کٹر بطور طعن کہا
عبداللہ کچھ خرگوش کو لٹا کھیں مگر تا بعد ازاں نے خبر جوابیاجی میں نے دیکھ لیا، بندھ کر
کو کٹا نہیں کھاتا۔ فرمایا۔ اوہ! جاؤ تم کے بارے جانتے ہیں۔

- (۱) مستغرق۔ جیسے شمع جود آتش رد و لوت اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی۔
(۲) اہل مذہبات جیسے اقطاب۔
(۳) اہل تجرید و تعزید۔

(۴) عرفا و جو کہ برہنہ نظر میں حق کا شاہدہ اور تحقیق اشیاء کرتے ہیں۔ جیسے
شیخ اکبر اور حضرت مجدد الف ثانی۔

ایک سرینے عرض کیا کہ بعض اعمال برائے رفع مآبات دینی و دنیوی جو
اعادینہ۔ سے ہیں مثلاً ناز و ماحبت، یاد عافیں وہ اعمال اس زمانے میں دفور

اپنی تاثیر کیوں نہیں دکھاتے۔ ارشاد فرمایا کہ علما نے اس کا جواب تین
طریقے سے دیا ہے۔

(۱) شرائط قبولیت مغفود ہیں۔ جب شرعاً نہ پائی گئی تو مشرور بھی
نوت ہوا۔

(۲) ان اعادہ میں یہ آیا ہے کہ اس کا کیا ناسخ ہے نہیں ہے کہ ضرور
ایسا ہی ہو جائے گا۔ کبھی کبھی مصمت کے باعث اس دعوت کو قبول نہیں بھی
فرماتے، اگر اس کی مرضی کے مطابق ہر دعا قبول کر لی جائے تو ایک محذور
عظیم لازم آئے گا مثلاً ایک شخص دھاکر کے آٹے بارش پاتا ہے۔ دوسرا کسی
دینی مصلحت کی وجہ سے بارش نہیں چاہتا ہے۔ اسی پر اوہ باتوں کو قیاس لے۔
(۳) تیسرا جواب یہ ہے اور یہی حقیقی جواب ہے کہ کثرت ظلمات گناہ کے
سبب سے نورانیت و دعا اپنا کھلا ہوا نتیجہ اور فائدہ برآمد نہیں کر رہی ہے۔

دیکھو موسم برسات میں اگر اندر خشک جگہ میں بھی سامان رکھا ہو تو اس میں
کچھ نہ کچھ نمی اور تری کا اثر آجاتا ہے۔ بہوست، چنداں اپنا کام نہیں کرتی اور
موسم گرما میں اس کے برعکس ہے۔ اسلئے جب فضا ظلمات معاصی سے پُر
ہوتی ہے تو اس عبادت و دعا کم ہوتی ہے یا مہوتی ہے مگر مفہوم نہیں ہوتی، یا کبھی
اللہ تعالیٰ قدر سے دعا قبول کر لیتا ہے۔

میرا احمد علی شاہ نے عرض کیا کہ حضرت والا نے بعد ختم قرآن متصلاً پھر

قرآن شروع فرمایا اس کی اصل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا حدیث میں آیا ہے بہترین عمل دوزخ لہر، اتنا اور پھر سفر کے لئے کمرس لینا ہے۔ یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو پھر شروع کر دے (اذا كانوا في ميده) حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اترنے اور سفر کرنے سے کیا مراد ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کا ختم کرنا اور پھر شروع کرنا، اسی دوران میں فسرایا کہ حج کو قرآن مجید کے اندر جو معنی ہائے عجیب و غریب ہم پہنچتے ہیں اور ان کی جس قدر آمد ہوتی ہے۔ حدیث میں اتنے معانی کی آمد نہیں ہوتی، حدیث شریف کا مطلب مفہوم زیادہ تر موافق کتب رشارحین حدیث بیان کرتا ہوں۔

ایک مُرید نے عرض کیا تین دن ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب کے اندر آپ کی شکل میں دیکھا؟ میں نے محسوس کیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر توجہ مبذول فرما رہے ہیں میں بہت ہی لذت یا دوسرور ہوا اور قلب اسوقت سے بہک اور ہلکا ہو گیا ہے۔ (ابھی اس خواب کے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ کچھ فرمانے نہ پائے تھے کہ ایک دوسرے مُرید نے خواب ہی کے بارے میں ایک اور بات دریافت کر لی، حضرت نے اسکا جواب دیا۔ پھر پہلے شخص نے جس نے اپنی خواب بیان کی تھی عرض کیا، حضرت میرے

دعا کی تعبیر کیا ہوئی، فرمایا، بھائی میں تو سگ کوئے آنحضرت ہوں یعنی انفسہ بہت را خواب صحیح ہے، لیکن میری شکل میں جو تم نے زیارت کی میں اس قابل کہاں تھا۔ یہ تمہارے اس حسن ظن کی بات ہے جو میرے ساتھ رکھتے ہو اور خواب کا اتنا حسن ظن کا اثر ہے،

فرمایا۔۔۔ کچھ عرصہ ہوا ایک شیعہ درگاہ سلطان المشائخ میں وارد ہوا، شہر کے فضلاء و علماء، فقہاء اور عوام خواص درگاہ میں حاضر ہوئے ہی ہیں، اس نے شہر کے بعض فضلاء سے سوال کیا کہ ایک نو مسلم ہے وہ بعد قبول اسلام آخر کس مذہب و مسلک کو اختیار کرے اور وہ کیسے جانے کہ کون سا مذہب حق ہے؟ اگر مطلب علم کرے تو ایک مدت درکار ہے اور انجام کے لحاظ سے نظرات میں بعض نے اس کا جواب کچھ دیا، بعض نے کچھ دیا، ایک جواب یہ دیا کہ فریقین کی تحقیق علیہ اور مختار باتوں کو اختیار کر کے فیصلہ علم کرتا رہے اور فیصلہ علم کے بعد جس کے راستے کو اچھا جانے اس پر چلے۔۔۔ آخر یہ مسئلہ بندے کے سپرد کیا گیا جب لوگ میرے پاس آئے تو اس دن وادارہ شخص کو جی اپنے ہمراہ لائے۔ میں نے کہا کہ وہ نو مسلم کچھ باتوں سے جان لے کہ مسلمانوں میں مذہب حق کون سا ہے۔ اول یہ دیکھ کہ مسجد کہاں نماز اُٹھاتا ہے وہاں کون سا طریقہ جاری ہے اور کون سا طریقہ ناپید ہے، دوسرے یہ میں کون سا مسلک مذہب ہے؟ میرے قرآن کس کو محفوظا بتاؤ اور

خس کو نہیں، چوتھے بعد نبوت، ولایت کس فرقے میں باری ہے، پانچویں
عید و حجہ کا اہتمام کہاں ہے۔ تھتے ہندوستان میں جہاد فی سبیل اللہ کس
نے رائج کیا اور یہ سلطان محمود غزنوی کا دشمناب الدین غوری کون تھے۔؟
ارشاد فرمایا کہ غازی الدین خاں جو اچھے شاعر تھے، کہا کرتے تھے کہ جس
شعر میں معنی نہ ہوں (مہمل ہو) اس کو خواہ مخواہ پیش تان کر کے انصوت میں
لے جاؤ معنی پیدا کر لے گا۔

ایک مرتبہ عرض کیا کہ بعد عصر سورۃ نمہ میں، لون کی تلاوت کو بزرگوں نے موثر
و موجب محبت ابھی بتایا ہے کیا حدیث میں بھی یہ بات آئی ہے یا فقط بزرگوں
کا تجربہ ہے؟ فرمایا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔

سید احمد دہلوی کے بارے میں جو کہ حضرت کے بڑے خلفاء میں سے ہیں
اور جن کا ذکر خیر اس سے پہلے بھی آچکا ہے۔ بعض حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ
ان کو جو حضرت والہ کے ساتھ فناء ثمت و عشق ہے اس کی وجہ سے بلکہ بھی اس کی
بیت محبت پیدا ہوئی ہے۔ — ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ بندے سے خالص
محبت رکھتے ہیں۔ — اللہ تعالیٰ ان کو بڑے خیر دے۔ — یہ خالص

محبت جو نا انصاری بات نہیں ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

یاد دل بکریا بداد و یاد دل زکو بایہ بُرد
دل واد دل برون ایں امر خدا واد

یعنی کس کو دل دینا چاہیئے اور کس سے دل لے لینا چاہیئے۔ یہ دونوں باتیں
نہ ادا رہیں بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اگر ارشد تعالیٰ کسی بندے کو علم کی دولت یا کوئی اور نعمت عطا
فرمائے تو اس کو چاہیئے کہ اس نعمت کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کر کے اس
نعمت کو مزید کر لے۔ مولوی امام الدین جو کہ رؤسا و کثرہ مائت پور سے تھے اپنے
جہلی مولوی نظام الدین کی تلاش میں آئے تھے۔ انھوں نے فرقہ پسری پٹی
والدہ کی بقراری کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے والد
یاد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے تو صرف اس حب دانی کا قلق اتنی
نیش نہیں رکھتا تھا کہ بیٹے کو پہنچ لیتے اور پالیتے، پھر جب دوسرے بیٹے کی
برائی کا قلق بھی شامل حال ہو گیا تو پھر اتنی قوت پیدا ہوئی کہ دونوں سے
ملاقات ہو گئی۔ و مطلب یہ کہ تمہارے فراق کا اثر بھی تمہاری والدہ پر ہوا
ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ نظام الدین تمہارے عہد والدہ کے پاس پہنچ جائیں،
سرمایا کہ — میل، والد ماجد صاحب رحمۃ شاد ولی اللہ کے
میں نے کسی کا حافظہ نہیں دیکھا، ہاں سنا ضرور ہے، چنانچہ بھی کے حافظے کے

۱۔ ترجمہ: اگرچہ میں اس نام نہانت ڈنٹ دے گا، مگر کہے کہ یہ مولانا قاری امام الدین گنجی امرہوی ہیں۔

۲۔ کثرہ مائت، ایک پور کہاں اور وجہ کوئی تکبیر ہو۔

واقعات جن کی روایت بخاری میں جا بجا آتی ہے۔۔۔ عبد الملک ابن مروان حاکم وقت نے ایک مرتبہ ان کے حافظے کا امتحان اس طرح لیا کہ ان کو اپنے پاس بلوایا اور ملک عراق کے چار صوبوں کے دیہات و پرگنائے سراب جمع و خرب کاغذ سے ان کے سامنے پڑھا اور چند دن کے بعد ان کو طلب کر کے اس جمع و خرب کی تفصیل زبانی دریافت کی، مطابق رجسٹر کے ان کے حافظے میں تفصیل موجود تھی، سبب منادی۔۔۔ اس کے بعد امام ترمذی کے حافظے کا واقعہ سنایا۔۔۔ اسی ضمن میں کسی نے مولوی تاشد بنگالی کا ذکر کیا کہ وہ اس قدر محکمہ رکھتے تھے کہ سبق بھی پڑھاتے جاتے ہیں اور مسودہ بھی لکھتے جاتے ہیں، فرمایا کہ یہ بات کثرت مزاول اور مستی سے متعلق رہتی ہے، اگرچہ حافظہ اور ذہن بھی شرط ہے۔ پھر اسی ضمن میں ایک حیرت انگیز واقعہ اپنے بچپن کا سنایا۔۔۔ پھر فرمایا کہ شاہ محمد عاشق بھٹائی جو کہ والد ماجد کے شاگرد و خلیفہ اعظم تھے اور سبیل الرشاد وغیرہ کے مصنف بھی تھے ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک شاگرد کو بڑی محنت سے پڑھا رہے ہیں اور عین مشغولیت و درسیں ان کی نسبت باطنی انتہائی جوش رہا۔۔۔ ارشاد فرمایا۔۔۔ کہ میں جس زمانے میں دہلی بمنہ میں رہتا تھا۔۔۔ کو یہ کہنا وہ میں ایک سید کے گھر ایک بوجہ باندی ترقی تھی جو بائبل جابھری اور مسابکی بھی پابند نہ تھی۔ چونکہ وہ سحر رسیدہ ہو گئی تھی اور گھر کے تمام صاحبزادوں پر اپنا حق رکھتی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس کی بڑی خدمت اور دیکھ بھال کرتے

میں جب اس کا آخری وقت ہوا تو وہ ایک آواز پوری لہجے میں بلند کرتی تھی۔ اس کا مطلب مفہوم کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا، چنانچہ وصلی و کوہلا کر دریافت کیا گیا، کچھ معلوم ہوا۔ آخر میرے چچا شاہ اہل اللہ کے بلانے کی نوبت آئی۔ وقت اشاعت نے گئے انھوں نے معلوم کرایا کہ اس کی زبان سے لاشعاری لاشعری اسے عورت سے خوف کمرت عکسین ہو، نکل رہا ہے، چچا صاحب نے اس کے تار و پروں سے فرمایا کہ اس سے دریافت کر دو کہ یہ الفاظ کس وجہ سے کہہ رہی ہے۔ بڑی کوشش کے بعد اس نے جواب دیا کہ ایک جماعت فرشتوں کی آتی ہوئی ہے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں، جو میری زبان پر آگئے، چچا آپ نے دریافت کرایا کہ تو ان الفاظ کا مطلب سمجھ رہی ہے؟ اس نے جہر آپ نے دریافت کرایا کہ تو ان الفاظ کا مطلب سمجھ رہی ہے؟ اس نے جہر ہمارے تو ہیں اتنا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ جماعت مجھے ملتی ہے۔ پھر چچا صاحب نے فرمایا کہ اس سے دریافت کر دو کہ اس کی وجہ سے یہ سب مل رہی ہے؟ اس نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ کتب غریب کہہ رہی ہیں کہ سترے ہیں اور اعمال خیر تو نہیں ہیں، دیکھ تو ایک دن موت گراں بھی لینے کے لئے بازار آئی تھی۔ جب تو نے مجھے ہر طرح جوش دیا تو اس میں سے ایک روپیہ نکلا۔ اول تو نے چاہا کہ اس روپیے کو جیکے سے اپنے پاس رکھ لے۔ اپنے کام میں لائے اس لئے کہ کسی کو اس راز کی خبر نہ پھیلے پھر خیال کر کے کہ حق تعالیٰ تو بچہ ہاؤ تو نے وہ روپیہ دکھانے کو لوٹا دیا نیز عمل اللہ کے یہاں پسند ہوا کی وجہ سے ہم تجھ کو بشارت دے رہے ہیں۔

ارشاد فرمایا۔ کہ اسی زمانہ اور اسی لمحے کی بات ہو کہ وہاں ایک بزرگ تھے جب انکے انتقال کا وقت قریب آیا اور نزاع کا عالم ہوا تو میں اپنے چچا صاحب کے ساتھ وہاں گیا وہ بزرگ تسبیح گرائی کے طور پر انگلیوں کو حرکت دے رہے تھے اور شوالوں کے شمار کے بعد جس طرح شمار سے کو ایک خاص انداز میں لکھنی جاتا ہے وہاں ہر ایک کے بعد انگلیوں کو ایک خاص حرکت دیتے تھے۔ جب چچا صاحب نے تسبیح ہاتھ میں لے کر بغور کیا تو ٹھیک شوالوں کے شمار کے بعد انگلیوں کی وہ خاص حرکت ہو رہی تھی وہاں لاکھ نہ تو اس وقت ان بزرگ کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور نہ شمار کا جوش تھا، اس وقت چچا صاحب نے فرمایا کہ اچھے کام کہ محاورہ بھی کام میں آتا ہے (یعنی اچھے کام کی عادت ڈال لینا بھی اچھی بات ہے) مثنیٰ ہو جانے کے بعد فعل، بلا ارادہ بھی وقوع میں آجاتا ہے۔

ایک مرتبہ نے عرض کیا کہ اگر حضرت والا کو گونا گونا گویا امراض گھیرے ہوئے ہیں اور مجلس میں گفتگو بھی فرماتے رہتے ہیں اس کے باوجود اکثر اوقات حضرت کے برکات تبلیہ جم کو محسوس ہوتے ہیں، بعد انکار فرمایا کہ تو جہاں تم کہہ رہی ہو؟

۱۔ انوکھی۔ یہ تمام طرف میں ہے۔ جب ایک قلب سے

قلب کے مقابل ہو تو اس کا اثر ہوتا ہی ہے جیسا کہ جذبہ کسی چیز کے مقابل ہو تو وہ چیز بے ارادہ اس میں جلد گہر مانی ہے۔ اس تو جہ انوکھی کے لئے

فقط مرتبہ کی صفائی قلب درکار ہے۔

۲۔ القاتی۔ جیسے ایک شیشی کی چیز دوسری شیشی میں اُٹھائیں اس میں قصد و ارادہ شرط ہے۔

۳۔ جذبہ۔ اس میں قلب طالب کو کھینچ کر اپنے قلب کے نیچے رکھتے ہیں وہ اس ترکیب تدبیر سے متاثر ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک خشک کپڑا یک ترکڑے کے نیچے آجائے تو تھوڑے تر ہو جاتا ہے۔

۴۔ اتحادی۔ کہ مرشد کے احسان بھی مرید میں سرایت کر جاتے ہیں حتیٰ کہ یہ تو جہ مرید کی صورت ظاہر ہو جی اتر انداز ہو جاتی ہے ایسی مرید صورت بہت کچھ پیر و مرشد کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ کہ بزرگ چار قسم کے ہیں۔

۱۔ سالک مجذوب۔ کہ اول سلوک اختیار کیا بعد ازاں جذب کی نوبت آئی یہ بہترین قسم ہے۔

۲۔ مجذوب سالک۔ کہ پہلے ایک قسم کے جذب سے سرفراز ہوئے بعد ازاں سلوک اختیار کیا۔

۳۔ سالک محض۔ جو جذب سے مشغول نہیں ہوئے۔

۴۔ مجذوب محض۔ جن کی عقل غور کسی حق کی بناء پر سلب ہو جاتی ہو ایک مرتبہ نے عرض کیا کہ سلوک و جذب کے کیا معنی ہیں؟

فرمایا۔ سلوک تو اجتہاد و ادب کتب و کوشش و جدوجہد کا نام ہے اور

جذب عنایت خداوندی ہے جو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے :
 تاکہ از جانب معشوق نباشد شستہ

کوشش ماشق بیمارہ بجائے زبرد

(یعنی جب تک محبوب حقیقی کی طرف سے کشش نہ ہو جو اسے عاشق کی
کوشش تکامد ہی ہے)

ایک مرید نے۔ دریافت کیا تمام اعمال خلاف شرع، راہ سلوک کو
بند کرتے ہیں یا بعض ارشاد فرمایا کہ تیرے خلاف شرع اعمال سے پیدا ہوا ہے
لیکن بعض اعمال ایسے ہیں کہ نسبت بنائے کالج بھی نہیں چھوڑتے۔
حصہ نمبر ۱۰

اور بعض کہا اے میں کو اگر وہ سلاست کہ کھ کھ

اور بعض کہا اے میں اگر وہ بطور خدمت کے کبھی کبھی سرزد ہو جائیں تو ابعد
توبہ نسبت کو ختم نہیں کرتے۔ بعض وہ اعمال میں جن سے نسبت کی
نورائیت، قدرے ظلمت میں تبدیل ہو جاتی ہے، جیسا کہ صفائے قصد و ارادہ
ارشاد فرمایا۔ گنت کامست، نورانیات، نورانیات، نورانیات

اس میں ہے اور ملک میں تو خاص طور پر نیت کو دخل ہے۔

ارشاد فرمایا۔۔ ایک بڑے انعام ہوا تھا اور تھا وہ بیت کم کھاتے تھے
تھے راکی خصوصیت تھی کہ وہ جس کی کو دیکھتے بہرہوشی امر کی ساتھ اپنا سر دے گئے تھے
بلکہ ایک ایک میں ایک شخص کو دو دو تہ میرد تھے لوگ اتنے گئے اور ان کو دھکر

جنگل سے کسی نے ان بزرگ سے اس شوقِ بیتِ کعبہ کی بات کیا تو انھوں نے کہا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کو مامور کیا کہ وہ بیتِ کعبہ سے بیتِ نبویؐ کے ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو سزاوارتوں سے بہتر ہے اسکا ہر سے میں لوگوں کو مرگیاں بتاؤں کسی کے راہِ راست پر آجائے سے مجھے جہل جائے۔

فرمایا۔۔۔ کو رہا ان الدین الواخریٰؓ جو یمن کے زمانے میں لے آئے

فرمایا — کہ برہان الدین ابوالخیرؒ نے یمن کے زمانے میں اپنے باپ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں برہان الدین مرضیانی صاحبِ دیر کا زہرا

ساحب ہدایہ نے برہان الدین مثنوی کو خوب غور سے دیکھا اور فرمایا کہ میرا انداز مجھ سے
 کچھ اور اچھا ہے مگر یہ بڑا ہو کر اپنے کمالات کے باعث مزاج میں غلامی ہو گا یا باپ سے
 دوستا تھا کہ آئین کی جتنی پڑا سہا ہی ہو۔ یہی برہان الدین مثنوی ایک شعر میں فرماتے ہیں :-

گزشت ماه شد رفت ز بر بار خراب و نعل کار شد که جهادید نیست

یعنی اے اللہ اگر تیرا لطف و کرم شامل ہو جائے تو مجھ پر ان الدین سے عذاب
 درہو جائے گا اور اگر میرے اعمال کے مطابق کاروائی ہوئی تو یہ معلوم بھیجے گا
 میں تیرے کھنڈ اور جھلنی میں

فرمایا کہ ہر مذہب میں احوالِ خسر کی حفاظت و رعایت ضروری سمجھی گئی ہے جفظ عقل جفظ نفس جفظ دین جفظ نسب جفظ مال —

ایک سال کے جواب میں فرمایا کہ اگر کوئی خواب میں دیکھتا ہے تو اس کو ناشدیدیہت زیادہ
بڑھنا چاہیے۔

فرمایا۔ کہ غنائہ، خان گاہ کا معرب ہے یعنی بادشاہوں کی جگہ۔
ایک شخص کے سوال کرنے پر فرمایا: میرے محتاج کو کھانا کھانا چاہیے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم
فرمایا۔ کہ حضرت نظام الدین اولیا، کے عہد میں تین عیاض تھے ایک نیا والا دین
سنا ہی جو حضرت کے سزا کو مٹا دیتا تھا۔ دوسرے عیاض الدین بخاری جو مٹا دیتا تھا اور تیسرا
مکرتھے جسے عیاض الدین بنی بلذ شہری تھا جب تین عیاض حضرت کے مٹا دیتے تھے۔
ارشاد فرمایا۔ کہ عز و اقا رب، اکثر منعقد نہیں ہوتے
ہیں اور بعض، ہم عصر لوگ بھی خواہ غفرت و عداوت کا اظہار کیا کرتے ہیں
اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے رولوں طوائف اعمال اپنی نظروں سے دیکھتے
رہتے ہیں اور ان سے ہر قسم کا معاملہ پڑتا رہتا ہے۔ بس وہ اسی بنا پر ناخوش
ہو جایا کرتے ہیں کہ کیا گاہ، العفو و العفو، یعنی بھڑی منافست کی چڑی۔
ارشاد فرمایا۔ کہ میرے نزدیک ایک مافظ اگر دو بار جو
زایع پڑے تو سب ادا کی سنت ہو جائے گی۔ چنانچہ میرا بچہ (نواسہ)
میاں محمد یعقوب ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ سہرات ایک پارہ ہندو سے میں تراویح
کے اندر سنا تا ہے پھر گھر جا کر وہی ایک پارہ جماعت سے پڑھتا ہے اس طرح
وہ رمضان میں دو قرآن ایک دو دن کے فرق سے ختم کر لیتا ہے۔
ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے بارہ گھنٹے سے کچھ کھایا نہیں درود
سرو غیرہ لاحق ہے اوصاف بہت ہے (یہ تو میرا حال ہے اور) بہت سی چیزیں

میں آئی ہوئی معیشت میں اب رہ مجھ سے ذکر سے مستغنی نہ رہتی مسائل کی بابت
بہت سے سوالات کریں گی۔

حضرت مجلس میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضرت ابو تمیم بہت خوش
عقیدہ اور بااعلام ہوتی ہیں فرمایا ہاں۔ اسی بنا پر تو حضرت سفیان
ثوری کا قول ہے علیکم نذیرین الغائبہ۔ (تم بڑی عورتوں کے طریقے کو
نہ مہم کرنا) یعنی خفیہ طرح وہ اپنے معاملات میں پختہ ہوتی ہیں تم بھی اسی طرح
اپنے اندر وہی پختگی پیدا کرو۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ یہ جو تہا ہے کبھی کسی سے طریقہ چستہ میں مشا
بیعت ہوتے ہیں پھر اسی بزرگ سے یا کسی دوسرے بزرگ سے قادر فیقتہ میں
بیعت ہو جاتے ہیں یا نئے یا نہیں فرمایا کہ اول جس طریقے میں بیعت ہو اس کا
سلوک ملے کر سے چاہیے اس میں کمی و جائے اوکل نہ ہو سکے۔ پھر بعد کو
دوسری جگہ دوسرے طریقے میں اندھین کرے تو مضائقہ نہیں ہے طریقہ اول
کا سلوک ملے کے بغیر دوسری جگہ بیعت جائز تو ہے لیکن بیعت کو بار بار اٹھانے پٹانے
ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ملک دکن سے اس عرض سے حاضر ہوا ہوں
کہ آپ کی زبان مبارک سے زبانیاں حاصل کروں اور مستفید ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ بعد نماز صبح لا ایلہ الا اللہ اللہ الحق الباقی پڑھا کرو
ظاہر و باطن کا نیکو محسوس کرو گے۔

فرمایا۔۔۔۔۔ تمام سلسلے اچھے ہیں اور ہر ایک سلسلے والا اپنے سلسلے پر ناز کرتا ہے۔ اور سب نے ہی آداب و قواعد سلوک بیان کئے ہیں۔ لیکن بزرگانِ نقشبندی نے قواعد سلوک کو خوب درست کیا ہے (تنبیہ کے طور پر) دیوں سمجھو جیسے انگریزوں کی جنگ کہ وہ پوری تیاری اور ہندوستان کے ساتھ میدانِ جنگ میں آتے ہیں۔ سو اسی طرح انہوں نے نقشبندی سلسلے کے ابتدائی دور میں جب کہ اس سلسلے پر اعتراضات ہوتے تھے ایک غزل کہی ہے اس کا ایک شعر یہ ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارند کو ہند از رہ نہاں بحسبم قافلہ
(ایک لطیفہ) ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ کہ ایک شخص جو نقشبندی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ سماع سنتے تھے اور وجد کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم تو نقشبندی ہو یہ وجد و سماع کہاں سے آگیا انھوں نے جواب دیا کہ میری سسرال والے جنتی ہیں، وجد و سماع جنت میں آیا ہے۔

فرمایا۔۔۔۔۔ کوئی طبابت بھی ہمارے خاندان کا معمول تھا راوا صاحب (شاہ عبدالرحیم) اور عجمی صاحب (شاہ اہل اللہ) ملت کرتے تھے والد ماجد (شاہ ولی اللہ) نے اس مسئلے کو موقوف کر دیا مگر میں کہیں نہ سنبھلا کو پڑھتا ہوں پسے بسا ہوتا تھا کوشش۔ حج واد و انصاف وغیرہ معنی کتب میں شہرہ ملی کے اہلکار کو اشکال پیدا ہوتا تھا تو وہ مجھ سے تحقیق کریں کرتے تھے، اب تو کتاب (دانی) موقوف ہو گئی اس لئے کوئی تحقیق کرنے نہیں آتا، اب

میرے بھی نجات مل گئی رکرتے طلب کے مشکل مقامات حل کروں۔۔۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔۔ کو ہند و سیکڑوں کی تعداد میں بندے کے ہاتھ پر سلمان

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ان قصبات و قریات کے (جابل) لوگوں کا نام کے مسلمانوں کا جن کا کلمہ و کلام بھی درست نہیں۔۔۔۔۔ ذبیحہ درست ہے۔۔۔۔۔ فرمایا اگر ضروریات دین کا انکار نہیں کرتے تو انکا ذبیحہ

فرمایا۔۔۔۔۔ پسر محمد علی خاں (فاروقی) ار کاٹی نے ترجمہ از آئینہ عربی زبان میں مولوی علی (مدد راسی) سے کر کے ملک عرب میں بھیجا ہے۔۔۔۔۔ پاس بھی ایک نسخہ بھیجے کا قصہ تھا مگر وہ بھیج نہ سکے۔

فرمایا۔۔۔۔۔ کو تھانا عشرت کی آیت نقشبندی ایک شخص نے یوں کہی ہے تھرا ایک فن داں کہ درو سوئے ہر معرفت سرِ داں آمد

اب کو ہندوستان ہر دور کے فاروقی خاندان نے مدد راسی میں اپنی حکومت قائم کی تھی محمد علی خاں کو ہندوستان کے بل میں جو انھوں نے فاروقی کہا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اسے ملک جابر و دابر میں۔۔۔۔۔ تھانا عشرت کے کافی شہرت حاصل کی جس کا حال میں بھی ترجمہ ہوا تھا جس کو کتاب۔۔۔۔۔ مدد راسی کے صاحبزادے اور جانشین قلاب عہدہ لائے اور ادا جانا نے دانی جو کتاب

موسے لفظ و معانی میں منکر
بسمت دریا کہ دریاغ آمد
بسمت دریا کہ دریاغ آمد
سالی تصنیف ادیب راعی آمد

۱۲۰ھ

برسبیل تذکرہ فرمایا کہ ایک شاعر نے دہندے کے متعلق یوں کہا ہے
جانب علم عمل شیخ افرسی عبد العزیز
آنکھ او اندر جوانی کار پیران می کند
بلکہ استداد و دار و از سحاب معنوی
بحر موج است چون تغیر قرآن می کند

دعوتی نہ کہ جبر حاشیہ عرب مالک کے لئے کرنا تھا یہ معلوم ہے کہ دربار میں جو یا میں
کے مولوی اکی مدنی کا نام محمد سید ہے بدست کامل تھے ملک احمد داس کے استاد
میں تھے شمس الدین نے دربار میں تذکرہ مل و سند خط و کلام

کے ان بیوز شعروں کا جو ۱۲۰۰ء میں قلم نشانی کرتے تھے کہ یہ کتب میں
ہم موصوف کی ہر تالیف کو ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک معلوم ہے کہ کوئی
یا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کتاب اور یہ موصوف ہا میں اس کی تالیف بعد از وفات
کے (تقریباً ۱۲۰۰ء) میں تالیف ہوئی ہوگی جو اس کے بعد ۱۲۰۰ء میں تالیف ہوئی ہوگی۔
جو خود وہ موصوف سے استفادہ کرتے ہیں اس لئے تغیر قرآن کے وقت غرض سے یہ معلوم ہوتا ہے
اس قطع سے معلوم ہوا کہ آپ نے تغیر قرآن کے بعد ہی تالیف کی ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ قدم شریف کے نقش کی اصل کہاں ہے
میں آئی ہے؟

جواباً ارشاد فرمایا کہ سوائے جلال الدین سیوطی کے تمام محدثین اسکو صحیح
نہیں جانتے میں نے بھی اس کی سند ہر چند تلاش کی نہیں پائی۔

فرمایا — کہ زیارت قبر کے بارے میں بہت سی ایسی بدعات
آج ہو گئی ہیں جن کو فقہاء منع کرتے ہیں۔

فرمایا — ہر جانور کا بچہ جلد دوڑنے لگتا ہے اور آدمی کا بچہ
بعد دو سال کے چلتا ہے اور وہ بھی ضعف اور سہستگی کے ساتھ۔ اس کا سبب
ہے کہ آدمی کا سر اس کے قدم کے تناسب سے بڑا ہوتا ہے برخلاف دوسرے حیوانات
کے کہ ان کا سر ان کے قدم و قامت کے لحاظ سے چھوٹا ہوتا ہے آدمی کو یہ بڑا سر
اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں قوت فکر زیادہ چاہیے تاکہ جمیع امور اس کو انجام
دے سکے۔

اسی بات کے ساتھ یہ بھی فرمایا، ایک بات یہ بھی غور کرنے کی ہے کہ اگر
کوئی چیز دامنے باقہ پر رکھی جائے تو وہ اصل معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف بایں بات کے
وہی وزن کی چیز اس پر رکھی معلوم ہوتی ہے۔ آخر اس کا کیا سبب ہے؟ اس کا سبب
یہ ہے کہ دامنے باقہ بہت سے کام انجام دیتا ہے اس پر ایک چیز رکھ کر اس کو گویا مقید
کر دیا گیا ہیں باقہ زیادہ تر بیکار و معطل رہتا ہے اسلئے وہ چیز اس کو گراں نہیں

ارشاد فرمایا کہ — بعض امور تجربے کے بعد معلوم ہوتے ہیں ، مثلاً کہ مطالعہ کتب (عربی) وہ شخص اچھی طرح کر سکتا ہے جس کو علمِ خوب یاد ہو ، اور مناظرے میں وہ غالب رہتا ہے جو اصولِ خوب یاد رکھتا ہو اور گھر میں تنہا بیٹھ کر فکر وہ اچھی طرح کر سکتا ہے جو غفلت میں ماہر ہو —

فرمایا کہ — پختہ عالم وہ ہے جس کی چار چیزیں پختہ ہوں۔ مطالعہ ، درس ، تحریر و تقریر ، مناظرہ —

ارشاد فرمایا کہ — ہر علم کے درس کا طریقہ ہمارے یہاں مدد گار ہے اس کو تفصیل سے بیان کر کے فرمایا کہ درسِ تصوف میں میرا طریقہ یہ ہے کہ اول لواحق جامی بمائے میزانِ الصوف کے بعدہ لیاات اور شرح لیاات اس کے بعد درہِ فاخرہ ، تصنیف صدر الدین قزوینی شاکر دین غفری الدین بن عربی جدهِ تصوف پھر فتوح الغیب —

ارشاد فرمایا کہ — حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چشتا ربی عادتیں اپنے اندر رکھتا ہوں اگر آپ فرمائیں تو ان میں سے ایک کو چھوڑ دوں چاروں کا چھوڑنا مشکل ہے۔ دریافت فرمایا وہ کون کون سی بڑی عادتیں ہیں۔ عرض کیا چوری ، زنا ، دروغ گوئی اور شراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چوری و غیرہ کی

سزاؤں کا حال تجھ کو معلوم ہے اس نے عرض کیا جی ہاں معلوم ہے فرمایا کہ بس بھٹ چھوڑ دے اس نے قبول کیا پھر جب کسی حرکت کا ارادہ کرتا تھا وہ جھوٹ بولنے کا اقرار و قبول کی سزا کو یاد کرتا تھا اور باز رہتا تھا پھر اس نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر چار طعن سے متحذکر دیا۔

ایک مرتبہ نے عرض کیا کہ کیا کسی طور پر مرید جو ابھی خالی از لہ نہ نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں تجربہ ہے کہ مرید بھی پیرانِ طریق کی توجہات کیساتھ منعموس ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ سمرقند کی جانب سفر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ سفر میں یا خفیظہ نو سواٹھا نوسے بار اور دوسرے بلا بلا نوسے بعین کثرت پڑھتے رہنا۔ ایک مرتبہ نے عرض کیا کہ انزالِ کتب اور ارسالِ انبیاء سے مقصود بانڈت و بالاصل وصول الی اللہ ہے یا احکام ظاہر کا بجالانا۔ ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے درس میں سنا ہو گا کہ اسلام ایمان اور احسان کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے اس کے پیش نظر مقصود اصلی یقیناً احسان ہے۔ جس طرح اسلام بے ایمان معتبر نہیں، نزاد امامِ قرآنی، ایمان بے احسان معتبر نہیں ہے۔ تمہارا نجات فقط ایمان سے بھی ہو جائے گی پھر فرمایا کہ بے احسان کے بعد اہل جہدے رُوح کی طرح ہیں پھر فرمایا کہ اسلام ایمان اور احسان تینوں میں سے ہر ایک کا ایک خاصہ و قیہ ہے جو اسلام لایا یعنی اقیاد ظاہر رکھتا ہے۔

اس کا دل اور اس کی حوسٹ سلطان اور طاعن سے مغلوب ہو گئی اور جو ایمان سے لاپرواہ اسلام رکھتے تھے عنایت اس کے حصے میں آگئی اور جو مرثا احسان پر پیونج گئی، قرب الہی اس کو حاصل ہو گیا۔ گو یا کہ احسان، کمال مرتبہ ایمان ہے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ تشریف لے کر اسی سب سے دور دست بنے، فرمایا ہاں۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ۔۔۔ امام غزالی نے فرمایا ہے کہ حرام کو جو عقیدہ سٹھایا جاتا ہے وہ عقیدہ باطن کا پوست ہے۔ اور یہ بھی انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ "قرار گاہ" جو بھلائی مراد عوام، بہشت ہے خواص اس سے درگاہ الہی مراد لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام غزالی بہشت ظاہر کا ابطال دیکھا کر کہہ رہے ہیں جو اہل ارشاد فرمایا کہ انہیں امام غزالی کا یہ مطلب نہیں ہے، انکا مقصد یہ ہے کہ خواص کا نصب العین اور سطح نظر اونچا ہوتا ہے۔ امام غزالی نے خود عجائبات کے سلسلے میں ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ بعض بندے مثل ان ظالموں کے ہیں جو بعض آقا کے زود کو بے سنے پھرنے کے لئے خلائی اور اطاعت کرتے ہیں۔ یہ مثال اس کی ہے جو صورت مسلم کہلانے کا سقم ہے، اور کچھ لوگ ان لوگوں کی طرح ہیں جو بایہ غفلت اور بامید اضافہ تنخواہ اطاعت کرتے ہیں۔ یہ مثال اس مومن کی ہے جو بہشت کا امیدوار ہے، اور ایک گروہ شائق کا جو تین تین مٹامندی باری تعالیٰ حاصل کرنے کے لئے اطاعت کرتا ہے۔ امید اور خوشی سے غفلت نظر کر کے۔

اسی اثنا میں ایک مرید نے عرض کیا کہ میں نے ایک نیک شخص سے دریافت کیا تھا کہ مقصود صلی کیا ہے؟ اول تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ مقصود صلی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی افضل ہے، پھر انھوں نے کہا کہ مجھ کو مقصود او افضل، اعمال تک بہر میں کیونکر بہشت انبیا علیہم السلام اسی عرض سے ہوئی ہے چنانچہ قرآن مجید اس پر ناظر ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ افضل اعمال روح ہیں۔ جس طرح قلب روح کو قلب جسم پر فیضیت ہے اسی طرح اعمال قلب روح کو اعمال ظاہر پر فیضیت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ تمہاری ساری باتوں اور اعمال پر نظر نہیں رکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہاری باتوں کو دیکھتا ہے۔"

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ تین لطائف کو نکالنا بھی مانتے ہیں۔

(۱) لطیف نفس۔ اس کو طبیعت کہتے ہیں چیزوں کا اچھا بگڑا، مثلاً لمبا، سبز، خوشبودار خوش رو وغیرہ کا اچھا بگڑا اسی سے مشق رکھتا ہے۔ اس کے حقائق و دقائق وہ لوگ اچھی طرح سمجھتے ہیں جو امارت و ریاست کے خاندان میں پلے پڑے ہیں۔

(۲) لطیف عقل۔ علم و فہم کا تعلق اسی سے ہے جو اکثر یہ لطیف علماء ہیں قوت کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۳) لطیف قلب۔ یہ لطیف فقرا میں اکثر موجد و تاملہ کیفیات سے

۷۰ زمین کہتے ہیں۔ ذکر ایام معین احادیث میں بہت آیا ہے اور ذکر غزوہ بدر بھی آیا ہے۔

ایک مہینے دریافت کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کبھی عورتوں کی اماں کی ہے فرمایا نہیں۔ بلکہ یہی وجہ کہ امت نسا کی جو ذکر ان جیسی حدیث مان غواتین نے بھی عورتوں کی امانت نہیں کی ہر عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ضرور ہوتا تھا اگر کسی کو مسجد میں نماز باجماعت نہیں ملتی تھی تو چھپنے اپنے گھر اگر اپنے اہل عیال کے سوا نماز باجماعت اور اگر لیتا تھا عذائے ذکر فرمایا کہ میں اپنے بچپن کے زمانے میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد وہ بڑا با تھا ایک دن سورۃ طہ کی آیت مَبْنُوتَہ پر پہنچا کہ ایک عورت اور اس کا مرد جو ایک شیر کو دھل کے زور سے پھرتے ہوئے انعام کی طلب میں گھر وں پر گھوم رہے تھے ہمارے مکان پر بھی آگئے۔ عورت شیر کو چارے گھر کے اندر لے آئی زمین سورۃ طہ کے مقام مذکور کو پڑھ رہا تھا، تھوڑی دیر میں اس عورت نے کہا کہ اس

لے جانے چاہیے غرض کہ اس کو یا خورشاد عیسیٰ کہ یہاں پہنچا کہ اللہ سُبْحَانَهُ کا حکم سورتوں میں وہاں پہنچے غرض کہ ہمارے گھر میں حضرت موسیٰ کے ساتھ حب ہمارے کے زور سے گھر میں اور وہاں کہ پہنچا وہاں حضرت موسیٰ نے غرض کیا کہ ہمارے گھر میں ہمارے گھر میں قرآن کے اس فضائی کی تشریح کہ ہے۔ عرب

شیر کا مال دیکھتے ہی دیکھتے ہیٹھو اور بڑھ بھبھو رہا ہے مجھے جلد انعام دے کر نصرت کیا جائے چنانچہ اسے کچھ دیدیا گیا۔ وہ عورت باہر نکل کر اپنے مروت کہنے لگی کہ اس شیر رہا ہے جادو کا جو اثر تھا وہ اثر رہا ہے جلد کوئی تدبیر کرنی چاہیے چنانچہ وہ اس کو کسی کسی طرح قبضے میں کر کے باہر لے گیا۔

ایک مجلس میں چند اشعار پڑھے جن میں دو شعر ہیں۔
شورش اہل جنوں را مرگ ہم سنگین داد
گر باد خاک بخون تافلت سجدہ زنت
خاندن است دنیا عیش او یاد رکاب
شہسوار است اگر نیکر جازو دامن چید زنت

فرمایا خوارج سوائے حضرت شغین کے باقی سب عداوت رکھتے ہیں مگر حضرت حسینؑ اور دیگر سادات کے عقیدہ میں اور نامی حضرت علیؑ اور حضرت حسینؑ دونوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔

۷۲ شورش اہل جنوں کو مرگ ہم سنگین نہیں دی خاک مجھوں کا کچھ دوسوں میں نہ کھاتا
دا گیا۔

۷۳ دنیا مارا نہیں کی مانند ہے اس کا بیش پاد رکاب ہے صوفی صدمہ ہونے والا ہے شہسوار وہ ہجو
پہاں سے اس پہنچے ہوئے عوی پلا گیا۔

فرمایا کہ _____ خارجیوں کا تسلط کبھی کسی ملک میں نہیں ہوا
 عمان اور سقط و غرہ مقامات میں رہتے ہیں _____ میں نے کسی خارجی کو
 نہیں دیکھا _____ مگر ناہمی دیکھے ہیں۔

فرمایا کہ _____ بغض رو پہلے ایسے میں کر ان کے سامنے
فقط اگر حضرت علیؑ کیا جائے تو ناراض ہوتے ہیں چنانچہ حافظ آفتاب چیمبر
میرے درس میں حاضر ہو ا کرتے تھے ایک دن حضرت علیؑ کا ذکر تھا۔ ہم سبوں
کی عادت جو کہ صحابی بھی سامنے آئے ہم اس کے مناقب بیکان دل بیان کرتے
ہیں میں نے بھی حضرت علیؑ کے مناقب خوب بیان کئے اسی پر وہ ناراض ہو گئے
اور مجھے سختی سمجھ کر میرے درس میں آنا چھوڑ دیا۔ _____ ایک وقت حضرت
والد ماجد کے ساتھ بھی ایسا ہی گزرا ہے۔ ایک شخص نے تحفہ شیعہ کے بارے میں
والد صاحب سے سوال کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں خفیہ کا جواب
بے اس کو بیان فرما دیا جب مکرر دریافت کیا تو پھر وہی جواب دیا۔ میں نے
خود اپنے کانوں سے سنا کہ وہ شخص دفعی سے بائبل لے کر یہ کہہ رہا تھا کہ شیعہ میں۔
ایک مرتبے عرض کیا کہ کیا مرثعہ وغیرہ تمام جانوروں کے لاشے کا ایک
ہی گریبہ؟

فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں بھڑکانے اور لڑانے کی ممانعت فرمائی ہے خواہ وہ وحشی جانور ہوں یا پرندے ہوں۔ البتہ

بازوؤں کا پانا اگرچہ وہ جسمانی ہوں، ممنوع نہیں ہے۔
حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی (ابو عمیر) نے ایک لال چڑیا پالی تھی جب
وہ چڑیا مری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا ابو عمیر! نقل النیر (یعنی
اے ابو عمیر! تمہارا وہ لال کیا ہوا)۔

فرمایا کہ _____ اہلخانہ کو ترکہ بہت سے فوائد و خواص
 دے گا۔ اگرچہ ان کا ارٹاناسخ ہے، مہندان خانہ کے ایک یہ کہ کہہ کر توں کے
 پروردگار کی ہوائے خفاں، دفع ہوتا ہے اور لغوہ و فاجح بھی _____ کتاب
 خواہ اس کجوان، میں تمام حیوانات کے عجیب عجیب حالات تا شہرہ و خواہ ان
 کے دے ہیں۔

فرمایا کہ بعض اطباء علاج بالخاصیۃ جس کو
 دیکھتے ہیں کہ میں نے میں چنانچہ مجھے نفرس دران کا مرض تھا اچھا نہیں
 ہوتا تھا ایک کتاب میں دیکھا کہ ایسے کچھ کے سر کے بال، جو چالیس دن سے
 زیادہ اور چھ مہینے سے کم عمر کا ہو۔ موضع درد پر باندھیں درد جاتا ہے گا
 میں نے ایسی ہی کیا مرض جاتا رہا۔

ہندی کا ایک دوپٹہ رکھ فرمایا کہ وہاں بات تو یہ ہے کہ جب کوئی باغدا
جو جائے تو کسی اور کی طرف کیوں نظر کرے۔ (ایک دن) شہنشاہ
زادہ بیاہیکہ دنیا سے دیکر است آئے دگر ہوئے دگر جائے دگر است

پھر اس شعر کے معنی بطور تقصوت بیان فرمائے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک سے مراد صلہ کو ہے اور ایسا مقام مراد ہے کہ جہاں پہنچ کر اس عالم سے بچز ہو جائیں۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا گنجد اور چوسر شطرنج کی طرح حرام ہیں؟۔ ارشاد فرمایا کہ گنجد اور چوسر میں شطرنج سے بھی زیادہ حرمت ہے۔ اسلئے کہ بعض ائمہ نے دشمنان کے ساتھ شطرنج تو باج بھی کیا ہے۔ پھر منسربا کو جامع صیغہ میں شطرنج کے کھیلنے اور دیکھنے والے پر لعنت کی حدیث بھی ہے لیکن بہت تعینف ہے۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ حضرت علی کے خیمہ صاحبزادے تھے۔ بائخ صاحبزادے حضرت حسین کے ہمراہ شہید ہوئے اور حضرت حسن کے نو صاحبزادے تھے جن میں قاسم الاولہ تھے دوسرے صاحبزادوں میں سے اکثر کی اولاد کا بلسلہ ابکث باقی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ حضرت ابوحنیفہ حضرت جعفر صادق سے اکثر اور حضرت محمد باقر اور حضرت زین العابدین سے کثر روایت کرتے ہیں اور زید شہید سے بھی بہت روایت کرتے ہیں۔۔۔ ان کے شاگرد بہت ہیں جیسے فضیل بن عیاض اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہما اور ان کا مذہب اہل ہے پھر حضرت ابوحنیفہ کے تقویٰ اور کرامت کے واقعات بیان فرمائے۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ کیا بیت نیا بُرہ بھی درست ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ بہت سی عورتوں نے تصبیعت کیا۔ حضرت علی اللہ علیہ وسلم کو فرصت نہ تھی حضرت عمر کو بھیجا تاکہ نیا بُرہ بیعت لیں۔ ایک مُرید نے دریافت کیا کہ حضرت شاہ نجم الحق چائیکدہ کی قبر کہاں ہے؟۔ ارشاد فرمایا کہ قریب آباد دھلاؤ دہلی کے قریب غرب کی جانب ہتھہ ایک مقام ہے وہاں ان کی قبر ہے۔

ایک مُرید نے تانبے اور پتیل کے برتنوں کا مسئلہ معلوم کیا۔ فرمایا ان کا استعمال درست ہے لیکن تانبے کے برتن پر احتیاط و حفاظت کی غرض سے قطعی کر لینا چاہئے تاکہ کھانا خراب نہ ہو قطعی نہ ہونے کی صورت میں کراہت ہے۔ پتیل کے برتن پر اگر قطعی نہ ہو تو شاہ بیت منور کی وجہ سے مکروہ و خلاف اولیٰ قرار دیا ہے خصوصاً پتیل کی تمحالی اور لٹکا کر ایک قوم کے ساتھ مخصوص میں۔ اور اسی وجہ سے مکروہ ہیں، برخلاف تیلی کنوارے کے کہ مسنون کے ہاتھ میں ہوتا ہے تاہم کسی خاص قوم کے ساتھ اسکی تخصیص نہیں رہی پتیل کی نفی اور لوٹے کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ ایک حنفی امام شافعی یا کسی اور امام کے موافق

عہ شیخ عبدالعزیز شکر پور کے غلیظ تھے۔

نہیں کر سکتا ہے۔ یہ فرمایا ہاں ضرورت کے وقت کسی دوسرے امام کے مذہب پر
 عمل کر سکتا ہے۔ میں نے ایک استفتاء کے جواب میں اس مسئلے کو مفصل لکھا ہے۔
 فرمایا کہ _____ اللہ تعالیٰ نے اسلاف کی عمروں میں ماورائے
 اوقات میں بڑی برکت دی تھی۔ چنانچہ علامہ جمال الدین سیوطی مصری
 نانوتی جو کہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے ان کے اوقات کا حساب لگایا گیا ہے
 ۱۰۰ سال نکالنے کے بعد کہ وہ ان کے بچپن کا اور تحصیل علوم کا زمانہ ہے روزانہ
 ۲۰ ورق ان کی تصنیفات کے بیٹھے ہیں۔ کب حج بیت اللہ کیا ہو گا اور
 بدین علوم اور تدريس وغيرہ کا مشغلہ رکھا ہو گا؟
 فرمایا کہ _____ رسالہ عزیز شاہ عبدالعزیز شکر بادلوئی

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ میں فائز ہوں قاضی خاں کے ملکہ اور خیرین میں سب سے جنت
 نصرت۔ طریقت اور حقیقت کے عالم تھے فروغ دہی سے جرات و دیانت میں مشغول رہے یہاں تک
 کہ رتبہ شفیق کو پہنچے بانہاد سے لے کر پانچواں اوقات تھے اپنے زمانے میں تواضع و علم و عبادت
 ہمہ مشقت بزم اور رعایت خیرا کے اندر اپنا نظریہ نہیں رکھتے تھے فرما کر یا دعا فرما کر شرف
 و اور آپ کے وجود سے کہہ دینے والی میں سلسلہ اشراف و شفیق قائم رہا۔ شرف میں جو چہ زمین
 پیکر و لادت ہوئی ڈیڑھ سال کے تھے کہ اپنے والد ماجد شیخ حسن طہر کے ساتھ جو چہ زمین دہی آگئے
 جمہوری الاثری شرف کو ذات پائی را حیا الخیر

لی تصنیف ہے بڑا اچھا رسالہ ہے۔ رسالہ عینہ بھی بیان وحدت وجود میں الخیر
 رسالہ ہے اور خوب ہے۔ ان کے علاوہ انکی دوسری تصنیفات و آداب
 اشوک و غیرہ بھی میں اور سب اچھی ہیں۔

فرمایا کہ _____ کتاب فتاویٰ لغنیہ شیخ حسن طہر کی تصنیف
 ہے انھوں نے سلوک میں یہ بڑی اچھی کتاب تحریر فرمائی ہے۔

فرمایا کہ _____ وہ علوم جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اپنی
 بساط کے مطابق ان کو یاد بھی رکھا ہوں۔ ڈیڑھ سہ علوم ہیں۔

ایک عالم نے عرض کیا کہ وہام طور پر ہم علوم بتائے جاتے ہیں۔ فرمایا
 تفصیل علم کے اعتبار سے ہیں۔ (نہ کہ مطالعہ کے اعتبار سے)

ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک روز ذکر تھا کہ منظوم خطبہ ہندوستان میں مدح

وہ راہے حدیث کے شریہ و ملت تھے آپ کے والد شیخ فاضل طہران سے ملائے اس سے ملے تھے وہ
 ایک مدت تک جلدو ہا میں رہے شیخ حسن طہر کی بیوی ہا میں رہے۔ عالم شباب میں طلب علم کے نانے میں
 اور طلب معرفت و اعجاز ہو گیا تھا۔ بنا بریں وہ بیوی کی خدمت میں رہنے لگے بعد ازاں اسے عامتہ کی
 خدمت میں پہنچے لاہور میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جو حضرت علیہ السلام کے شریہ ہوئے۔ چون کہ وہ ہیں
 سکونت اختیار کر لیا تھی بعد ازاں سلطان سکندر لودی کی درخواست پر لاواں آکر ہجرت فرمائی تھیں۔ وہ ہیں
 ملک سے تزل میں اپنی اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کر لیا تھی۔ دیکھ ادا دل حشر کو جمال ہوا بطن الخیر

ہو گئے ہیں۔ باقی اکثر شاگرد انتقال کر گئے۔
 فرمایا کہ۔۔۔۔۔ مولوی فریح الدین دہلوی نے ریاضیات میں
 اتنی ترقی کی ہے کہ ریاضی کے موجد محمد علی نے شاید اسی قدر ترقی کی ہو
 فرمایا کہ۔۔۔۔۔ والدہ ماجدہ نے ہر ایک فن میں ایک ماہر شخص تیار
 کیا تھا اور ہر فن کے غائب کو اس فن کے ماہر کے سپرد کر دیتے تھے۔ خود
 معارف گوئی اور معارف نویسی میں مشغول رہتے تھے اور دوسری حدیث دیتے تھے
 (بعض مضامین) بعد از تہ اور کشف کے ذریعے معلوم کر لینے کے بعد تحریر فرماتے
 تھے۔ بیمار کم ہوتے تھے۔ عرصہ شریف ۶۱ سال پار ماہ کی ہوئی۔ مہ شوال المکرم
 کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۹ محرم الحرام کو بوقت ظہر وفات پائی۔ (اگلے بعد
 غالباً دوبارہ معلوم کر کے جامع ملفوظات نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی
 تاریخ تولد مہ شوال ۱۱۳۳ھ روز چہار شنبہ ہے۔ تاریخ وفات ۱۱۹۹ھ اولیاء ماہ عظیم
 دین ہے۔
 ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ سلطنت کفر کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے ظلم کے
 ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔
 ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ فی الحقیقت بیعت جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے بلکہ خدا سے ہوتی ہے۔ تمام مرشد، نائب حضرت رسالتکام میں اور مرید
 بشرط اجازت نائب مرشد ہوتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ شہزی مولانا۔۔۔۔۔ روم ٹک کی کل جواب فرمائیے
 لی مانند یہ لیکن اس کا ایک شعر تو لاکھ روپے کا ہے۔
 درکنڈر دلفط او شد بیشتر بہر تقرب۔۔۔۔۔ سخن بار و دگر
 ایسی اگر اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو قبول نہ فرمائے تو یہ بھی اس کا ایک ٹرا لطف حکم
 ہوتا ہے اس لئے کہ اس صورت میں دوبارہ اس سے مناجات کرنے اور گفتگو کرنے کی
 تفریح پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک شخص کے دریاخت کرنے پر فرمایا کہ۔۔۔۔۔ میں نے عربی اشعار ایک مدت
 تک کہے ہیں اب ۲۵ سال سے کہنے موقوف کر دیئے ہیں۔ نیز فرمایا کہ عربی نظم
 و نثر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عجیت بالکل محسوس نہ ہو۔ چنانچہ مجھے خانہ انیس
 عربی نظم و نثر کے اندر یہی بات ہے در کہ بولے عجیت نہیں پائی جاتی،
 فرمایا کہ۔۔۔۔۔ والدہ ماجدہ کی مثل مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا
 علاوہ کمال علوم اور دیگر کمالات کے ان کو ضبط اوقات میں بھی کمال حاصل تھا
 کہ بعد از شراق و تحریر و تصنیف کے لئے جابٹھتے تھے اور دوپہر تک زانو نہیں بدلتے
 تھے حتیٰ کہ جسم کو کھلوانے اور تھوکنے بھی نہ تھے۔
 ایک بزرگ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے جد امجد (حضرت شاہ عبدالرحیم)
 کو خواب میں دیکھا ہے بالکل آپ کی صورت تھے۔ فرمایا ہاں میں اپنے دادا سے بہت
 مشابہ ہوں۔

فرمایا۔۔۔۔۔ میں نے غنت سرور کا ناستی اللہ علیہ وسلم بہت
تاشعار کیے ہیں اور الدعا کے سرور قصیدہ ہمزائے دیار کو گھنٹس کیا ہے۔ یعنی ہر
شعر تین مصرعے اپنی طوت سے لگائے ہیں۔۔۔ ادبی تذکرے میں برجین
کا ذکر کیا نظر آیا کہ میں نے بھی بیکو ایک شعر میں نظم کیا تھا وہ شعر یہ ہے۔
نماز کتب طبع غیر از خود نمایاں نامی کہ

درخت بید را دیدم کہ دلم بے خراب شد

ترجمہ۔ نازک مزاج لوگوں سے سوائے خود دلی کے اور کچھ نہیں آتا۔ میں نے
درخت بید کو دیکھا کہ نازک ہوتا ہے، دیکھا کہ ہمیشہ بے خراب رہتا ہے۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ ہر چند والدہ ماجدہ نے مجھے شغل معاکبر و بطل بہت
سے منع فرمایا تھا لیکن بلب دلی فضا، اچھی چیز ہے۔ گویا جاں بخشی ہے۔

نیز فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بچپن میں بیمار ہو گیا تھا، ایک حکیم نے میرا علاج کیا
و بفضلہ تعالیٰ مجھے شفا ہو گئی۔ والد صاحب نے ان حکیم صاحب فرمایا کہ
چونکہ تم نے مجھے خوش کیا ہے اس لئے لوگوں میں تمہارے حق میں کیا دعا کر دوں اگرچہ
اس انداز میں بات کہنی والد صاحب کی عادت کے خلاف تھی مگر حکیم صاحب
سے یہ بات فرمادی حکیم صاحب نے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ میں ملازم ہو جاؤں
اسی زمانے میں وہ تنہا روپے کے ملازم ہو گئے اور سواری بھی ان کو ملی۔ جب
خون لے حضرت جوتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کی

دعا سے، ملازم ہو گیا تو فرمایا کہ بہتاری بہت کم تھی کہ تم نے فقط دیار پر ادنیٰ
حقیر چیز انکشاف کیا۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ مگر منظر میں اس وقت سلطان مراد شاہ روم،
کی ہوائی ہوئی عمارت ہے جس کو شہر میں تعمیر کیا تھا۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ قطب مینا رسات منزل کا تھا۔ اب سچے منزل ہ
کیا ہے۔ اس پر سے ایک حقیر تماشا کے طور پر بہت لگایا کرتا تھا، در کمال یہ کرتا تھا
کہ اپنے لیے اور گھروں کے ساتھ ہوا میں مل جاتا تھا بھر انتہائی کمال یہ دکھاتا
تھا کہ دیکھنے والے ہوتے تماشائیوں کو مجمع میں سے کوئی انعام کے لئے روپہ دکھاتا
تو اس روپے کو لینے کے لئے اوپر سے نیچے بہت لگا کرتا تھا اور اس مجمع کثیر میں سے
اسی روپہ دکھانے والے کو پکڑ لیتا تھا، مار کھاتے دیکھتے میں ایک مخصوص شخص کا
شناخت کر لیتا مشکل بات ہے میں نے اس کا یہ کمال اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں، ایک
رات میں نے دلی کی جامع مسجد میں شمار کیا تھا وہ جگہ خاصہ جماعت کے ساتھ
تراویح پڑھا ہے تھے۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ اگر آدمی کردار کا پتلا اور پکا ہو تو بڑی قہم بات
ہے۔ کتب ملوک میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک چور تھا اس نے اپنے گروہ
سے یہ عہد کیا تھا کہ میں سوائے بادشاہ کے گھر کے کسی کے یہاں چوری نہیں کر دنگا

فرمایا کہ۔۔۔۔۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔

۸۴

چنانچہ ایک رات موقع پا کر وہ باہم بادشاہ پر چڑھ گیا، دیکھا کہ بادشاہ جاگ رہا ہے اور اپنی بیوی سے لڑائی کی شدت دی کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، میان گفتگو میں بادشاہ نے کہا کہ میں گرد و نواح کے شاہوں میں اس لڑائی کا رشتہ نہیں کروں گا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے اس کی شادی کروں جو صالح ہو اور دین کا بادشاہ ہو، بیوی نے کہا کہ آپ کس طرح یہاں ہیں گے کو یہ دین کا بادشاہ ہے جو اب دیا کہ جو شخص ایک سال تک تجیر اولیٰ فوت کئے بغیر نماز، جماعت پڑھے گا وہ بلاشبہ صلح ہو گا یہ دوسری بات ہے کہ اس کو کوئی شرعی عہدہ ہو اور اس کی وجہ سے کبھی تجیر اولیٰ نہ جائے۔

اس جو رہنے جب رہنا تو چوری چھوڑ چھاڑ کر ایک مسجد میں ڈیرا ڈال لیا اور سال بھر تک اس کی تجیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ اب سوائے اسکے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی تجیر اولیٰ سال بھر تک فوت نہ ہوئی ہو ایک سال گزرنے پر بعد تحقیقات، بادشاہ اس مسجد کی طرف گیا، سلام و کلام اور تعظیم و تحریم کے بعد بادشاہ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آپ کے پیرو مشد کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پیرو مشد سرکار ہی میں اور پورا اقصیٰ بیان کیا۔ پھر بادشاہ کے کہنے کے باوجود اس کی لڑائی سے اپنی شادی کرنا منظور نہیں کیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ نیت ہمیشہ ڈالنا ڈال رہا کرتی ہے، اسی بنا پر

۸۵

ہزاروں نے کہا ہے کہ عمل خیر میں مشغول رہنا چاہیے، انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ یہی نیت درست ہو ہی جائے گی۔

فرمایا کہ حکومت نواب وزیر (حکومت اودھ) ابھی تک دارالحرب نہیں بنی، اگرچہ دارالرض ہے۔ پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ اس حکومت میں بے برکتی بہت ہے۔ اگرچہ یہ بے برکتی انگریزوں کی غلامی والے علاقوں سے کم ہے۔

مولانا عبدالمسیح دہلوی (مسلوم فرائی علی) کا اور آصفیۃ الدولہ کے ان کو طلب کرنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ خاڑی الدین حیدر اگر مجھے بلا منصب و جاگیر بھی طلب کرے گا تو میں وہاں جاؤں گا، بشرطیکہ وہ میرے مسلک سے متعزض نہ ہو، اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا کہ ایک مخلوق راہِ ہدایت پر کھائے گی، اپنی تقاریر کا ڈھنگ بھی بدل دوں گا، یعنی وہ تقاریر بالکل اچھوٹے اور نئے انداز کی ہوں گی جو سب میں مقبول ہوں گی اور لوگ متوجہ ہو کر دین حق اختیار کر لیں گے۔

ارشاد فرمایا کہ پانی کم پینے سے قوت گویائی بڑھ جاتی ہے چنانچہ حکیم سنائی نے فرمایا ہے۔

ذہن ہندی و لظن احسانی
بود از کم خوری و کم آبی

۸۶
یعنی ہندوستانی کا ذہن کم کھانے اور عرب کے دیہاتی کی قوت گویائی
کم اپنے کی وجہ سے ہے)

فرمایا کہ ————— ہر قوم کا ذہن کسی کسی فن میں ہوتا ہے۔
چنانچہ ذہن بنود، حساب میں اور ذہن انگریز، جزوی صنعت و حرفت میں
اور ریاضیات میں خوب ہے، اگرچہ وہ دقائق منطقہ اور مسائل الہیات و
طبیعیات کو کم سمجھتے ہیں۔ اللہ اعلم۔

فرمایا کہ ————— دومیوے ایسے ہیں کہ تین حواس اُن سے
لذت یاب ہوتے ہیں۔ ولایت میں سیب اور ہندوستان میں آم۔
قوت باصرہ ان میوے کے رنگ سے، قوت شامہ اُن کی خوشبو سے اور
زبان اُن کے ذائقے سے لذت حاصل کرتی ہے۔

فرمایا کہ ————— کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کیا خواہی، زراعت کن کر خوش گفت آگفت

زروع را نشین زراعت و ملت دیگر ہم زراعت

یعنی اگر تو کیسا کا خواہش مند ہے تو زراعت کر، بقول شاعر زرع
دکھتی، کے حرفت میں و ملت تو رہے ہی، آخری ملت بھی چین ہے جس کے
معنی سونے کے ہیں)

جہل قدمی کے وقت نواب فضل محمد خاں و غیر امراء، سواری سے اتر کر

ملقات اور مصافحہ کر رہے تھے، ان میں بعض اُمراء ایسے بھی تھے کہ پھر
سوار نہیں ہوئے، حضرت والا کے پیچھے پیچھے چلتے تھے، اسی جہل قدمی کی
سات میں، فرمایا کہ میں اس مرض سے جس کی بسا و پر یہ جہل قدمی کر رہا
ہوں ————— دیگر امراض کے مقابلے میں زیادہ کیفیت محسوس کرتا ہوں۔
پھر شعر پڑھا۔

ما و مجنوں ہم سبق بودیم درد و ان عشق

او بصرافت و مادر کو چار سوا شدیم

یعنی میں اور مجنوں دونوں مکتب عشق میں تعلیم پایا کرتے تھے۔ وہ
جنگل کی طرف چلا گیا اور میں گلی کوچوں میں رسوا ہو گیا۔

پھر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو وہی بہتر ہے۔

چوں طمع خواہد ز من سلطان دین

خاک برفرق قناعت بعد ازین

یعنی اگر سلطان دین مجھ سے بالفرض طمع کا مطالبہ کرے تو پھر میں طمع
کروں گا اور قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا)

پھر ہنر خرم کے وہ اشعار پڑھے جو تعلیم دہی ہیں اُن میں کا ایک شعر یہی

حضرت دہلی گفت دین و داد

جنب مدن است کہ آباد باد

چل قدمی کے بعد مکان واپس آکر چارپائی پر استراحت فرمایا
شاہزادہ مرزا مست جان تشریف رکھتے تھے وہ چارپائی کے نیچے بیٹھے
رہے۔ ارشاد فرمایا کہ معاف کرنا میں معذور ہوں میرا خدام بھی
مالٹیں اعضا کے لئے چارپائی کے اوپر بیٹھے گا۔ (یہ سن کر شاہزادے
نے تواضع کا اہلہا کر لیا اور اپنے ہاتھ سے بدن مبارک کو دبا شروع کر دیا
حضرت والا نے معذرت کر کے اس کو اس خدمت سے باز رکھا۔

اسی اثناء میں ایک حافظ صاحب وارد ہوئے۔ ان کی خیریت
دریافت کرنے کے بعد فرمایا۔ میں نے سنا ہے کہ تم انجلی آواز سے اشعار
پڑھتے ہو۔ مجھے اشتیاق ہے کچھ سناؤ، مگر یہ واضح رہے کہ اگر یہ بعض
کے موافق نہ ہوئے تو منع کر دوں گا۔ اس کو معاف کر دینا۔ پھر ایک مڑ
سے ارشاد فرمایا کہ کلمات الصادقین میں سے جو کہ صلحاء دہلی کے حالات
پر مشتمل ہے۔ کچھ پڑھو پھر فرمایا کہ ترکش اولیٰ با خطائے اجتہاد دی کر ہے
کسی طرح و احترام کرنا انجلی بات نہیں ہے۔ ہر معاملے میں خصوصاً کسی
پر اعتراض کرنے میں طریقہ اعتدال اختیار کرنا اچھا ہے۔

فرمایا کہ۔۔۔۔۔ شاہ عبد اللطیف جسرانی کے متعلق
حالیکہ نے بہت کچھ غلطی الفاظ لکھے ہیں۔ جب حالیکہ نے دکن سے
ان کو لکھا کہ اشتیاق قدم بوسی، غالب ہے، اگر اجازت ہو تو صاحبزادہ

خدمت ہو جاؤں تو انھوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ کے یہاں آنے
میں ایک قباحت ہے اور وہ یہ کہ آپ مجھ زنا کارہ کو دیکھ کر کھینچ گئے کہ
ایسے سابق میں اسی طرح کے ہوں گے جیسا کہ یہ ہے، اس صورت میں
اولیٰ اور کبار کی طرف سے آپ کا ذہن غلط ہو جائے گا۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ فرض نماز میں امام کو لغو دینا درست ہے
یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ فقہار نے اس میں اختلاف کیا ہے صیح تر
یہ ہے کہ لغو دینا چاہیے۔ اگر امام نے ایسی غلطی کی ہے جس میں معنی بدل رہے ہیں تو
لغو دینا فرض ہے ورنہ مستحب۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ سورہ فاتحہ میں اَھْدِنَا سَبِيلَ السَّعَادَاتِ
کہ جو لوگ اس میں وصل کر کے کوئی اَھْدِنَا سے ملے گا، پڑھنا اچھا نہیں ہے اگرچہ
نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ
نہ بن کرنا چاہیے جو غلط کتاب سنت ہو سب کچھ عقیدت کرنی چاہیے۔ اور
سوچنا چاہیے کہ اولیٰ کے حالات کھنے والا سولے کرامت اور خرقہ حالات کے
اور باتیں کب لکھتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں۔
معصوم وہ ہے کہ اس سے باوجود استغناء و گناہ کا سرزد ہونا محال ہو۔ اور

مفتونا وہ بے گناہ اس سے ممکن ہو اگرچہ واقعہ نہ ہو۔

پہلی صورت مستلزم محال ہے دوسری ممکن غیر واقعہ۔

ارشاد فرمایا کہ _____ ۵ اشعبان کی رات رجب برات کو مغرب کے وقت سے لیکر صبح صادق تک تجلیات الہی کا نزول آسمان دینا پڑتا ہے اگر ہر کے تو تمام رات و روز اکثر حقہ شب میں عبادت کرے۔

ارشاد فرمایا کہ _____ جن ریاضی میں مولوی رفیع الدین دہلوی سے بہتر شاید، جند اور سیردن ہند میں کوئی نہ ہوگا۔ اہل تصبات کو اس قسم کے فنون سے مناسبت نہیں ہوتی۔ ہاں مولوی عبدالحی صاحب رجب الرسولوم فرنگی علیٰ ہو مناسبت و بہارت جو۔

فرمایا _____ آج کی رات رجب برات میں، سب مومنین کی بخشش ہوگی مگر مشرک، کینہ و رطلواف، زناکار، والدین کا ناشکرانہ رشتے داری کو قطع کرنا والا، ناحق قتل کرنے والا اور مکتبر وغیرہ لوگ نہیں بخشے جائیں گے۔

امیر خسرو کا یہ شعر پڑھا حضرت دہلی کتب دین و داد الخ پھر فرمایا کہ جس وقت امیر خسرو نے یہ اشعار دہلی کی قرابت میں کہے ہیں میں نے ان میں دہلی ایسی ہی تھی جعفر سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت جب کوئی شخص غیاث پور رجبی حضرت نظام الدین اولیاؒ میں داخل

ہوتا تھا تو اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔

فرمایا کہ _____ سید حسن رسول نما میرے قدامد حضرت شاہ جہد الرحیم کے عصر تھے۔ باہم بہت دوستا نہ تھا۔ اور آپس میں شہی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن قدامد انکی امانت کوئے وقت قدامد اپنی برچڑہ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم مجھے بھی کہیں چاہ پئی پر تم سے اوچا ہو کر کہیں بیٹھے تھے اس لئے بیچ گیا کہ تمہارے مرید مجھ سے ناراض ہو جائیں ستر دارانے فرمایا کہ میرے مرید ناراض نہیں ہوں گے اس لئے کہ کبھی وغیرہ کی عادت ہوتی ہے کہ بالائے ستر چڑھ جاتی ہے اور گھومتی رہتی ہے وہ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔

(ایک مصل میں) یہ شعر پڑھے۔

یا رسول اللہ نبی گویم کہ بہمان تو ام
ما فقیر طعم خوار ریزہ خوان تو ام
بر لب آقاہ زباں دگر گیس گئے ام تشہاب
آرزو مندے نئے از بحسب احسان تو ام

لے آقا نے آداب میں نہیں کہا کہ آپ کے دبا میں بہان کن کیا ہوں میں تو آپ کے دسترخوان کو کا ایک ریزہ میں اور مولوی فقیر ہوں میں ایک ایسا بیٹا کرتا ہوں جس کی زبان پیاس کی وجہ سے ہنود پڑ گئی ہے میں آپ کے بحر احسان سے حقوڑی سی تھک کا آرزو مند ہوں۔ ۱۲۔

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ بعض اعمالِ سفلی، قوی الٰہی اور بعض اعمالِ عوی ضعیف الٰہی سے جاتے ہیں اس کا کیا سبب ہو؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ شرع شریف میں اعمالِ سفلی سے جو منع کیا گیا ہے وہ سبناہ ہے کہ ان سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ اُن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا گیا ہے جیسے نہر ہے کہ وہ حرام ہے مگر اس کی تاثیر کی قوت بھی بالکل خراب و مسلم ہے۔

ایک دن حضرت شاہِ عاصب حسب دستور چل قدمی کر رہے تھے دھوئے چھوئے پاؤں نے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی راستے میں حضرت والا سے مصافحہ کیا اس پر ارشاد فرمایا کہ بچے بڑوں کو بوقت چل قدمی مصافحہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مقلد و محقق کا فرق یہی ہے محقق جو کچھ کرتا ہے کچھ کر کے بچہ بچہ فرمایا کہ اچھے کام کی تقلید بھی اچھی ہے بس اوقات کام آجاتی ہے۔

فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار دہلوی کے برادر کلاں خانی تخلص کرتے تھے بھڑان کے چند غلغا، کے نام بیان فرما کر ان کی ایک مشہور غزل پڑھی جس کا پہلا شعر ہے۔

اے ترغیتِ رادلِ عشاقِ نشاء

نقلے تو مشغولِ توغائبِ زمیاء

ترانہ پڑھتے وقت زور کی بارش آگئی بنگلہ ماہ نے قرأت کم نہیں کی اور

زیر تر ہو گئے اس کو سن کر ارشاد فرمایا کہ ایسے وقت میں نہ تو ذکرِ سائبانِ باجھت کے بیچہ چلا جانا بہتر ہے جس طرح بعض پیاروں کا خیال کر کے (جو جماعت میں ہوں گے) نیز ایسے وقت میں کم پڑھنا چاہیے اور سورہ کوثر (موسیٰ سورتوں) کا گفتار کرنا اچھا ہے۔

فرمایا کہ دو واقعے ہمارے سامنے عجیب ہیں آگے میں سے ایک قاضی سوئی پت کا ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں حوٹا ہوا اور بت تھا کہ دھواں کھینچنا ہوائی روایتِ بدایہ درست ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اگر خاک غبار اور دھواں طلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بہت سے لوگ اس زنادانِ جاہل، قاضی کا اتباع کرتے تھے میں نے سہرچند اسے سمجھایا کہ جائی نفل و افعال (دھواں داخل ہونے اور داخل کرنے) میں بہت بڑا فرق ہے مگر اس قاضی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

ارشاد فرمایا کہ اصل چیز کیفیت و نسبت ہے اس کو حاصل کرنا اور اس میں مشغول رہنا چاہیے باقی موافق استعداد جو کچھ مقدر ہے بخود میں آئے گا۔

حدیثِ مطرب ہے گو ورازِ ہسرِ کتر

گو کس نکشود و نکشاید حکمتِ این فقہارا

سے دو قوتِ دستِ ی ہائیں کر اور رازِ ہر حکمتِ حق کر کہ جو کسی نے بھی باقی چھوڑا

ارشاد فرمایا کہ _____ میرے دادا قوت نسبت اور کشف کے
جامع تھے۔ ایسے جامع اشخاص کم ہوا کرتے ہیں جس کسی میں نسبت قوی ہوتی
ہے اس کو کشف کم ہوتا ہے اور جس کو کشف زیادہ ہوتا ہے نسبت کم زور ہوتی ہے۔
_____ پھر فرمایا کہ اصل چیز دل کا رنگین ہونا ہے کہ یہی چیز وقت مرگ اور بعد مرگ
کام آئے گی۔ فقط کشف کوئی دنیا کا نام ہے زیادہ کوئی مثبتیت نہیں رکھتی۔
ارشاد فرمایا _____ ایک غزل بہت اچھی معلوم ہوئی اس کا پہلا
شعر یہ ہے۔

میر جا کہ گنم نماز ہم خستہ ترا یا ہم
آنجا زوم ہرگز کا خستہ ترا یا ہم

ارشاد فرمایا : تعزیت کے واسطے جانے میں بہت ثواب ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے لئے آشریف لے جایا کرتے تھے۔
 دوسری کئی متعین ایک سوال کے جواب میں منجہد اور ارشادات کے یہ بھی
 فرمایا کہ تحری لکھانے کا ایک نفع فائدہ تو یہ ہے کہ فصیح صادق سے پہلے پیدا ہو

سورہ شوریٰ کی آیۃ : "ما یقتل بظلمت ہے اس میرے کہ عقدہ کشائی ہیں کی۔"

لے بیجا ملک، غلاموں کو، فتحیہ منورہ، بڑوں اور عجب ایسی مڑت، تہی یہیں جہاں قلعہ
خداؤں ۔

ہو جائے گا اور کم از کم اتنی بات تو ہوگی کہ ایسی حادث کے خلاف ایک عمل ہو جائے گا کہ بدخواہ پر مصلوبت سارے ہی علوم ہونی چوک کہ رمضان میں کھانے کے وقت تو کھانے نہیں اور خورینہ کا اور آرام کا وقت جو اس میں کھانا کھائیں (بادجو وضعف کے) اس معنوں کی تقریر اس طرح فرمائی کہ سوال کرنے والے نے اپنے دل میں طے کیا کہ مقتداؤں اور بزرگوں کی سمجھی ہوئی اور فرمائی ہوئی بات پر جی عمل کرنا چاہیے۔ ان کی سمجھی ہوئی بات کو چھوڑا دیا جائے بدل و جان قبول کیا جائے اگرچہ باخلف اسکی حقیقت ذہن نشین نہ بھی ہو۔

ارشاد فرمایا ————— مردوم و کشمیر باطن خوش الحان ہوتے
میں۔ میرے چین کے۔ مائے میں ایک خطیب روم سے (دہلی آئے تھے ایک خطیب
کون کر لوگ بیوش ہو جاتے تھے یعنی ہمدن گوش ہو کر بیٹھتے رہتے تھے۔
یعنی دل پر طیبتے تھے اور جو لوگ بہت ہی سخت دل ہوتے تھے وہ یہ کہتے
تھے اے سنے گئے کہ اس خطیب کی آواز تیری طرح براہ راست دل تک پہنچتی ہے
— فرمایا بعض اہل قلم نے نگاہ ہے کہاں تک سمجھے اس کو خدا جانے کیا کہ
دن و اشک و پسر شاہجہاں نے حفا با با ہو کر موت کیا۔ صرت ایک محنت سے پاؤں
بہار حفا با نکل کر آئے۔ فرمایا کہ دہلی میں حکیم اور شاعر بہت ہیں۔ پھر فرمایا اس
شہر کو شعر سے اور تاریخ سے طبعی نسبت ہے اور اس کو علم سمجھتے ہیں بھلا ناعز
کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا تھا کہ ایک

ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کی برابر سونے کے اس کو بیجا جائے تو بالئے کو خراب رہے گا۔

ارشاد فرمایا کہ — اگر کوئی شخص واد اصحاب و حضرت شاہ عبدالعزیمؒ کے مزار پر جا کر رات ہو تو شب ابو العالیٰ کے آثار محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ واد اصحاب نے فیض اللہ العالیٰ (ابو اعلیٰ التبریزی) کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان سے فوائد حاصل کیے ہیں۔ رمضان المبارک میں انظار کے بعد اربعہ میں پانی (زیادہ) پینے اور معمول کے مطابق عرق باویان وغیرہ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب کے چہرہ اقدس پر اور آنکھوں پر دم بہت آگیا تھا اور یہ دم کچھ دنوں رہا۔ حکماء و عیبا جب حالات مزاج دریافت کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ میری صورت دیکھ لو میرا حال نہ دریافت کرو میرا ظاہر حال تو یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور میرا باطن اس سے بھی زیادہ خراب ہے۔ ایک مہر دینے عرض کیا کہ اس زمانے میں مقامات فنا و بقا میں قوت کیوں نہیں ہے؟ فرمایا کہ — میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ ہر زمانے کی ولایت اس زمانے کی سلطنت کے شل ہوتی ہے۔ ایک شخص بادشاہ وقت (اکبر شاہ ثانی) کا بھیجا ہوا آیا۔ اس نے بادشاہ کی طرف بعد سلام التماس کیا کہ چونکہ وہ بادشاہت سے پھٹی ہوئی ہے اس لیے میں کل کو راجس دعا چاہٹری دن چڑھے جامع مسجد میں آؤں گا حضرت والا بھی تشریف لے آئیں — پھر اس

قائد نے سوال کیا کہ وہاں کے زمانے میں دوسرے شہر کو جانا جائز ہے؟ ارشاد فرمایا منع آیا ہے۔ اس لیے کہ زمین بے تیمار دار رہ جائے گی اور شکستہ دل ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ قحط وغیرہ مصائب میں ذبح کی بیع اور احرام مسک میں کھانا اہلدار شایع ہمارے جائز رکھا ہے اور بعض ہلکے قیمت مشرق و شمال اور وہ ہنے اس کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے۔ چنانچہ میں نے مولوی نظام الدین افغانی علیؒ کے دستخط کا فتویٰ خود دیکھا ہے مگر میں اور میرے اکابر اس قول پر فتویٰ نہیں دیتے اور اس بیع کو صحیح نہیں جانتے۔

ایک مہر دینے عرض کیا کہ جس دن کے لیے بادشاہ نے آدمی بھیجا تھا اس دن بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی؟ میں تو حضرت شاہ غلام علیؒ کے ساتھ تھا (پچھے رو گیا، اول تو میں بادشاہ کی سواری اور اس کے ترک اقامت کا افتتاح جامع مسجد سے باہر کرتا رہا۔ اس کے بعد ہر چند جا پا کہ آپ اندر جا کر ملاقات کروں مگر اکثر تہجوم کی وجہ سے موقع نہ مل سکا۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں جامع مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچا تھا کہ بادشاہ بھی پہنچ گئے، سلام و مصافحہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا کہ جناب عالی کو بہت تکلیف ہوئی، میں نے کہا کہ آپ کے پاس منظر اور خلق اللہ کے نفع کے لیے تکلیف اٹھانے میں کیا مضائقہ ہے؟ پھر میں نے ایک گوشے میں نماز دو گنا زاد کی اس کے بعد بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ میں نے چاہا کہ تو اسے اور معذرت کر کے بادشاہ سے کچھ دور بیٹھوں

مگر اس نے اپنے قریب ہی بٹھایا۔ تو یہ بکھرا اور دعا کی تلقین کی گئی۔ اسکے بعد شاہ غلام علی کی تعریف کر کے میں نے بادشاہ سے کہا کہ ان کو بھی بلائیے چنانچہ وہ بھی بلائے گئے۔ پھر ہم نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فرمایا کہ انگریزوں کے شروع زمانے میں ایک سال بارش نہ پڑی تھی خشک سالی ہوئی، بادشاہ پیادہ پیادہ گاہ تک گیا اور کھجور کھلایا اتفاق ایسا ہوا کہ عید گاہ کی طرف جانے کے وقت آسمان پر کچھ بادل تھا بھی اور واپس آنے کے بعد وہ بھی نہ رہا۔ ایک نواب صاحب نے سلام کر کے مجھ سے کہا کہ طلبہ ابراہاں کے واسطے تشریف لے گئے تھے یا بارش رکوانے کے لئے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ بادل جو دکھائی دے رہا تھا ناقص و ناکارہ تھا۔ ایسے بے فائدہ بادل کو ٹھٹھانے اور کارآمد خانہ بادل کی طلب کے لئے کیا تھا۔ نواب صاحب کہنے لگے۔ کو جناب کی تقریر کے آگے کون کا میاب ہو سکتا ہے؟ غرضیکہ نواب صاحب نے ایک قسم کا استہزاء کیا تھا جس کا جواب دیدیا گیا، دوسرے دن بھی درائے شفا عید گاہ جانا ہوا اور بارش نہیں ہوئی۔ تیسرے دن گئے تو خوب ابر آیا اور خوب بارش ہوئی چنانچہ تریبڑ واپس آیا۔ نواب صاحب نے شرم کے مارے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا میں نے آواز دی کہ جناب دروازہ تو کھولیں انھوں نے دروازہ کھولا اور کہا کہ واقعی اچھا بادل آیا اور تمہیں چلایا۔ ان پریشانی کے آثار تھے۔ انھوں نے معذرت بھی چاہی۔

نواب عبدالقادر علی خاں کے نام۔ جو حضرت کے مرید تھے، ایک مرید سے مکتوب گرامی تحریر کرایا۔ کاغذ صاف اور عمدہ دیکھا اس پر فرمایا۔

ستیش کسات ارنہاشد گو سفال کبہ باش
رند و رداش آرا با این مکتبہت چاہے کار

ایک شخص نے ایسے درود کی درخواست کی جس کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو جائے۔ فرمایا کوئی سادھی درود پڑھو اگر زیارت مقدسہ تو ضرور ہوگی۔ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جو کوئی زیارت کے سلسلے میں زیادہ کوشش کرتا ہے زیادہ دیر میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور جسکے نصیب میں زیارت ہوتی ہے وہ آسانی سے فیض یاب ہو جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔ میں تجھ کو خیر خواہوں روایاں کے بعض عجیب واقعات بھی سنائے پھر فرمایا کہ تجھ کو خیر خواہوں کے یہاں تو شوق عالم رہتے تھے جن کی پانچ روپے سے لے کر پانچ سو روپے تک تنخواہ ملتی تھیں قاضی حنفی، شامی اور مالکی مذہب کے

مع نسخہ خط کتب خانہ سلطانیہ نیرنگی علی گڑھ میں نواب عبداللہ علی خاں نام لکھا ہے۔

عہدہ اگر حاتم احمد و محسوس ہیں تو ان کا بیانیہ ہی ہے۔ بعض علماء و مزاح آویں کہ کلمات سے کب نقص؟

۱۰۱
ہے اگر اچھی بھی ہو تو کیا ہوتا ہے۔ پاندار چیز میں خولی پیدا کرنی چاہیے یعنی نسبت
نہ سہ میں توت پیدا کی جائے۔
ارشاد فرمایا کہ۔ اگرچہ تفسیر فتح العزیز بھی اچھی نامی کتاب
ہے لیکن تحفہ اشعار عشرہ میں عجیب و غریب تقاریر درج ہوئی ہیں۔
ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ قد بزگوار حضرت شاہ عبدالرحیم، وقت سلامت
یہ دہریہ ہندی بار بار پڑھتے تھے۔

پات بھرتے یوں کچے کاری بن کے رائے
اب کے بچھڑے نائے دور پڑیں گے جائے
ارشاد فرمایا کہ۔ جب والد ماجد مکہ معظمہ گئے تو حضرت حسن
رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے ایک چادر والد ماجد کے سر پر ڈالی اور
ایک قلم غنائت کیا اور فرمایا کہ یہ میرے نانا کا قلم ہے پھر فرمایا کہ ابھی بٹھہرے دیو پرست
چھوٹے بھائی حسین بھی آپسے میں حضرت حسین کے وہ قلم اپنے دست مبارک سے

۱۰۲
عہ مطہرہ اعلیٰ نور میں، دہرہ و قریب قریب انھیں ادا نہیں دیتا ہے۔ اس کے پہلے نصرت کے
بیس ادا کا جنہم بھی موسم ہو گا بعد ازاں کہ انہی پہلے مصرعوں میں سنائی۔ پتا تو ادا سے لے
گئی تو ان ادا سے۔ بہرہ و قریب قریب یہ کہ کتب ہتے ہا کے تھوکوں سے دقت سے کرتے ہیں تو
منہرہ جاتے ہیں کوئی نہیں اور کوئی نہیں۔ ایسے ہی سہ تھک مدانی کا پیاسہ سے کرتا ہے۔

۱۰۰
موجود تھے، ایک منہری قاضی کو بھی بلایا تھا مجدد چلا گیا۔
ارشاد فرمایا کہ۔ سلطان عالمگیر نے میرزا بد کے ظلم و
تشرع کا شہرہ سن کر ان کو ہرات سے بلایا اور مقتبب اکبر آباد اور گڑہ آبنائیا اور اس
کے بعد قاضی کا مل۔ اکبر آباد کے زمانہ قیام میں میرزا بد نے شرح مواقت وغیرہ
تین کتابوں کے حواشی لکھے اور شاگرد بھی تیار کئے چنانچہ دادا صاحب یعنی
حضرت شاہ عبدالرحیم نے جن کو میرزا بد، آخوند کہا کرتے تھے و مقول کی اتھم کتابیں
میرزا بد ہی سے پڑھیں اور شریک سودہ کو حواشی بھی رہے۔ میرزا بد کو فقہ میں
کم دخل تھا۔ ایک امیران سے شرح و قیام پڑھنے آتا تھا اس کو دادا صاحب کی
موجودگی کے بغیر ہی نہیں پڑھاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میرزا باجان کی تقریر میری
جان ہے اور آخوند کی تقریر باجان جاں ہے۔

ایک محفل میں تقریر کی منہری حیثیت سے اقسام بیان فرمائیں پھر فرمایا کہ
والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ کی تقریر درس وغیرہ میں وجدان چھڑتی ہوئی تھی،
مولوی احمد اللہ نے عرض کیا کہ حضرت ولی کی تقریر بھی وجدان چھڑتی ہوئی ہے عوام و
خواص دونوں اس کو سن کر وجد میں آجاتے ہیں۔ فرمایا کہ جو چیز ناپائیدار اور فانی

عہ میرزا بد کے استاد تھے
سہ نسو مطہرہ میں نام کی جگہ یا میں ہے نسو نسو مطہرہ میں ملی گد میں اموات نام درج ہے۔

تراش کر والد ماجد کو دیا۔ اس وقت سے حضرت والدہ ماجدہ کا حال نسبت اور مال علم و تفسیر ہی دوسرا ہو گیا تھا جتنا پھر اس سے پہلے جن لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا تھا وہ آپ کے اندر نسبت سابقہ بالکل محسوس نہیں کرتے تھے۔ قبر شریف میں بھی بذریعہ مراقبہ ان سابقہ نسبتوں میں سے کسی کا احساس نہیں ہوتا، ہر چند وہ طریقت کے ہر سلسلے میں قدرتِ تعلیم رکھتے تھے لیکن نسبتِ نسبت نبوی کا غلبہ ہو گیا تھا۔

جب برادر عزیز القدر، فخر فضلاء، نہاں مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کو مرض وفات لاحق ہوا تو حضرت والا ایک دن دو با عبارت کے لئے تشریف لے گئے۔ آٹھ راہ میں ایک مریض نے عرض کیا کہ مولوی رفیع الدین صاحب کی زندگی سے تمام خاندان نیک دلی بلکہ ہندوستان کی زندگی وابستہ ہے غدا خدا ن کو سلامت رکھے، میں کہہ رہا ہوں کہ وہ جاہل بھی ہوتے تو مجھے ان کا ایسا ہی درد ہوتا مگر جب کہ وہ ایک عالم کے لئے فیضِ رساں میں تمام عالم کو ان کا دروہے پھر فرمایا کہ ہماری زندگی تو بڑے نام ہی ہے۔ اس وقت جو کچھ فیض ہے ان ہی کا ہے پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک تمام بندے عجوبے ہوں یا نہیں یکساں ہیں وہ جات و رزق کے لحاظ میں معنی مطلق میں ان کو یکساں پر واہ ان کے سامنے کسی کی لیاقت اور قابلیت نہیں ملتی دلوں کی لائق و فاضل ہوا کرے۔

شاہ رفیع الدین کی رحلت کے وقت بہت سے لوگ جمع تھے حضرت والا نے غدا

سے فرمایا کہ وہ ملاوت قرآن مجید میں مشغول رہیں نیز سورہ النین پڑھتے رہیں۔ ملا و بخاری شریف کا ختم کر رہے تھے خود مراقبہ میں دو زانو بیٹھے تھے کچھ وقفے کے بعد استفادہ حال کر لیتے تھے جب کہ ان میں یخبر ہو چکی کہ مولوی رفیع الدین نے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی تو غماک ہوئے سارے دروہوں کو قسبی دینے کے لئے باہر تشریف لائے۔ قبر کے لئے جگہ تیز جوئی اُجد غسل و جنازہ باہر لایا گیا چہرہ اقدس پر گھانا راسو بہہ رہے تھے جنازے کو خود بھی اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت والا جنازے کے آگے چلیں، ارشاد فرمایا کہ میں یہی چاہتا تھا مگر جنازہ اٹھانے والوں کے عیون نے سبقت کی، لوگ آگے بڑھ گئے ہیں میں پیچھے رو گیا ہوں۔ کچھ لمحوں پر منظور الہی ہوتا ہے وہی ہوتا ہے میرے تمام حالات اضطرابی ہیں۔ کچھ تو میں پھرتا ہوں پھر تیرے میں پھرتا ہوں، مرضی مولوی ازہد اولیٰ۔

اس کے بعد نماز جنازہ ادا کر کے لوگوں کو اذنِ عام دیا کہ جو جانا چاہے چلا جائے، پھر مقبرہ میں گئے یکھ تیار کی جارہی تھی شاہ صاحب جنازے کے قریب اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ کی قبر کے سامنے مراقبہ میں بیٹھ گئے۔۔۔ دفن کے بعد لوگوں کو بتا کر قبر پر مٹی ڈالی۔ جب قبر درست ہو گئی تو بغیر چالیس قدم چلے جا کر کے اور السلام علیک کہہ کر رخصت ہوئے۔ بعد غلین تھے۔ پہلے زمانے مکان میں تشریف لے گئے پھر مدرسہ میں آئے لوگوں کو رخصت کیا اور تکلیف دی۔ یہ بھی فرمایا کہ میرے مرحوم سے چار رشتے تھے، ایک تو برادرِ قیمتی تھے، دوسرے والدہ ماجدہ

۱۰۴
نے ایک موقع پر یہ فرمایا کہ میرے سپرد کیا ہے کہ تمہارا فرزند بہت تیسرے میری دایکا
دو دھاتوں نے پایا تھا چوتھے میرے شاگرد تھے۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ مرحوم حضرت والا کے منظر علم تھے،
فرمایا کیا کہوں طاقت گفتار نہیں ہے بس اب سوائے وقت درس کے مجھ سے
کچھ سوال نہ کرو یہ کہہ کر گریہ طاری ہو گیا۔ جب پس جنازہ گریہ کیاں جا رہے
تھے تو اس وقت بھی لوگوں سے مولانا ربیع الدین کے حالات بیان کر فیسے منع
فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ بس اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْيَقِيْنُ رَاجِعُوْنَ بَرُو
شاہ ربیع الدین کی وفات کے بعد ایک دن فرمایا کہ ہمارے عقیقی ہیکل
کی وفات میں ترتیب منکرہ واقع ہوئی ہے یعنی سب سے پہلے مولوی عبد الغنی
حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کے والد ماجد جو سب سے پہلے تھے فوت ہوئے،
بعد ازاں مولوی عبدالقادر جو ان سے بڑے تھے، اس کے بعد مولوی ربیع الدین
جو ان سے بڑے تھے فوت ہوئے اب میری باری ہے میں سب میں بڑا تھا۔

ایک موقع پر ایک مُرد سے دریافت فرمایا کہ تم نے اچھے صاحب بارہنری
کو دیکھا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں ڈھاکہ سے لے کر دہلی تک اکثر زرگوں
کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور ان کے ارشادات و توجہات سے فائدہ
اٹھانے کا موقع ملا ہے ان میں سے ممتاز اکابر کے چند طہقات بھی میں نے قائم کئے
ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ احوال بزرگان ڈھاکہ نیز حضرت شاہ غلام علی کے بیان

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۰۵

کر کے کہہ کر طبقہ ثانیہ میں شاہ اچھے صاحب کو باعتبار علم و عمل اس فن پر اہلیت
کا پتہ چمکتا ہوں۔ دوسرے شاہ نعمت اللہ صاحب قادری، ساکن پھولاری
وچن کیسی ہی تصور کرتا ہوں پھر تھوڑے تھوڑے حالات ہر مقام کے اکابر کے
مع ان کی نسبت اور کیفیت کے بیان کئے۔

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عالم کو حافظہ بر فضیلت حاصل ہے
جس طرح الفاظ کو معانی بر فضیلت ہے لیکن خواہ مخواہ کسی کو کسی بر فضیلت نہ
کچھ اچھا مشغلہ نہیں ہے۔ بس خدا بہتر جانتا ہے۔ میں نے جو عالم کو حافظہ اعلیٰ
کہا وہ موافق ظاہر ہے۔ ورنہ حدیث میں آیا ہے کہ بہت سے تلاوت کرنے والے ایسے

عہ سیدال احمد فوت اچھے صاحب ماہر دی اپنے والد ماجد شاہ محمد ماہر دی کے سرید و جانشین
کو اپنے وقت کے شاہ فہم میں سے تھے۔ آپ اپنے حلیت نامے میں شریف کی پابندی کا خاص طور
پر تاکید فرماتے ہیں۔ اور سید الاولیاء رحمہ اللہ کو انتقال فرمایا۔ دربار ہوا میں اپنے اب کے قریب فون
ہوئے۔ راقدا لعالیٰ عین و زہد الخواطر جلد ۱،

عہ الشیخ لیاقت الخیر لکھنؤ، شہید بن حبیب اللہ بن ظہار اللہ اللہ شامی پھولاری، مرحوم جو بہت سادہ میں
بیجا رہے۔ اگر کتب و درمولان، حیدر گن جھار دی سے پڑھیں، چھاپنے والد ماجد سے طریقت کو حاصل
کی دوران کے جانشین ہوئے۔ بہت سے علماء و مشائخ نے آپ سے استفادہ کیا۔ آخر انشیاں رحمہ اللہ
میں انتقال فرمایا پھولاری میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ (زہد خواطر)

ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے یعنی وہ ظلم بھی کرتے ہیں اور قرآن بھی پڑھتے ہیں اور بعض علماء میں کہ جو بے عمل ہیں ان کے تحت میں بھی مذمت آئی ہے، پھر فرمایا کہ ظلم دین، بد آئی، مانع ہے اور دیگر علوم مہارے کے نکل میں۔

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص وہ دو قص کی حالت میں کہہ رہا تھا ”عشق بازی مشکل ہے“ اس کے قریب ایک ایسا شخص تھا جو فکر معاش اور عیال داری میں پھنسا ہوا تھا اس نے بھی وجد کر کے کہنا شروع کیا کہ ”کنبہ داری اور عیال داری مشکل ہے“

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی امام لوگوں کے جماعت میں شامل ہونے کی غرض سے قرأت کو کچھ طویل کر دے تو جائز ہے بیسا کہ اس کا عرس نسبی قرأت کو کم کرنا بھی جائز ثابت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اوقات میں چاہتا ہوں کہ قرأت کو طویل کر دوں مگر کسی عورت کے پیچھے رونے کی آواز میرے کان میں آتی ہے تو قرأت کو کم کر دیتا ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ والد ماجد نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت اپنے استاد سے عرض کیا تھا کہ میں نے جو کچھ پڑھا تھا اس کو فراموش کر چکا ہوں مگر ہاں حدیث و سنت کی برا بھلا کرتا ہوں اور اسے یاد رکھتا ہوں مفسر مایاک والد ماجد عاشق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ ۱۴۵۵ھ میں حرمین شریفین میں رہے اور وہاں کی سند حاصل کی بعض وقت ان کے ارشاد فرماتے

اس حدیث کے معنی تم بیان کرو اور سند اجازت میں لکھتے کہ اگرچہ انھوں نے تفسیر سے حاصل کی ہے لیکن (دہم حدیث میں) سمجھتے ہیں۔
فرمایا کہ شاہ عالمگیرؒ کے حفظ قرآن شروع کر کے تاریخ یہ مرتب نے اس آیت سے نکالی ہے۔ سنہ ۱۰۷۲ھ

چراغِ نبیؐ حفظ فی لوح محفوظ سے نکالی۔
شاہ صاحبؒ کی پہلی محراب سنائے کی تاریخ کسی نے اس طرح کہی ہے (جو یہ نفل میں خود ہی بیان فرمائی ہوگی)۔

عبدالعزیزؒ آن خلف بنان نفل
درگاہ اور بود کر باشیر ویر کرد
انوار از دی بدل روشنش علول
بلبلہ گفتند قدسیان کہ تراویح تو قبول

ارشاد فرمایا کہ حضرت بلبلہؒ حاضر ملک پوری ہمارے

ملک مسعود دہلی دو دن سخن میں بسرے شرک پہلا مہر و درخا نہیں ہے لیکن ہے کہ وراثت صاف کو بعد یازدہ ماہ ہو۔ ملکہ بچو کے کاخانہ سادات گروہی میں سے تھے ان کا کاخانہ قدیم سے معزز و عزیز آیتہ اللہ علیہ السلام سے ملحقہ ان کے ارادہ کے وجہ سے ان کے قبے سے باہر تھے آپ کا مال بھی تراویح میں دیا، اور یہاں اذکار پڑھنے کی عری انگریزی کی (دہلی پستہ کا نگینہ)

پران عظم میں ہے میں اور ہمارا اسلحد طریقت ان تک پہنچا جو قہر مند
سال کا عرصہ جو تباہ ان کے مزار شریف پر ایک درخت (بدیہ حب طریقیہ) پر
اگ آکا تھا اس وجہ سے قبے کے کھولنے اور اس زیت کی جڑوں اور لکڑی کی اٹھل
کے نکالنے کی ضرورت پیش آئی۔ مردم شہر ہانچو رکھ اطراف وجواب کے آدمی
جمع تھے۔ دیکھا کہ حضرت شیخو رکھ کی لاش باطل سالم ہے اور کفن بھی سفید ہے
عجب تیرہ کریش مبارک دروازہ ہوئی تھی اور سر کے بالوں میں بھی قوت نامیہ
کا مرکب تھی۔ اس واقعہ کو بہت سے اشخاص نے سمجھتے نقل کیا جو جامعہ عربیہ مان صفا

اصول گذشتہ حاشیہ خاصیت میں پہنچے بہت جوں کے اودھ توں ان کی سمیت میں وہ کران کے غلطی نہ
ہوئے۔ اگر پہلے ظاہری کے نام کے کلمہ کو بغیر صاحب نہ پڑھتے تھے جو اس قدر قائل کی طوے سے ان پر
کشف و شہود کے ادب کھل گئے تھے بہت سے علماء آپ کے غلط اداوت میں، غل ہو کر کیا باب ہوئے۔ اپنے
زمانے کے کیا بشارت کی جنتیہ میں سے تھے ادا پانی و حاجت کی بنا پر مرتب خاص و عام میں گئے تھے.....

ہندو کاظمیہ کتب خانہ پر بھی منتقل ہوا اور یہاں ہندوؤں نے ان کا راجا اور ان کے اہل خانہ
پر بڑا کڑا حملہ کیا۔ والد اقدس کو حضرت شاہ صاحب نے یہاں فرمایا تھا کہ اس سے ڈال کر سوچو کہ جس
جس میں پرچہ کیا ہے۔ تاریخ آئینہ ملوہ میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے اور کئی مشاہیر اہل فریدی
نامیہ کہتے ہیں کہ حضرت جلیلی کے مطابق یہ واقعہ ہوا۔ علی گڑھ میں کئی مشاہیر اہل فریدی
حضرت بریلوی شہید کے ہمراہ تھے۔ مسند ریز گاہ کے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ سے بھی بیعت
تھی۔ شاہ صاحب کے وفات کے وقت یہ اہل فریدی موجود تھے یہاں سے ان کے اہل خانہ

اکن رائے بریلی جو خاندان سادات قبیلہ کے نقلی بزرگ پیرزادے میں وہ جس اس دیکھنے والے مجمع میں موجود تھے رانھوں نے کچھ خودیہ واقعہ دیکھا ہے اور مجھ سے بیان کیا ہے، راجے حامد شہ کی اولاد میں جو لوگ غنیو ہو گئے تھے انھوں نے اس کرامت کے معائنے کے بعد ترک فیض کیا۔

فرمایا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے کسی مسلمان نے بندے کا تادیبی نام نہ نکالا ہے **فَبَشِّرْهُ بِأَلْحَدَامِ حَلِيمٍ**

توصیف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی شہادت کے وقت چھ ہزار غلام ہتھیار بند رکھتے تھے جو مستحق جنگ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم میں سے جو اپنے ہتھیار ڈال دے میں نے اس کو آزاد کیا بعض دیگر صحابہ سے بھی جو مقابلے میں جنگ کے لئے اکادہ تھے۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کلہ پڑھنے والوں پر تلوار اٹھاؤں۔ صبر و شہادت حضرت عثمانؓ اور ان کے قدم قصد ایذا اے کلہ گویاں کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ بزرگ نبوی صحابہؓ ہر کے سر پر قباب و ہتھاب اور اپنے اپنے کلمات میں کہتے تھے۔ "سُبْحَانَ اللہ" "مُبِیْنَانَ اللہ" پھر فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے جب کو قتلِ جلال سے فرمایا تو جو غولِ بات ہو گئے اور سیلِ موت میں سرکھڑا رہا۔

فرمایا کہ۔۔۔ مولوی عبدالحکیم کے جواب میں۔ جو تکبر و صحت تھے (مولوی) رشید الدین خاں (دہلوی) نے بندے کی مرضی اور اشارے سے کچھ لکھا ہے اس کو فصل

کرنا چاہیے میں بھی اس بات سے میں غلامِ حضرت مقرر طور پر کچھ لکھواؤں گا فرمایا کہ اب جلال اللہ
 دہائی نے اپنے زمانے کے دھندلے، احمق، پراعتراض کہنے والے کے سر پر ہاتھ لگایا ہے۔
 درخشاں و درخشتم بے افسانہ کہ پردہِ دیدیم کے
 دیدیم بے ہیبتہ گوئے جندے قلع شد از دوست با بگم جرمے
 ”میں نے محاذِ دہشت بہت کچھ لکھا ہوں۔ سچ ہے کہ میں نے اپنی کسی کو اب نہیں
 پایا۔ دلائل بگم میں نے دیکھا کہ کچھ خواہ مخواہ کی بات بنانے والے جیتے ہوئے ہیں اور
 ادیت کی طرف راقب اور حقیقی ہمت سے غافل ہیں۔“

میرے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ نے اب بگم کو اب اس طرح دیا ہے۔
 و در محبت اہل دل رسیدیم ہے در روزہ کناں زہر کے ایک لہے
 از خیر آب زندگانی دہنے و از ترش وادیِ معرفت میں اقبے
 ”میں میں اہل دل حضرت کی خدمت میں بہت کچھ حاضر ہوا ہوں میں نے خبر لی
 ہے ان کے افسانے بیکے فیوض میں سے ایک فیض کا سال کیا ہے۔ انکی برکات
 کے پھڑ آبِ حیات سے ایک پیالہ پانی طلب کیا ہے اور انکی روحانیت کی وادی
 مقدس کی لال سے ایک چمکا لیا ہے۔“

فرمایا کہ۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہ طرہِ مجددیہ سے بواسطہ حضرت شیخ آدم
 بنوری منسلک تھے ایک مرتبہ شیخ کی مجلس آگیا میں نے حضرت شیخ آدم پرادنے سے
 پر کچھ اعتراض اور انکے رد ورائی کیا تو حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔۔۔

شخص نے خود لکیری ماہِ جزاں قتاد زلال رہ کہ در طرہِ مفرد و ہم آہیم
 گفتم کہ حرفِ راست جو کیم ز مارِ مخ تو آدمی بنودی و آدمی شدیم
 ”ایک شخص نے ہمارے بارہا حرام کرنے کو اپنا طریقہ بنالیا صرف اس بنا پر کہ ہم حضرت
 محمد آدم بنوری کے طریقے میں داخل ہیں۔ میں نے اسے جب گروہ میں سے کہا کہ
 میں کسی بات کہتا ہوں رغبت و ہمت ہو جانا۔ وہ یہ کہ تو آدمی نہیں ہم آدمی ہیں
 یعنی تو سلسلہ آدمی میں داخل نہیں ہم اس میں داخل ہیں۔“

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مَنْ عَوَفَتْ نَفْسُهُ فَقَدْ عَوَفَتْ رَجُلَهُ۔۔۔

یہ حدیث ہے پھر آیا اس قولے کو میں نے کتبِ صوفیاء میں دیکھا ہے و حدیث
 نہیں ہے پھر اس نے اس قولے کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا اس وقت حضرت
 غالب ہے۔۔۔ پھر فرمایا کہ آخر مختصر کسی بات کو تمہارا ہے پاس خاطر ہے کہتا
 ہوں اسی سے سب مضمون سمجھ لینا جس طرح تمہاری روح ہے کہ دل کے کسی
 ایک حصے کیساتھ محدود و مخصوص نہیں اور چرکے ڈالے یہی اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہوا و ہر جگہ ہے۔
 نہ تو در پیش مکانے نہ مکانے نہ تو قائل

اگر اس قدر بھی کسی نے نہ جانا تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو کچھ نہ جانا۔
 ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے قیاس کو اپنی جہت سے نہیں نکالا کہ وہ
 قیاس حدیث پر قیاس کو از خود ترجیح دینے لگے ہوں بلکہ وہ تو اس چیز کو جو خلاف
 حد و حد رسولی ہے اس سے انکار کے واسطے اس کو کہیں سے انکاری کا کام نہ لیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اصول کلیہ ہونی قرآن شریف اور احادیث مشہورہ کے خلاف جو اس کو اختیار نہیں کرتے اور اصل کو برہم نہیں ہونے دیتے خلافت اصول کلیہ کی تاول کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دنیا کے معاملات میں بھی اسی طرح کیا کرتے ہیں کہ جو کچھ قرآن میں اور آئین سلطنت میں لکھا ہوتا ہے اس پر عمل در آمد ہوتا ہے، فرمان و آئین کے خلاف گویا دشاہ کی روایت ہی کیوں زبان کی بجائے اس کی تاول کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے اپنے قواعد کے لحاظ سے چاروں مذہب خوب ہیں۔ بلحاظ قواعد کلیہ مذہب حق اور بلحاظ قواعد حدیث و تفصیل مذہب شاہی ہے۔

سید احمد دہلویؒ رائے بریلوی سے۔ جو کہ حضرت مالک کے اکابر خلفاء میں ہیں، عند اللہ کہ فرمایا کہ دنیا بکھڑے کی جگہ۔ جو کاکا بوا اللہ کیلئے بویہ بہتر ہے۔ ایک شخص نے عن اذنب الیہ من جنین الودین کا مفہوم دریافت کیا تو فرمایا۔ کہ علماء قرب علی اور صوفیہ قرب وجودی مراد لیتے ہیں یعنی لوگوں نے محض مبارک میں عرض کیا کہ اس زمانے میں حضرت والا ایسا بزرگ دشاہ تمام دنیا میں نہ ہو گا۔ اولیاء اللہ کو امراض لاحق ہوتے ہیں حضرت والا کو بھی متعدد امراض لاحق ہیں حضرت نظام الدین اولیاء کی تعریف میں یہ بات بھی لکھی گئی ہے کہ وہ اتنے مشہور ہوئے کہ ان کے حالات کتب ولایت میں مذہب میں فضیل الہی سے حضرت والا کا نام بھی روم، شام، بلخ، بخارا، ہمدان و شہر مشرق مکہ و مدینہ، مصر و عراق بغداد اور طراک فرنگ میں مشہور ہے اور وہاں کی کتابوں

میں آپ کا ذکر خیر ہے حضرت والا نے یں کہ تو اسخ اور اکھار کا اظہار کیا۔ اس نشان میں فیض یاب ہونے کی بات بیان فرمائی اور یوں فرمایا کہ محمد شاہ بادشاہ کے جہد میں بائیس بزرگ دہلی میں تھے جو مرغا نواز سے سے تعلق رکھتے تھے اور صاحب ارشاد تھے اور ایسا اتفاق کہ ہوتا ہے کہ ایک وقت میں اتنے شائع ہر سلسلے کے موجود ہوں، مہملہ ان بزرگوں کے ایک شاہ دوست محمد قادریؒ بھی تھے۔ ایک دن اُن سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک سلسلہ کون سا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ میں (ایک سلسلے میں)، ایک بزرگ کمریہ ہوں اور ان سے سلوک کو لے گیا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ میں نے خدا کو ایک خرمہ کے ذریعہ پایا ہے اور اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں بادشاہ کا ملازم تھا۔ اس کے ایک کام کو انجام دینے کے لئے گری کے زمانے میں نکلا۔ پیاس لگی۔ صراحی دار سے پانی مانگا اس کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ میری کوئی نظر نہ پڑا۔ قریب بہ ہلاکت تھا۔ ناگاہ اجیری گیٹ کے قریب ایک ستے سے ملاقات ہوئی ایک کٹورہ پانی ایک خرمہ کے عوض دستیاب ہوا میں پانی پینا ہی چاہتا تھا کہ ایک سائل نے بڑی حاجت سے اپنی تنگی کا اظہار کر کے وہ کٹورا مجھ سے طلب کیا، اگرچہ نفس نہیں چاہتا تھا مگر اس پر قابو پا کر وہ کٹورا سائل کو دے دیا جب اس پیاس نے پانی پینا شروع کیا اسی وقت مجھے ایک تنگی، ایک سرور کی کیفیت اور حقی الہی کی ایک جھلک اپنے اندر محسوس ہوئی، بعد میں نے

جو ترک دنیا کا شیعہ اختیار کیا اس کی اصل بنیاد یہی پیاسے کو پانی پلانا ہے، مابعد کی سب باتیں اسی کی عقلی پیروی۔

ایک صاحب جو حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر آئے تھے حضرت والا کی خدمت میں آپ زمزم لائے حضرت والا پائے تعظیم چار پانی سے نیچے اتر کر کھڑے ہوئے اور بعد دعا قدرے آپ زمزم نوش فرمایا اور ایک ٹریڈ کو دیا انھوں نے دیگر حاضرین مجلس کو بھی وہ تبرک دیا۔ ایک صاحب نے فرمایا آپ زمزم قدرے کھا رہی ہو تا ہے اور یہ میٹھا پانی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دوسرا پانی زیادہ ملا ہوا ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ ہم تو معتقد غائبانہ ہیں۔ ہمارے حق میں ہر وہ پانی جو زمزم کے نام سے ہو اور اس سے عقول ابھرتے تعلق رکھتا ہو، زمزم ہی ہے۔ یعنی اس کا ثواب ہم پر پائیں گے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آپ زمزم میں نیت سے پیا جائیگا حصول مطلب کی امید ہے اور جو شخص آپ زمزم شکر سیر ہو کر پئے گا آتش دوزخ اس پر افز کرے گی۔

ارشاد فرمایا۔ دو ماہ ہوئے روزنہ سلطان المشائخ پر حاضر ہوا تھا عجیب کیفیت نمودار ہوئی۔ وہاں کوئی شخص ملازم سیرگاہا تھا میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور مجھے کوئی غفلت بھی اس وقت محسوس نہیں ہوئی پھر کسی نے مزار پر سجدہ تعظیم کیا اس کی غفلت مجھے محسوس ہوئی۔

ایک صاحب نے حضورؐ نے اپنے قصاص میں کامیاب ہونے کے لئے دُعا کی

خبر است کی تھی۔ فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں، اختیار بدست مختار۔

شیخ علی حزیں کا جو کہ مذہبنا شیعہ تھے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جس وقت وہ دہلی آئے اور ایک چوہلی کرائے پر لی تو اس چوہلی کے دروازے پر ایک فقیر رہتا تھا وہ بدستور فقرا صبح کے وقت اپنے محلے کے بزرگوں کے نام پڑھتا تھا شیخ علی حزیں کے کانوں میں بھی آواز پہنچتی تھی، ایک دن صاحب خانہ نے شیخ علی حزیں سے چوہلی کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہاں ہر قسم کا آرام ہے مگر دروازے پر مذکورہ بالا انجوتیٹھے ہوئے ہیں ان کو ہٹاؤ۔

فرمایا کہ میں ۲۵ رمضان کی رات میں بوقت بھر پیدا ہوا تھا چونکہ والدین کے بہت سے بچے تھے میرے پہلے انتقال کر چکے تھے اس لئے میرے پیدا ہونے پر کچھ سے ان کی بہت سی آرزوئیں وابستہ تھیں اس وقت بہت سے بزرگ اور ایسا، حضرت والد ماجد کے خلفاء میں سے مثل شاہ محمد عاشق پہلوی وغیرہ کے مسجد میں منعقد تھے مجھ کو غسل دیکر حجاب مسجد میں آکر اہل دینا تھا گویا گزند بردار کیا تھا۔ باقی کی بات کی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے زمانے ہی میں اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک قبیلان تھا جو ایک درزی سے دوستی رکھتا تھا ایک دن درزی کف پکڑا سی رہا تھا۔ باقی کو سونا کپڑے سے طبعا محبت ہوتی ہے اس لئے اپنی سونڈھ کو بار بار اس کپڑے کی طرف لے جاتا تھا۔ درزی سوئی اس کی سونڈھ میں چھبوستا تھا۔ اس کے بعد باقی جب دریا پر سے لوٹ کر اس درزی کی دکان پر سے گزرا تو

انشاء اللہ وہ پانی جو سڑھ میں بہہ کر لایا تھا اسکی طرف بھڑکا جس سے دوکان کے تمام کپڑے تر ہو گئے۔ درزی نے اتر کر کیا کچھ مہر لایا تھا کہ اس نے اسکی سڑھ میں سوئی چھوئی تھی۔ پھر فرمایا کہ میرے بچے نسلے میں ایک بادشاہ کا فیضان ہو گیا بادشاہ نے چاہا کہ کوئی دروازہ فیضان کی جگہ مقرر کرے اس نے کو فیضان سابق کا لڑکا کم عمر تھا اور باقی بہت بڑا اور جنگی تھا۔ مگر باقی نے کسی اسکی فیضان کو قابو نہیں دیا کسی دشمنی آغاز کی اور کب وارت نہیں کیا کہ فیضان بزرگ ہوئے اور انھوں نے سب بڑا بادشاہ سے بیان کر دیا بادشاہ بھی حیران تھا کہ لڑکے ایک کچھ اچھلتا کیلک پیچ گیا۔ اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فیضان سابق کے بچے کو لایا جائے اس بچے کو لایا گیا تو چھوڑا باقی قابو میں آ گیا۔

الہ لہ کہے بہ خارج اور اس وقت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ انواب قیلا دین خاں کی عریں پانی سے مل گئے کہ بعد عرت کھاتے غسل کرتی تھیں اور دھو سکے فوالبوں کے ٹھکانوں کے نقطہ پھول اور پان، نالیاں پور پور توں کے خرچے میں آتے تھے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ باوجود اشتداد اہل ارض و حضرت والا کے ہوش و اس بالکل بڑا اور صبح میں یہ قوت یکے کے طاقب نشہ نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ شہوات ہے اور تجربے میں بھی آئی ہوئی ہے کہ تمام طم حدیث کے ہوش و اس خراب نہیں ہونے اگر ہر اس کی عمر سے ہی بتا دینا ہر جاکے۔ بندے کا کوئی بچہ ہی سے علم حدیث کا مشند ہے

ایک شخص نے اٹھا اٹھو میں عرض کر کہ حضرت والا قطب زمانہ میں ارشاد فرمایا۔ استفادہ ہے پھر فرمایا کہ اسی جڑ سے تو زمانہ خراب ہو کر کچھ جیسے قطب کی نار میں ہیں۔

مکتوبات علمی و ادبی تبرکات

شروع میں معرفت بیاض رشیدی کے اہم مندرجات کو ترجمے کے ساتھ
 ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا۔ پھر خیال آیا کہ اس سے پہلے حضرت
 شاہ صاحب کا مختصر تذکرہ ہو جائے۔ تذکرہ کے بعد ملفوظات عزیزیہ کا سلسلہ چلا
 وہ اگرچہ مطبوعہ ہیں لیکن نسخہ خط سے متاثر کرنے اور اس کے تراجم دیکھنے کے
 بعد ضروری سمجھا گیا کہ اس کی تحفیس بھی اس طرز کر دی جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
 کی مجلسی ارشادات کے صحیح مطلب و مفہوم سمجھنے میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو، اور اس کے
 خاص اور اہم نمونے دیکھ کر مجلس مبارک کی تصویر نظروں کے سامنے آجائے، جس
 ملفوظات سے رابطہ قائم ہوا جس مقصد کے تحت بزرگوں کے اقوال جمع کئے
 جاتے تھے وہ مقصد بھی حاضر ہو۔ ملفوظات کی تحفیس سے فارغ ہونے کے بعد اب
 بیاض رشیدی کا تذکرہ آیا ہے۔

بیاض رشیدی کا مطالعہ عیسائی پہلے عرض کر چکا ہوں میں نے دارالعلوم
 دیوبند کی طالب علمی کے زمانے ۱۳۵۶ھ میں کیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد
 بریلی کے زمانہ قیام میں جب کہ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نیرنگ رہا تھا مجھے دو بار
 اس کے مطالعہ کی اہمیت محسوس ہوئی اس مرتبہ میں نے اس بیاض کے کچھ حصے کو

نقل کر لیا تھا اور اس میں جو مکتوبات علمی تحریرات اور سوالات کے جوابات
ہیں اُن کی ایک فہرست بنائی تھی۔ درمیان میں توفیق نہ ہوئی کہ اس فہرست
پر کوئی مقالہ لکھا اب تقریباً تیس سال کا زمانہ گزرنے پر یہ کام کر رہا ہوں۔
خود اصل ریاض ہی میں بعض مقامات کرم خورد تھے اور بعض پیشگی پڑھے جاتے
تھے۔ باوجودی کے اندر میری نقل کردہ عبارات میں بھی کہیں کہیں تفسیر آگیا اور کاندہ
کی دریدگی نے بھی دو ایک جگہ اہم معلومات کو نظر سے غائب کر دیا ہے۔
یہ ریاض جو اب بکتب خانہ دارالعلوم دیوبند کے کثیر التعداد علمی نسخوں کے ذخیرے
میں لی نہیں رہی ہے (خدا کرے مل جائے) مشہور مناظر و محقق مولانا شیدائے الدین
خان دیوبند کے آثار تقلید میں سے ہے۔ اس پر جمعیت الانصار کی مہر بھی ثبت ہے
جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دلداد خانہ ان دلی الکتبی حضرت مولانا سنی کو کہیں
سے دستیاب ہوئی ہوگی۔ انھوں نے ہی جمعیت الانصار کے دفتر سے دارالعلوم کے
کتب خانے میں داخل کیا جو کہ میری مولانا سلطان الحق صاحب قاسمی ہاتھم گجرات
اور محترمی سید محبوب منوی کی مہربانی اور رہنمائی سے میں نے اس ریاض کا مطالعہ
کیا تھا۔

ریاض کے شروع میں دو درجہ پر ایک اہم سوال کا جواب ہے۔ یہ
در اصل شاہ صاحب کی ایک علمی تقریر ہے جس کو مولانا شیدائے الدین دیوبند نے
منسل کیا ہے۔

اس کے بعد جو الیست درجہ پر مکتوبات ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد ۵۸ ہے
تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مکتوبات حضرت شیخ جمال الدین ابوالطاهر مستند بن ابراہیم الکوردی
لندن ۲۔

مکتوبات حضرت شاہ ابوالرضا محمد عمری ہندی ۲۔

مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۹۔

مکتوبات شاہ اہل اللہ فاروقی دیوبند بنام شاہ عبدالعزیز ۵۔

مکتوبات و مراسلات شاہ عبدالعزیز ۵۴۔

مکتوبات شیخ احمد الجبار و بابا عثمان ابن فاروق الکثیر بنام شاہ
عبدالعزیز ۴۔

ایک مکتوب کے متعلق پتہ بدل سکا کہ کس کا ہے؟ مجموعہ ہاشمی ہوا۔
ان میں حضرت شاہ ابوالقضا محمد کے دو نوں مکتوب ماجی رفیع الدین فاروقی

مراد آبادی کے برادر ابوالقاسم حضرت اللہ المراد آبادی دقاسی مراد آبادی کے نام ہیں۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتوبات ان حضرات کے نام ہیں۔

(۱) الفاضل العطار المدد و مبین الملاح والہ الدین السنہ ۱۔

۱۔ حیدر محمد حسین ابن محمد ابن سنی علم حدیث و کلام اور علم ادب میں بڑے پائے کے عظیم تھے دینی امور

(۲) شایع بہار رب ولی الہی شیخ محمد ثانی بھلیتی — ۱

(۳) شیخ عبدالقادر جو پوری — ۱

(۴) قدوة المحدثین شیخ ابوالطاهر کردی المدنی استاذ حضرت شاہ ولی اللہ — ۳

(۵) استاد حسین شیخ وفدا اللہ مالکی الہی استاذ حضرت شاہ ولی اللہ — ۱

(۶) شیخ ابراہیم ابن شیخ ابوالہرثی — استاد کے صاحبزادے — ۱

ایک مکتوب ولی الہی کے تعلق پر بعض سے معلوم نہ ہوا کہ کس کے نام سے ؟
قدوة المحدثین حضرت شیخ ابوالہرثی نے جو دو مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ کے نام ان کے حجاز کے زمانہ قیام میں مکتوبہ روانہ کئے ہیں ان میں سے ایک مکتوب کی تاریخ تحریر ۱۹ شوال ۱۲۱۲ء ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کے مکتوبات جن حضرات کے نام میں انجے ناموں کی

دستخط لکھی ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ سے نسبت ملے مالکی شیخ ابوالقاسم نقشبندی سے سلاطینہ قسیم مالکی، شاعر بھی تھے، کئی کتابوں کے مؤلف و مصنف تھے، ۱۲۱۲ء میں وفات پائی، نوزاد اولیٰ المولود علیہ السلام مولانا عبدالقادر ابن عبداللہ ابن ہاماری کو پوری شیعہ حقانی سنیہ فرقے سے ذرا اختلاف نظر تھا، میں بڑھا، شیخ عبدالعزیز سے مل کر ان کی بیڑ شیخ اسطیٰ الزہادی سے بھی فیض حاصل کیا، فتیرہ سو گرام میں ۱۲۱۲ء میں انتقال فرمایا۔ (نوزاد اولیٰ المولود)

فرستایا ہے۔
شاہ اہل اللہ دہلوی، شاہ نور اللہ بھلیتی، زکریا شاہ عبدالعزیز، بابا فہمان ابن فاروق کشمیری، محمد جواد بھلیتی، صاحب الکفایت والمعارف شیخ محمد عاشق بھلیتی، جامع الفضائل مولانا حفصہ اللہ کشمیری، صدر الانامل مولانا محمد مغربی مفتی دہلی، جناب فرید الدین بن عبدالسلام کشمیری، رشید الملام مولانا رشید الدین دہلوی، سید ظہیر الدین، دان کے نام کے بعد یا ض میں یہ عبارت ہے:۔ من ولد غوث الثقلین و درونی الدہلی ۱۲۱۲ء۔ یعنی یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد سے ہیں ۱۲۱۲ء میں دہلی تشریف لائے تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز کے مکتوبات ان حضرات میں سے بعض کے نام کی کئی ہیں بہت سے مکتوبات کے شروع میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔

مکتوب الشیخ عبدالعزیز الی بعض ملام

الی بعض الانامل

الی بعض الاکابر

الی بعض اصحاب

الی بعض اصحاب بن فضل الاناغیہ

الی بعض اجماع

الی بعض اصداق

مکتوب الشیخ عبد العزیز الی بعض الشعراء۔

ان چون تحریرات میں دو تین تقریریں بھی شامل ہیں جن میں ایک کا عنوان ہے فصل۔ دوسری کا عنوان ہے من رخصات اقلہ وقدوة الادب۔
الشیخ محمد العزیز مدظلہ۔۔۔۔۔ تقریر کے شروع میں ہے من عبارات الشیخ الاجل عبد العزیز مدظلہ، فی تعریف الدہلی۔

تقریباً ۲ صفحات پر حصہ نظم ہے جو حضرت شاد عبد العزیز کے عربی کلام پر مشتمل ہے۔ شاد صاحب کا کلام بڑا کیف آور و حیدر ہے۔ افسوس کہیں کل اشعار نقل کر کے چند اشعار نقل کئے ہیں جو اپنے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ چار و ق پر سوأت۔ جوابات میں جو استفادہ و فتویٰ کی شکل میں ہیں۔ ۲۲ صفحات پر حقیقت و تہذیب شاد عبد العزیز کا سلسلہ ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک سوال کا جواب جو بعض اعزاء نے کول دلی لکھا ہے بھیجا تھا۔

(۲) قاضی شاد اللہ پانی پتی کے سوال کا جواب (مذمت سلطنت بن لیر کے بارے میں)

(۳) جواب سوال قاضی صاحب مذکور ہندوستان کی زمین کس قسم کی؟

(۴) مسجد کہو کے بارے میں ایک تحقیق۔

(۵) جواب سوال حاجی رفیع الدین خاں فاروقی مراد آبادی وضع میران

(مشرعے متعلق)

(۶) شاد صاحب عالی مرتب کے مسئلہ ایک استفادہ کا جواب (مذمت صاحب کلام) (بج نہیں ہے)

(۷) ایک مسئلہ دھرم کے انتقال کے بعد اس کے ساتھ محرم کا معاملہ کیا جائے یا نہیں؟

(۸) ایک سوال کا جواب جو قطعیہ سے متعلق ہے اور جس میں روایت مالکیری کے تعارض کو نہ کیا گیا ہے۔

(۹) مولانا رشید الدین دہلوی کے ایک سوال کا جواب

(سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقت بعض مسائل میں صاحبین کا توافق ادا کرتے ہیں اور تقلید امام ربانی نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے؟)

(۱۰) ایک صفحہ پر تو ریت کی ایک عبارت اور اس کی تشریح و توفیح اسکے شروع۔ شاد صاحب کی یہ عبارت ہے۔۔۔۔۔ قد نزل علیہ جلال

اسمہ ملا فیض اللہ بن۔۔۔۔۔ وکان من فضلاء کابل۔۔۔۔۔ عالم

نامہ راقہ۔۔۔۔۔ فمات عن بعض قواعد العنایف فالجائز فی حفظہما دارا

حق اوق بلسان العرب یعنی ہمارے پاس ایک ظہمیان کی حیثیت سے آئے

جو تو ریت سے اور عبرانی زبان سے واقف تھے ان کا نام ملا فیض اللہ تھا۔ وہ

فلسفہ و کابل سے تھے میں نے ان سے کچھ قواعد عبرانی زبان کے معلوم کئے انہوں نے

مجھے بتائے میں نے ان کو یاد کر لیا۔ عربی زبان عربی زبان سے بہت قریب ہے۔
(۱۱) بعض علماء اور پورے سوال کا جواب۔ یہ سوال براسطت حاجی
رفیع الدین فاروقی مراد آبادی آیا تھا۔

(۱۲) ایک کتاب کے بعض مقامات کا رد و تقریر یا چار ورق پر

(۱۳) جواب سوالی قاضی شہداء اللہ پانی پتی زہدات صوفیائے متعلق،

(۱۴) جناب غلام حیدر خان کاکوروی کے سوالات کے جوابات۔

(۱۵) مولانا عبدالحی بدھانوی کے ایک سوال کا جواب۔

(۱۶) خواجہ حسن مودودی لکھنؤی کا استفسار اور اس کا مفصل جواب اس

سوال و جواب پر بیاض ختم ہو گئی ہے۔

اس بیاض میں ایک تحریر حضرت شاہ ولی اللہ کی ہے اس کے آخر میں جو

من افادات الشيخ الاجل ولی اللہ قدس سرہ فقد تمنا من حفظا لتوفیت

لے اعتقاد و دل عام حیدر خان ابن نعمت اللہ زکریا فوت اللہ خان بہادر حضرت جی جی جی

کاکوروی مراد محمد فاضل آبادی سے موصوفیہ بڑے سرکار اور موصوفیہ بڑے سرکار نے

میں دلت پائی۔ تذکرہ تبرکات کوری

لے شیخ حسن بن ابراہیم محسنی لکھنؤی طریقت قادریہ کے جہاندار گئی کنہوں کے حضرت

نئے دست سے من لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ احوال علماء)

یعنی شیخ اعظم حضرت شاہ ولی اللہ کے افادات میں سے ہے جس کو میں نے اپنی
مستقلی تحریر سے نقل کیا ہے۔

بیاض کے دو سطور میں تفسیری و تجویزی مضامین و تحقیقات ہیں۔

ایک مراسلہ قاضی محمد اعظمی تھانوی رحمت کثافت مسئلہ حیات الفنون کے نام پر

جس میں قرأت متعلق ایک تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے اس کے آخر میں ہے۔

هذا ما قل بلفظ و کتب بقلم الفقیر الی اللہ سید العزیز الدہلوی حموی

عفی اللہ عنہ۔

اس کے بعد مولانا رشید الدین دہلوی کی یہ عبارت ہے۔

هذا ما اسئلہ الشیخہ الرحمہ الاجل الشیخہ عبد العزیز

المنی قاضی محمد اعظمی

اس بیاض کا بقنا حصہ میں نے نقل کیا ہے اس میں انتخاب و تنقیص کرتے

ہوئے اصل فارسی یا عربی عبارت کو درج کر کے اسکا ترجمہ پیش کروں گا۔

یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بیاض کی معنی تفسیریں ہیں وہ نادرو

غیر مطبوعہ ہیں سو ابے چند کے جو فتاویٰ عبدالعزیز جہات ولی اور آثار الضادہ

میں موجود ہیں اگر ایسے ایک دو مضمون نظر و نظر آئیں گے تو یا تو مطبوعہ کی غلطی کا

اظہار کرنے کے لئے یا اسکی افادیت اور اہمیت کو پیش نظر رکھ کر ناظرین کو اس کے

قوله مسكبه انت التوشاح
 حذوكل قريبه ومصوا
 يفتون الحصون والاطوار
 وهو المنة من الاموال
 او ثلث اعداء من الاثيار
 مکتوب شاہ عبد العزیز

بنام شاہ اہل اللہ (کچھ حصہ)

..... و بعد فی آخر الخ
 علی ما کتب من سر لیل الخ
 و فی الحاقبہ و اعمی
 اقراک الامن و الامن
 الدھشہ و نہا فعمہ
 بد سلام سنون عرض ہے کہ میں
 اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اس
 امر پر کہ اس نے مجھے نجات
 کا لباس پہنایا اور امن و نصرت
 سے نوازا۔ و راسل یکدیگر بھیج

میں وہ جس کی طرف سے اس کا بھی شکر ہے۔ حضرت مولانا کیونتی فرمیں
 میں وہ جس کی طرف سے اس کا بھی شکر ہے۔ حضرت مولانا کیونتی فرمیں
 میں وہ جس کی طرف سے اس کا بھی شکر ہے۔ حضرت مولانا کیونتی فرمیں
 میں وہ جس کی طرف سے اس کا بھی شکر ہے۔ حضرت مولانا کیونتی فرمیں

عطیۃ و منحة جسمیۃ
 لما قبلہ

و العیش الا فی الخوارع الخ
 و عاقبۃ یبذل و یبھا و یروح
 یبد ان قرۃ العین خائفة
 سلمھا اللہ تعالیٰ کانت
 ذات علۃ ففقتل اللہ تعالیٰ
 بازالۃ اکثرھا و هو المجرؤ
 لا زالۃ غیرھا الخ
 جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہو
 ایک شاعر کہتا ہے کہ
 اصل زندگی تو ہے کہ گوشہ گماںی ہو
 اور غنی و مانتی مع دشمن نصیب ہو۔
 تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 بجا تھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ
 بیماری کا برا حصہ زائل ہو گیا اور کچھ
 بیماری کا خزانہ رہ گیا ہے اللہ ہی سے
 امید ہو کہ وہ اس کو بھی زائل فرمادے گا۔

مکتوب شاہ عبد العزیز
 بنام شاہ نور اللہ
 بد سلام.....

قد ورد علیہ منکرم مکرم

رسات سطروں کے بعد

اب الا کا تو قد استغفرت

و نہو... مبتولا علی سنہ

الی البدھانہ بعد ان

بڑوں کی رائیں منکرم علی اللہ

پڑھا دے کہ جو رہی ہیں۔

البتہ ان کا ایک طبقہ وہاں

کانت طائفة منهم
لا يطعم للاقمة هناك
لانها تدعى لبغضاد الشحنا
في اهالي ننت الاطراف
والاملاك وطائفة
وتحت ننت المراضع على كل
معكن سواها وتغرض
عن مفاسدها ومنافع
غيره وانما الفتيق للبلدان
عنددها اماها

مکتوب شاہ عبدالعزیز۔۔۔ بنام شاہ نور اللہ صدیقی لکھی

... من الغدير عبد العزيز
بعد دفع السدوم والغرام
... ان هذا الغدير مع
جميع قرا بعبه ولو احقه
واحل في حوزة العائنه
فغير عبد العزيز بعد سدوم والجار
اشيق من سمرقند ارباب
تم متقين ولا حيين كمره
ان ما حيت سے ہوں۔ البتہ
بخود دار..... سلام اللہ العمد

ما شرفي مهلا الرفاهية
سيد ان قرة العين فلا
سلمه الله الصمد قد مدت
على يد يه المحبة والجرم
وعرضت لذبا لك الحصى
وما تبعها من الاذى و
التعب واما قرة العين
فلانته سلمها الله تعالى
فقد كان لحاظت بها
الامر من كل جانب
منه الزهال وسوء القية
والنفخ عند تبادل الغداه
وسوء الهضم فا زال الله
بفضله اكثرها وهو المرجو
لازاله تغبرها۔۔۔ فالتمس

لے خراخون کی وہ نوجیت جو مرض سستی کا تصور جاتی ہو اصطلاح صبیحہ سوز القیہ کہلاتی ہے۔

من مجلسكم الساعي لاذلال
سَامِيًا اَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ
لِشَفَاعَتِهَا — ومن
اجل نعم الله في هذله
الايام جازى الله كذا الحفرة
في غورهم وحفظنا من
شرودهم ذلك ان
جماعته من السكة تصلوا
ادعائهم بعد ما قضوا
من بلاصحات ادعائهم
نورددوا في انشاء السبيل
على هذا البلد الذي
ليس له سوى الله حافظ
ولا كفيل فارادوا منه
ما يريدون من غير
من البلاد فحال الله
عاقبي بينهم وبين

بڑے انعامات میں سے ایک
انعام یہ ہے کہ اس نے دشمنان
دین کے جیون کو انھیں کیلون
ٹپٹ دیا اور ہم کو ان کے شرور
سے محفوظ رکھا۔ ایک جماعت
بکھرنے جاؤں کے علاقے پر
کامیاب چھاپے مارنے کے بعد
جب اپنے وطن کا قصد کیا تو
انشائے راہ میں ہمارے اس شہر
سے ہو کر گزرے جس کا مافقہ و
والی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی
نہیں۔ اس شہر میں پہنچ کر انھوں
نے حسبِ مادت قازقڑی کا ارادہ
کیا اللہ تعالیٰ نے ان کا ارادہ پورا
نہ ہونے دیا، انھیں خاں وغیرہ
روڈ ماہ شہران کے مقابلے کے
لئے لکھڑے ہو گئے، پھر تو انکو ہمال

ما يشتموه من الهمم
والفساد ونقص
اتصل خاں وغیرہ من
لذو ساء البلد لمقابلتهم
ودفعهم فلم يعترضهم
ومضوا بسبيلهم وكفى
الله المؤمنين القتال و
وكان الله قويا عزيزا
ولكنهم ودعهم في تلك
الاحلاف وعبرهم على
بلاد المسلمين الصناعات
يتوشنا ويدفعه ما شاهدناه
من لطيف صنعة الله وحسن
ان لا يكون لهم سلطان
عليهم ان شاء الله تعالی

مقاومت نہ ہوئی اور اپنا راستہ
اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین
سے قتال کی قوت نہ آنے دی۔
اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہے
اگرچہ دشمنان دین کا ان اطراف
سے گزرنا اور ضعیف مسلمانوں کے
شہروں سے عبور کرنا تو شیش پیر
کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے
دیکھ کر تو شیش ختم ہو جاتی ہے
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توقع
ہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل بسوم
پر حریف نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کر لیا۔ اب ہنسل بلڈ سائڈ کی
سکونت طے پائی ہے۔ پھر اگر مشرق
یا مغرب سے فتنے نمودار ہوئے
تو ہم وہاں سے ایک اور مقام پر
چلے جائیں گے جو زمین میں ہے۔
اگر جزبی اور شمالی فتنے دب
گئے تو پھر ہم اسی بلد الموت
دوبلی کی طرف لوٹنا پسند کریں
گے۔ اللہ تعالیٰ اسکو آباد رکھے۔

تعب السفر الذی
نعم فی الاجتماع اولى
من لذّة الافاتمة
التي فی الانفراد فقبلت
مبهم ثالث وقد تقررا الوجه
الى البلد هانئ بالفعل
ثان طلعت شموس الفتن
من المشرق او المغرب
ترفع من هذک والى
الموضع المعلوم واسمها
وان سکنتم برجلها الجبرية
والتمه اليه اخبرنا العود
الى هذا البلد المألوف
عمولة الله — واما
طلب الحبيب المرفوعة
فالقول الفصل فيهما

اور آپ نے جو مجھ سے چند گز ہیں
طلب کی ہیں اس کے بارے میں
صحیح بات یہ ہے کہ تم کہتے ہیں

مکتوب شاہ عبد العزیز — کسی عزیز کے نام

اما بعد المبرم بين الاحياء
من القيمة والدعا فقد
طالعت رقبتمكم الاينفقد
التي صدرتونا باسم خولجيه
محمد امين ودستورها
غلات ديوان الحزين
وطعت ديمان المفضنين
المتزعة وحيات من
حمتها الاستفسار و
الاستكشاف عما فقد
من احتمالي الافاتمة
والارتمال فاعلموا ان
الفقيه ايضا عند اد
بعلا غدا فاصدو ذلك
لان والدة والاخوة
لا تدعو في ان قيم ههنا
بعد سلام، مائے دانش جو کہ میں
نے آپ کے اس مکتوب گرامی کا مطالعہ
کیا جو خواجہ محمد امین کے نام تھا
اور جس کو دیوان حسرتین کے
غلات میں آپ نے رکھا تھا،
میں نے اس کے تمام مندرجہ مضامین
پڑھے۔ اس میں میری اقامت
اور سفر کے بارے میں بھی سوال تھا۔
آپ کو معلوم ہے پنجابیہ کے فقیر
بھی آج کل میں جانے کو تشدد کر رہا
ہے میری والدہ اور بھائی مجھے
یہاں تنہا چھوڑ گئے پر راضی نہیں
ہیں۔ میں بھی سفر کی اس
مشقت کو جو سب کے ساتھ پہنچانی
انفرادی اقامت کی راحت پر
ترجیح دیکر ان کے فیصلے کو قبول

انہا سدت فی الغرائز
لا بطن اخراجها الآن
وسا بلغها ان شاء الله
تعالى بعد الاستقرار
فی موضع..... واما
رسالة الجمع بين وحدتي
الوجود والشهود فهو
مكتوب سيدنا الوالد
قدس سره..... اني
أخذي اسمعيل الرومي و
لقبه بالملكتوب المحدثي و
كذا لك مقدمة ان التلقا
مسند ودة في الغرائز واما
ديوان المحزن فقلنا لست
بعضه من درودة النهار
الى هذا الوقت وارسلته على
يديك مل الوقتية والسلام

والسلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب شاہ عبد العزیز — بعض افاضل کے نام

السلام عليك ورحمة
الله وبركاته۔
و بعد — فقد طال انتظار
مرح الحفنيته الى الآن
ولم يصل بعد — فكانه
لم يتفق لاهل الفلست
ارساله — قد اشتغل
به الشيخ رفيع الدين سلمه
رب والنسخة منفردة
عليها يعتمد في العصة
والسقم ومع ذلك فغنى
سقيه في الغالب فالرجب
ان يبلغ اقصى الجهد في
الطلب فان اتفق بينهما

(در انا) فاليا من احدي التقيين والسلام

السلام عليك ورحمة
الله وبركاته۔
و بعد — فقد طال انتظار
مرح الحفنيته الى الآن
ولم يصل بعد — فكانه
لم يتفق لاهل الفلست
ارساله — قد اشتغل
به الشيخ رفيع الدين سلمه
رب والنسخة منفردة
عليها يعتمد في العصة
والسقم ومع ذلك فغنى
سقيه في الغالب فالرجب
ان يبلغ اقصى الجهد في
الطلب فان اتفق بينهما

۱۴۰ کتوب شاہ عبد العزیزؒ بعض انصار کے نام

ابا بعل السلام المستون
فقد وصلت بحیث شکم
الشرفیة محتویة علی
عافیتکم دعائیة اهل
بیتکم۔ فمکرمنا الله علی
ذالک۔ وان صالتم عتاً
فحقن الصابیح الله بعافیة
ورفاهیة غیر ان عاجری
فینامن تقدیرات الله
تعالی (رحمة) الولد العزیز
احمد وانتقل الی النظام
للنزی الی

بعد سلام سنن۔ آپ کا گرامی نام
لاجر آپ کی اور آپ کے متعلقین
کی عافیت پر مشتمل تھا۔ اس پر
اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اور
ہماری حالت و ریافت طلب ہو تو
ہم بحمد اللہ عافیت و شفیت
سے ہیں۔ البتہ تقدیرات
الہیہ کا پلور میساں احمد کے
انتقال اور انتظام منزلی کے
انتقال کی شکل میں ہوا۔ الی

اس مکتوب سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے ایک صاحبزادے کا نام احمد تھا

کتوب شاہ عبد العزیزؒ بنام شاہ نور اللہ (خسر شاہ عبد العزیزؒ) حب

..... فمما شاع و ذاع د
ملاء السباع و تو اتر بل
دقع غلبہ الاحصاع
نہو من مرکب الد والی
الی تضرع ہذا البلاء
والارباع وان مقدمہ
جیشہ عبرت النہر ادا

وہاں بہت شک مشہور
مگر شش روزہ صبح و شام بہت ہے
بد تو ان کی مدد تک پہنچ گئی ہے۔
یہ ہے کہ لشکر احمد شاہ دہلی اللہ تعالیٰ
ہو ابے یہاں کے شہر دل اور دل
کو مسخر کرنے کے لئے۔ اس کے
مقدور بخش نے بہر کو عبور کر لیا ہے۔

جسک ہائی رت کہ بعد احمد شاہ دہلی تین مرتبہ دہندہ دست میں ہوا شکر بیکر آئے جن میں ایک
درت حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ملوث کی کجاست میں او دور تر بن کے بعد۔ ان دونوں ایک محمد
شاہ ۳۳ یا اس وقت مشہور ہو گیا تھا کہ دہلی کا مقصد اس حملے سے نوزوں کو بنگال سے
علا ہے جب پورا گوریاں نے بھی ایک دستہ الہ آباد بھیج دیا تھا کہ وہاں سے ملے ہو جائے اسکے
بہشت میں آخری دیکھوں سے خبر دیا جاوے اس مکتوب میں ان کی توجہوں میں سے
تک کہ ایک کا ذکر جو اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ پانی پت کے بعد درجن میں دہلی کی شکست
میں کچھ نکل آگیا تھا بعد کو پٹیل دور ہوا۔

کاوت و مشکته اللہ
فادقته قد عادت و
انہ بنفسہ وصلی
جلال آباد واصل من
رؤ مساء الافلقة له
الانقياد هذنا هو الخبير
الحق المنتج بحسب الظن
والذي سار في الاطراف
كالمثل السائر والعله
عند العليم الخبير

دانا کفاد مرشد فہم
علی ما کافا علیہ من
السکون جامد و فی
خیم الادب و مفسر
الخسران

انصاف ہر پیر ۱۲

باب شاہ اہل الشہنام شاہ عبدالعزیز

ہو عزیز عند القلوب
من فضلہ بالعلم علام
عیوف نسأل اللہ لنا و
ان یجینا و ایا کون
شرور الشہنام خصوصاً
من غلبۃ اهل الطغیان
الاسدان وقد وصل
بہ ملکوت بکرم المیزان
صلی علیہ و آلہ و سلم
سویاتہ من تلاق
المتین و صفات الفرقین
میتہ تقابل فی سبیل اللہ
والخری کافورہ و ہر
مشیہم رأی العین و الجوارح
من فضل اللہ سبحانہ و

اے وہ کہ جس سب کے دلوں کو عزیز
ہے اور جس کو عند القلوب نے
علم کے ساتھ فضیلت بخشی ہے
ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست
کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اور ہر شرور
فرمان سے محفوظ رکھے خصوصاً اس
قتلے سے جو اہل طغیان کے غلبے کی
صورت میں شہروں میں رونما ہے
بتدارکت و مرعوب بہر توحید
اور اس کے مندرجات سے آگاہی
ہوئی ہوگی و دیگر جن اور جماعتوں
کی نیر آزمانی کا بھی ذکر ہے ایک
جماعت فی سبیل اللہ قتل کرنے
والوں کی ہے اور دوسری بی بیعت
اسلام کی جن کی تعداد دیکھنے میں

ينصرو المسلمين ويغذون
 الكافرين... فكم من ذنبة
 قتلت غلبت ذنبة كثيرة
 ما ذنبت الله... والذي يسميه
 من جحد وحسن الشجاعة الدرة
 من كعاد فرنگ فاني الله
 المقتضى... الايام ايام
 الفتن والحوادث والحسن
 فتراها المسلمين مثل
 دو گنی نظر آتی ہے۔ انہ بقالے
 کے فصل سے ایسا ہے کہ وہ مسلمان
 کو کامیاب اور ان سے متاثر
 کرنے والوں کو ناکامیاب کر دیتا ہے۔
 ... جتنی کچھ کہتے ہیں کہ برکتیں
 ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے
 بڑی تعداد والی جماعتوں پر نواب
 آئیں۔ اور وہ خبر جو کفار فرنگت
 (انگریزوں) کے ہاتھوں شہادتِ اولہ

سے شہادت میں ہونے کی جگہ کے بعد ہندوستان میں انگریزوں نے جو صنعت کی تھی کیا وہ
 دیکھتی تھی۔ غرض ہر وقت انگریزوں کی ترقی کر چکے تھے اس کے بعد وہوں نے ترقی بھی ہر قسم کیا۔
 میر تقی میر نے کہا کہ اوروں کے ہاں تجارت نہ دے کے پس پانی بیرونی کے لئے اور میر تقی میر نے
 بادشاہ و تاجداروں کیوں سے کرکڑی پر چڑھ کر کامیابی دے دی تھی۔ اور میر تقی میر نے انگریزوں
 شہادت و عسکر کے بعد میں بھی ہونے۔ انگریزوں کے لئے پانی پانی دے دی تھی۔
 جس میں شہادت اور دھرم کو شکست ہوئی۔ نہ وہ مہ نے اپنے تپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔
 شہادت اور دوبارہ کچھ دہائیوں میں کچھ کے متعلق ہے۔ پھر شکست ہوئی۔ انگریزوں
 ان کی کے متعلق ہے۔

حشرات الارض من انی
 علیہا ید سہا بالاقتمام
 لا تبطلہ الاستقامۃ الا لذل
 من بلدانی بلدی و این المفر
 لا ملجاء ولا منجاء من اللہ الا
 الی اللہ۔ کان ما کان۔
 لکن الرقعة التي فيها الخبار
 السکھان احسن اغایة
 الوحشة۔ فان شروهم
 احب۔ ما ان جلدت منها القلوب
 و هو مہم بفتنة کما وقع
 مراراً وعدوا و انهم شديدا
 يفعلون بهم ما لا يفعلون
 کے لشکر کی شکست سے متعلق سنی عارف
 ہے اس سے صد ہجری میں اللہ ہی
 نے ہجری فرما دی۔ یہ زمانہ عرواث
 کا زمانہ ہے۔ اور ہم نفاق مسلمان
 بے وقوفی میں غفلت الایض کی مانند
 جو ہے میں کہہ رہا ہوں کہ ہمارا مال
 کہہ رہا ہے۔ ہم دیکھیں پاسکے ہیں
 کسی جگہ متعلق ہو سکتے ہیں۔ اور
 ہمارے کی جگہ بھی کہاں ہے؟
 کوئی لہجہ اور نجات کا ٹھکانہ اللہ
 سے بچ کر نہیں۔ پس اس کی طرف
 رجوع کرنے میں نجات ہے۔
 یہ واقعہ تو ہر اسو ہوا۔ اہلسامی

احقر مایضی کہ شہادت

سے متعلق ہے۔ اس میں میں نے ان کے کہنے کے بعد کہہ دیا کہ اس کا سامنا ہی شہادت ہے اور جو حضرت
 من و علی اللہ کی وفات سے ڈر کر بد ہوئی تھی یا اللہ کہہ کہ کہہ کے بعد والی جنگ کا ذکر نہیں
 میں نے یہ کہہ کر ان کے کہنے کو مانا۔ اور ان کے کہنے سے عرواث بد ہوئی تھی۔

بغیر ہر۔ خصوصاً من
 کان معروفا فی العلم
 والمشیخۃ اعادنا اللہ
 وجميع المسلمين من
 شہ ورحم وخبث حد ورحم
 والسلام

اس خط نے جس میں کھوں سے
 منقول کیا تھا بہت زیادہ ذکر
 میں ڈال دیا۔ ان کے شروع سے
 خوف ہونا ہی چاہیے۔ اس لیے
 کہ یہ قریب کے ہیں اور ان کا جو ہم
 اپنا ملک ہوتا ہے جیسا کہ کئی مرتبہ جو
 چکے ہیں اور اس وقت ان کی کئی
 بھی دوسروں کی نسبت اہل اسلام
 سے شدید قسم کی ہے خصوصاً ان
 حضرات سے جو علم و شہرت میں معزز
 و ممتاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور جمع
 مسلمین کو ان کے شر و اور خبیث
 ضد و سے محفوظ رکھے۔ والسلام

مکتوب شاہ اہل السنن شاہ عبدالعزیز

۱۰۱۔ اے وہ کہ اہل حقارے نے نہ کہتے تھے
 ثم الذی یاتیک من فضل فی مولیٰ
 ان السعدۃ ظہرائی حکم مشہور
 والخیبری صلابہ و اللہ یحبول

۱۰۲۔ سعادت کھیت تم سب میں ظاہر
 اور روشن ہے۔ اور خیر تو خدا کی قسم
 تمہارے خاندان کی سرشت میں ہے۔

۱۰۳۔ خبریں اس قسم کی آرہی ہیں جس
 سے قلوب خوف زدہ ہیں۔ انات
 سے مخالفت کی درخواست آتی رہی
 ہے کہ بارہی ہے۔

۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم سب کو

۱۰۵۔ یہ منظر مکتوب خانی شاہ اور ان کے اس منظر منظر کے جواب میں ہے جس کا ایک شعر ہے۔
 ایام مردانت والقلب صغیر
 اور حیات ولی کے ۳۳۳۳۳۳۳۳ پر درج ہے۔

بلانوں سے محفوظ رکھے، دین میں بھی
اور دنیا میں بھی۔ بعض غمگیناں
بہت ہی پریشان اور بے حال ہے

مکتوب شاہ عبدالعزیز بنام مولانا رشید الدین خاں دہلوی

خاندان صاحب عالی مرتبت معارف
والفضائل سلالۃ العلماء
الذی جبل مرضی المجاہد والتأمل
سمہ اللہ وابقاۃ والی معالجات
الذل الدارین وقاۃ
او بعد اہلہ السلام المبرور
ولقد الذعاء الذی ہو
بدا اخلاص معجون ویکالی
الموردۃ مشغون نقد وصل
رفیقکم المکریمۃ وولت علی
غافینکم من جمیع الوجوہ
وکانت لدوا الاستظاد قیمۃ

نفاصا علی مرتب جامع الفنون
و لفضل..... کوثر ثانی سلامت
رکھے اور کائنات داریں کی بلندیوں
پر فائز کرے۔ بعد سو مہینوں اور
ایسی دعا کے بعد جو انعام سے مرکب
اور کمال محبت سے بھری ہوئی ہے۔
و انتم جو کہ تہرا مکتوب آیا و اس
نے تہرا ہی سرطری کی کیفیت سے
مسح کر لیا۔ یہ مکتوب مرض افزا رکے
لئے تعویذ ثابت ہوا۔ اب اگر تم مجھ
سے میرا حال دریافت کرتے ہو تو مجھ
میں اپنی داستان کو فیصل بیان

واں سال تیر عن حالی
فلا استطیع شرحھا
خونی من ملالۃ الاصلقاہ
و کابۃ الاحشاء اما
مرض العبد یع فقد
اشتد جذا الاسیما
قصور البصارۃ و هیجان
العیون ذن ذالک منع من
اکثر اشغالی والی اللہ اشکی
و هو المستعان
کرنے سے قاصر ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ
بیس طویل تحریر دہنتوں کی گنج اور
خونین کا باعث نہ بن جائے۔ مختصر
یہ ہے کہ جیسا ری پلے سے ملی
آری تھی اس نے اب شدت اختیار
کر لی ہے۔ یہ مخصوص صفت بعبادت
اور آخر یہ چشم نے مجھے اکثر مشاغل
سے رک دیا۔ بس تہری
سے فریاد کرتا ہوں اور وہی ایسی
ذات ہے جس سے مدد طلب کی
جاتی ہے۔

من رشحات اقلام قدوة الادباء

الشیخ عبدالعزیز

..... ولما تفرغ من الجواب و
حان تختم الكتاب دار
اب جبکہ جواب لکھا جا چکا اور بیغور
خط ختم ہونا چاہیے۔ میرے دل میں یہ

فی خلدی ان اخبرکم
 بعض النعم التي انعم
 الله علی و ثبت اساسها
 واختار براسها للذی
 فيها ان سیدی والدی
 رضی الله عنه لما توفي
 والحق بالماله الاحلی
 ذریک فی صغیر السن الا انی
 له اغاد ومع صغیر سنی
 عما من غومره و شانان من
 شیو نه الا وقد اخذت منه
 بحجة كافية و تثبتت من
 اذیاله بقطعة وافية و قد انزلت
 من فضل الله علینا و علی
 س من وکان من اسباب الک
 ما زلت منذ امیت علی التامل
 و نیصت فی العلم ثم مشغوفاً

بات آئی کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی
 بہت سی نعمتوں میں سے ان چند نعمتوں
 سے مطلع کروں جو اللہ نے میرے
 اوپر خاص طور پر کی ہیں۔ بخیر ان
 نعمتوں کے ایک سبب یہ کہ حضرت
 دہداد بعد از مرگ اللہ علیہ السلام نے وفات
 پائی اور طائر اٹلی سے محبت ہوئے
 انھوں نے مجھے میرا سن چھوڑا تھا مگر
 میں نے اسے جو راجہ کی کمزری کے ایک علم
 میں سے کوئی علم نہ چھوڑا جس کو حاصل
 نہ کیا ہو۔ اتنی عمر میں میں نے اللہ سے
 کافی استفادہ کیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ
 کا میرے اوپر اور اترام انسانوں پر
 کم عمری میں استفادہ کرنے کے اسباب
 میں سے ایک سبب تھا میرے بچے تھا کہ
 میں نے جب سے ہوش سنبھالا میں برابر
 حضرت والدہ ماجدہ کی صحبت اقدس

بمحتاجتہ مولعا بقربہ
 و مجالستہ و بہا یظهر
 محاسن المنا سبات الروحیة
 و الاستعدادیة و تبرز
 حسناتہا۔ و ترک الخوی
 کلہم لہ میصو اتدی علومہ
 الخاصة و لا اخذ و امنہ
 مما یعدہم لاخذ علومہ
 حتی ان اخى رفیع الدین
 سئلہ اللہ کان مشغولاً
 بالفرائد الضیائیہ و تعلیقاً
 الکیانہ اذ جمعت خدیہ الواقعہ
 التي طاردت کلبات اسطفا
 علی القلوب و الا کعباد
 فو قتی اللہ تعالیٰ یجسطہم
 و رعیتہم فی ہذا الشان
 و حتم علی تحصیل العنود

میں بننا اور انکی مجلس اقدس میں
 بیٹھے کلمے حد شوق لکھتا تھا میری
 وہ حالت سے نہ بات روحانی کے
 محاسن اور استعداد ملی کے کالات
 جلوہ گر ہو کر تے میں والدہ ماجدہ نے
 میرے بھائیوں کو اس حال میں اور
 اس عمر میں چھوڑا تھا کہ انھوں نے
 حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم نہایت
 کو باطل ہی نہیں سمجھا تھا اور مشغوری
 علوم میں اسے اتنا چھوڑا تھا کہ انکے
 علوم نہایت کمزور ہو کر مل کرنے کا ذریعہ بن
 جاتے تھے کہ رفیع الدین سلمہ فائد
 ضیاء شریعیہ (اور تعلقات کا فائدہ
 چھوڑ دینے کے والدہ ماجدہ کی دعا
 کا ہکاہ اور ہوش ربا و اتدیش
 آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی
 کہ میں نے اپنے سب بھائیوں کو ہر

اخذ کل لسان. فائز
 ذالک ذموا واشتغلوا بقراءة
 الکتاب وصالحوا علی هذا
 الفقیر فجاود الحمد لله کا
 تشبیه القلوب وتلد
 الاعین اما رقیع الدین
 فقد حفظ القرآن کله وفرغ
 بحمد الله من تحصیل العلوم
 کما لایسمی الاکادیمه والفسفہ
 والحصیل من العلوم الدینیہ
 بل لخذ من العلوم العربیہ
 کالریثہ والنجوم والحساب
 والهندسہ وما یجری مجولها
 من الرول والجفر والتاریخ
 وعلمها الفرائض والشعر
 ورسائل النصوص بحفظ وافر
 ونجی لہ العبود علی الصالح

درالح الوقت، زبان میں تحصیل علی
 ترغیب دی، چنانچہ ان پر مہمیری
 ترغیب کا افر ہوا اور وہ اس فقیر کے
 پاس کتابوں کے پڑھنے اور سننے میں
 مشغول رہے۔ آخر محمد صاحب
 دکنوادیسی اسناد و پیدائی جس سے
 آنکھیں شہدی ہوتی ہیں بہر حال
 رقیع الدین نے قرآن مجید حفظ کر لیا
 سہاوردہ محمد صاحب تمام علوم کی تحصیل
 سے فارغ ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر
 علوم ادب اور فلسفہ اور علوم دینیہ
 کی دونوں اسلوب (قرآن وحدث)
 میں ان کو تفصیل حاصل ہے بلکہ
 انھوں نے علوم مغربیہ بھی حاصل کئے
 ہیں۔ جیسے ہیئت، نجوم، حساب
 ہندسہ، رول، جغریہ، رسائل، قصص
 بھی پڑھے ہیں اور ان کو ان علوم

السنۃ وغیرہا من کتب
 الحدیث وعسی ان یوفقه
 اللہ تعالیٰ لذلک ایضا
 وهو بحمد اللہ مشغول
 بتفسیر البیضاوی مستغنی
 بالمدد ولین... ولہ تعینت
 وتذقیقت تقریرا العین
 وتسرہا الصدور والجلد
 لہ علی ذالک۔

میں پورا پورا احاطہ ملتا ہے ابھی ان کا
 صحاح ستہ وغیرہ پر عبور دینی دور ہے
 حدیث باقی ہے امید ہے کہ اللہ
 تعالیٰ عنقریب توفیق عطا فرمائے گا
 محمد صاحب کی احوال وہ قریب مضای
 پڑھ سہے ہیں اور دس و تدریس سے
 بھی مشغول رہتے ہیں۔۔۔ ان کی تعلیم
 سے تعلقات اور ترقیات بھی ہیں۔
 حکمہ یکم کر آنکھوں کی ٹھنڈک
 نصیب ہوتی ہے اور دل کو سرور حاصل
 ہوتا ہے۔

واما عبد القادر فرس ایضا
 فربح بحمد اللہ من حفظ
 القرآن کله واسمع فی
 التراویح ومرات وهو کان
 مشغول بالقطبی وجوشی
 السید علیہ۔

عبد القادر بھی محمد صاحب حفظ قرآن
 سے فاسخ ہو چکے ہیں اور کئی مرتبہ تراویح
 سن چکے ہیں۔ اس وقت قطبی اور جوشی
 حاشیہ پڑھ سہے ہیں۔ قید الغنی
 نصف قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں۔
 ابھی اسی میں مشغول ہیں۔۔۔۔۔

واما عبد الغنی فقد حفظ
 نصف القرآن وهو مشغول بہ

من عبارات الشيخ الاجل في تعريف الدهلي

الدهلي وما الدهلي.... هي
خير البلاد ومنفعة العباد
يونها اهل الالباب من كل
مكان تحقيق..... يشهدوا
منافع لهم ويلخذوا الادب
فيها ويخوضوا في كل من العلم
غور حيث... اهلها خير
اهل ولسانها سهل من كل سهل
تربى العربي فيها ليتضجروا
لسانها والصفيا في نظرها
خيروا من اصفهان والوراني
قد الخ فيها لبحرنا ولا فاعنة
من اقل عبيدها والكشاف
منظروا فيها وتليدها تجد

دہلی کہا ہے؟ دہلی ایک بہترین شہر
ہے۔ لوگوں کی منفعت کا مرکز ہے
عقل مند لوگ دور دور سے یہاں آتے
میں تاکر اپنے شائع کو پڑھیں اور
میں علم و ادب سیکھیں۔ یہاں وہ
کرہ علم کے اندر غور و خوض کریں۔
یہاں کے باشندے بہترین آدمی ہیں
ان کی زبان برہی ہل اور آسان ہو
عرب کے باشندے کو دیکھو گے کہ اپنی
زبان کی وجہ سے یہاں پریشان نہیں
ہوتا۔ اصفہانی اس شہر کو اپنے اصفہان
سے بھی اچھ کہتا ہے۔ اور تورانی نے
تو اس کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ الخافز
دہلی کے دارا سے کہنے کے

فیہا اشاء لہ تعرف لہا
اسما ونظر بہا رجلا لہ
تدرك منه رصا لہم
انہا زبد تجميع الالہم
مسكن ارباب الدوا لہم
المال فیہا یمل عنہ العیون
بل کاید ركة الطوف و
الذهب قاذفہ عن اقیاس
والفضہ قل نقصت
عقول الناس والحدیث یاد
من الاحرار انی العبد
فانظر لیشہ کل یرہ فیہا باجد
ق والقران المجید لو
اصفیت الخیاء رھا النجبت
دقلت والک امر عبید متی
ما خرجت الی سوقھا
تسللت الی مجامعھا

لحاظ سے، خاتم میں، اور شہری رہنے
تعلق کی بنا پر یہاں کا مال جدید و
قدیم میں بہرہاں پر کچھ ایسی چیزیں
دیکھو گے جن کے ہم کو نام بھی مسلم
نہیں اور ایسے اشخاص بھی یہاں
پائے گئے جن کے رسم و رواج تک سے ہم
واقف نہیں جیسے کہتا ہوں کہ یہ شہر علم
اقالیہ میں (یعنی لحاظ سے) ایک مرکز
اور مترب شہر ہے۔ یہ ارباب دل
و ضمیر کا سکنا ہے۔ یہاں مال اس قدر
سے ہے کہ نظریں اس سے عسر میں
کرتی ہیں اور اس کی مقدار سمجھ میں
نہیں آسکتی۔ یہاں سونا تیار سے
باہر ہے اور پانڈی کی فسرواتی نے
لوگوں کی عقلوں کو جبران کر رکھا جو
میں ریشم، حرار سے مجاؤ ہو کر
خلاموں تک پہنچ گیا ہے۔ ناظر کو

لما اوتبت انا لف خلیق
جلید۔ فینادی لکھناقت
من قلت فکشفنا عنک
غطاء فیصرك الیوم

روانہاں عید کا شہر ہے۔
قسم ہے قرآن مجید کی اگر تم اس شہر
کی تعریفوں کی طرف کان نہ لگائے
تو تعجب کرو گے اور کہو گے کیا یہ عید
ہے، اور جب تم اس کے آثاروں
اور عجوبوں کی طرف جاؤ گے تو تم کو
بائنش شک و شبہ کا تم غلبہ دینے
اندرو اس وقت تلک سے ہاتھ
جب تم کو ندا دیگا۔ اور یہ آیت
پڑھے گا۔

”ہم نے آج کے دن تیری آنکھوں
سے پردہ ہٹا دیا۔ اب تیری نگاہ تیر
ہے۔“

یک ام مکتوب اور اس کا جواب

خواجہ حسن مودودی ٹھنڈی نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کو ایک مکتوب
ارک زبان میں تحریر فرمایا جس کا ترجمہ بطور ملاحظہ یہ ہے۔

حقائق آگاہ، مسافرت پناہ جامع علوم تقنی و معارف فنون سہی مولانا مولوی
شاہ عبدالعزیز صاحب۔ فقیر غامی پرماسی حسن مودودی غفار علی
کی طرف سے اجد سلام ملاحظہ فرمائیں۔

کل حفظ علی الملک نواب محمد خاں بہادر ابن حافظ الملک حافظ اہل
خاں بہادر شہید بنفہ دیر سے پاس تشریف لائے تھے۔ اُنہی کے لشکر میں انھوں
نے فرمایا کہ آپ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف سے انھوں نے اپنی کت
مستطاب تھے اُنہی عشر میں حضرت شیعہ کے اس اعتراض کا کوئی جواب
نہیں دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر غزوات میں حضرت علیؓ کو کم
وجہ سے لے لیا، تو ہم خفا و رشتہ کو دوسرے امر کا تابع کر کے روانہ
فرمایا ہے جو بہت سی لوگوں کا تابع کر کے کسی لشکر میں نہیں بھیجا۔ اس سے
تینوں خدائے راشدین کے مقابلے میں حضرت علیؓ کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔
اگر شاہ صاحب یا جواب تحریر فرمادیں جو لیکن بخش اور ان غلط
و شبہات جو تو بڑی مہربانی ہوگی۔ اسی وجہ سے میں خدمت عالی میں لکھ رہا
ہوں، مگر آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں گے تو باعث اجر ہوگا۔ اگرچہ
میرے پاس بھی اس سوال کا جواب لایا تو یہ کہ ساتھ موجود ہے، لیکن چونکہ
نوا صاحب آپ ہی سے دریافت کرنا چاہتے ہیں میرے جواب سے جو لیکن
زہر لگی اسی بنا پر میں نے ان کو خود اس کا جواب نہیں دیا۔

مولانا رفیع الدین صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب سے سلسلہ مسنون
فرمادیں۔ حاجی شرف سائین آپہنیوں حضرت کو سلام مسنون پہونچاتے ہیں۔

جواب از جانب حضرت شاہ عبد العزیز

.... خدمت سلاطین الاسلام اکرام
فوجہ انبیا النظام، باقی عنہا الباقی
والسن المستغلام کس المعلن
بائن کس مودود الطریق والنب
بصری الامم الادب لک الله تعالی
ازین غیر یہ میج وناجیہ مسخی
بعد العزیز عنہ الله وحیہ اسلام
مقرون، الاستیاق والا کام قبول مثلاً
بعدہ انک صیغہ شریفہ لفظہ انیغ
در دین واصل عزت شمول آورد
وجیت آورد فرمود اگر چہ سبب امر من
گو ناگوں بخوار من وقلوں جو من غم
انتشار ودرکات بلخی و

مجاہدہ اسقام کا کام گرفتار...
بذات فاعلم الشریع جبریل
سوال ذابانظ الملک می جزارد

در تحفہ اش عشرہ جنگلہ شیعہ
وہی است سبب تفضیل در اک
ندراج نادر دایں سوال متوجہ
پرسد تفضیل است، یا جزم تحفہ
ذکور شدہ۔

ازیں سوال و جواب گذشتہ اول
جواب اہل بیرو روایت است و
دوئم جواب اہل بیرو روایت۔
حاصل جواب اول آنکہ اربع سیر
آنسو و معلوم است کہ آنسو میج
کس یا از بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ نیز
اکثر اوقات تابع دیگرے غمخوارانہ
دریں امر حضرت حمزہ و ابو جحیدہ
بن امیہ بن عبد المطلب حضرت

گرفتار میں پھر بھی ذابانظ الملک
محبت خاں کے سوال کا جواب
دیتا ہوں۔
دور اہل تحفہ اش عشرہ میں بحث
شعبہ کہتی ہے۔ تفضیل کا سبب اس کے
اند نہیں ہے اور یہ سوال سبب تفضیل
سے تعلق رکھتا ہے اسی وجہ سے تحفہ
میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اس سوال کے دو جواب دیے گئے
ہیں پہلا جواب اہل بیرو روایت کا
ہے اور دوسرا اہل بیرو روایت کا۔
پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کتبہ
سیرت آنسو و ملی اللہ علیہ وسلم کے
مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ میں سے بھی
کسی شخص کو اکثر اوقات میں کسی

جہاں حضرت جعفر و حضرت عقیل
وفضل بن عباس و ابو میمان
بن اکاثہ حضرت عثمان بن عفان
اموی و ولید بن سعید بن المسلس
اموی شریک اند و اگر بایں امتیاز
دعوت سے بہت نیز عبد است پیش
آنست کہ بایں ہر دو قبیلہ از قدیم
ریاست قریش داشتند و بسبب
قربت قرابت پہنچا یا جناب ہوا
شربت و گرا ہنار از فرود ہونہ فیل
کنند خوش بنا تو نازی ز سیدہ
بہمن یکہ کسی اگر یک قبیلہ ناز کند
پس اگر اپنا راتا بن دیکہ می فرستد
خیلے شاق و گراں بر طباط و از فرج
اپنہائی آمد و نزدیک شکیلیست
الایطاق می رسید و شام حکیم است
تیسر و در ہر حقیقت مراعات می فرماید

دوسرے خاندان کا تابع نہیں بنایا
اس معاملے میں حضرت عمرؓ حضرت
ابو سعید بن ابی کثیر بن عبد اللہ
حضرت عباسؓ حضرت جعفر و حضرت
عقیلؓ حضرت فضل بن عباسؓ
حضرت ابو میمان بن اکاثہ حضرت
عثمان بن عفان امویؓ اور حضرت
خالد بن سعید بن العاص امویؓ بھی
شریک ہیں۔ اگر اس امتیاز کی بنا
پر کسی کو ترجیح ہے تو ان سب کے
لئے ہے۔ ان دونوں قبیلوں کو
کسی کا تابع نہ کرنی وجہ یہ کہ یہ دونوں
قبیلہ قدیم سے قریش کی سرداری کے
دارت و حامل تھے۔ پھر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت پر یہ کہ
ایک اور شرف بھی ان دونوں قبیلوں
کو حاصل ہو گیا۔ کسی شاعر نے کہا خوب

وایں دوسرا کس لئے کہ در غافل
ریاست پیدا شدہ اند و اخوان و
بنی اہمام خود را بقریب و امتیاز نمود
کرای اہلین می فرستد۔ ع
عاجت تجنیست عارف آگاہ را
و حاصل جواب ثانی سبق جمہور
است و ان مقدسین است کہ
سنت اللہ جاری است کہ بلوغ
باقی در عیادت کمال بے طرب
تختانی کن حتی شود اگر ابتدا ہنر
را مرتبہ طیار از کمال، الفا کشتہ
بے آنکھ طے مراتب ماند کہ وہ باشد
حاصل اشک می کند و جہد و غیرت
کمانی برمی تواند آمد غیر از انبیاء
بہر کس دریں امر کیاں اند ادب
تا دقتے کر شوق از ادب و اتبلا
پیران خود و ذکر و برتر ارشاد فرماید

کہا ہے۔ کنند خوش، بنا تو نازانو
و یعنی لے محبوب تیرے خوشی و
اقارب تیرے نازی بنا پر نازگتے
ہیں۔ اگر کسی ایک فرد کے کمال کی وجہ
سے پورا قبیلہ نازگے تو یہ بات
ایک حد تک زیادہ ہے، اگر ان کو کسی
دوسرے قبیلہ کے کسی فرد کے تابع
بنا یا ماتا تو اس کا امکان تھا کہ زانیہ
اور طباطان کو بہت شاق و گراں
گزرے اور بات تکلیف ملا بطاق
کی حد تک پہنچ جائے۔ شاعر کے
سامنے اصول و قوانین یعنی برکت ہیں
اور شریعت میں سیر کی رعایت ملحوظ
رکھی گئی ہے۔ یہاں بھی یہی لحاظ رکھا
گیا اس بات کو وہ لوگ جو خاندان
ریاست میں پیدا ہوئے ہیں اور اپنے
مکے بھائیوں اور چچا زاد بھائیوں کا

و طلاء آلودہ کبریا لہا لہا خور
استادان بخشید و گرد بر سر خوراند
برتر شدہ تدبیریں و تعلیم زبیدہ اند
۔ و چہیں و زعفران امراء و بکر اہل
حرف و صنائع مجرب و متفنن است
و قاعدہ ملکہ نیز ہمیں را اقتضائے
می کند و در او در اول اسلحہ طوابع
نفس باطنی کمال خود تدبیر کی است
و علم آنکو ریاست متفانیان
مروسیہ است تا دیکھتے تھے
در ان مردوں و تابعان شدہ باشند و
وقت ریاست بخت اطمینان نمی تواند
لحسن معادلہ با مردوں میں بعد بلند
کرد مردوں و رعیت را بکدام کدام
سلوک استقامت و جلب قبول،
توان کرد و از کدام کدام سلوک
منتفزی شوند و مردم می کنند پس

عجز و استعانت کئے جوئے میں بھی
طویر سمجھ سکتے ہیں۔ عارف آگاہ
کو تیز کی منزلت نہیں ہوتی یہ
دوسرے جواب کا اصل بکثرت
کی بقید پر موقوف ہے و وقتہ
ہے کہ سنت افشا اس طرح جاری
ہے کہ شہنائے کمال پر پہنچنا حقانی
مراتب کو طے کئے نیز کاغذ متبیین
ہوتا۔ اگر شخص کو ابتداء ہی میں
کمال کا مرتبہ عالی دے دیا جائے
بغیر اس کے کہ وہ نتیجے کے درجات
و مراتب طے کرے تو ایسی صورت
میں اس کا حوصلہ تنگ ہو جائیگا۔
اور اس مرتبہ کی ذمہ داری سے
کہ حقہ جہد و برآز ہو سکے کہ حضرات
انبار و طبع السلام کے علاوہ ہم
انسان اس امر میں مساوی ہیں۔

زیاست او ملتی جہتیا ممکن نمی بود
و چون این معتمد و مہم شدہ مکتوم
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را
چنانچه از احادیث بسیار استقار
می شود۔ خلافت این چهار بزرگ
علی تر قیما از غیب معلوم شدہ بود
و چون علیہ رابع را بہت و چهار
سال مرد و سبت و تجبیت و فرمان
رکس مختلف الامر و مرد را شستن
مقدور بود و حاجت شوق کما نیدن
را کہ در بخت و خود بخود غلبہ ثالث
را کرتا و دوازده سال مشق این کار
معتد بود و وزیر فرمان دو کس
از ان ایشان میں جمع مشق میں
کا رشد نہ بقلافت یعنی نہ انہما!
بل فیصل بعد از وفات آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم ریاست مقتد بود

اولیا کو دیکھتے جب تک انھوں
نے ادب کی شوق اور اپنے مرشدوں
کی اتباع نہیں کی۔ مرتبہ ارشاد کو
نہیں پہنچے، اسی طرح علما نے
تا دیکھکہ سالہا سال اپنے استادوں
کی ماریں نہیں کھائیں اور نہ توں
در سے کی خاک نہیں چھائی تھیں
و تعلیم کی مسند پر فائز ہوئے یہی بات
فرقہ امراء اور دیگر اہل حرفہ و اہل
صفت میں آگاہی باطنی ہے۔ اور
حکمت کا قاعدہ بھی اسی کا اقتضا،
کہ ہے دو سبب سے اولیٰ حد کمال
تک نفس کا پختا دی گئی ہے (۲۷)
ریاست و سرادری تا بعد اسی سے
والبتہ ہے جب تک کہ کوئی شخص
طویل عرصے کسی کا تابع نہ رہا ہوگا۔
ریاست و سرادری کے منصب پر

اپنا راضی اس کا بھنور خود
 کائیدن ضرور انا دیرا کہ خلیفہ
 اول بجز وفات اس حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم برنصب است
 نشند و خلیفہ دوم بغا صلا
 سال دس ماہ و بخت و خلیفہ
 اول من حیث الشورۃ و الازارۃ
 شریک خلافت بودہ اند بلکہ از
 تبع تواریخ معلوم می شود کہ
 خلیفہ اول را نیز بختور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کسر القاب و حجت
 واقع شدہ و خلیفہ دوم را بیشتر
 تعینات و از تابعین و دیگران خبر
 اند رہا بر آنکہ مرزا بن خلیفہ اول
 بہل و فساد بود و ایشان مشق
 تبعیت چندان ضرر نہ بود و بخت
 خلیفہ دوم کہ در زمان ایشان

از قدیم، اشتداد و حکم رانی
 مجبور بود و الطیب لیاچ اشئ
 بالعند بنا بریں امورات ایشان
 را بحق البقین کیفیت تبعیت زیر
 فرمان کسے بودن چشایدن ضرر
 افتاد۔ حاجی شرف الدین خاں
 صاحب از اصحاب شہزادہ کربا بن
 فیروز شاہ نیز مجراہ داند بحکم
 مایکون من بخوی طغیہ الایہ تعالیٰ
 ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی حیات ظاہری میں کسی کا تابع
 بننے کی مشق کرانی ضروری نہیں سمجھی
 خلیفہ ثالث دھشت ہتھان غنی
 جن کو بارہ سال تک تعین کرتے تابع
 رہتا تھا۔ دھشت و رقا وہ بھی چنداں اس
 مشق کے محتاج آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہوئے۔
 بخلات تعین کے کہ ان کے لئے چو کہ
 ہا فصل بعد از وفات آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ریاست
 مقدمہ تھی اس لئے ان کو اس کام
 کی مشق اپنے سامنے کرانی ضروری سمجھی
 کیونکہ خلیفہ اول دھشت ابو بکر
 صدیقؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات کے فوراً بعد منصب خلافت
 ریاست پر فائز ہوئے اور خلیفہ دوم

حضرت غلام قادر، دہلی میں ماہ کے خط سے
 منسوب تاج پر ہے۔ اذہ خلیفہ اول کی عنایت کے زمانے
 میں وہ شہر و دیہاتوں اور شریک عنایت کی حیثیت
 رکھتے تھے۔ خلیفہ اول کو بھی انصاف علی التقدیر مسلم
 کی سوجا، اگر کسی کی تبعیت کا موقع کم ہو۔ اذہ خلیفہ
 دہم، جناب رسول اکرم کا شہر و شہر و شہر کے تابع
 کئے گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ اول کا مزاج
 قدرتی طور پر نرم اور انصاف و پدر تھا۔ اس لئے انکو
 تہجداری کی زیادہ شوق کی ضرورت نہ تھی بخلاف
 خلیفہ دہم کے کہ ان کے مزاج میں پہلے سے
 شدت اور عسکرانی کا مادہ تھا اور طبیعت طبع الجند
 کیا کرتا ہے۔ اس بنا پر خلیفہ دہم کو کینیت
 تبعیت سے واقف کرانا اور دوسروں کے
 زیر فرمان رہنے کا سزا دیکھا دینا ضروری ہوا جتنی
 شدت اللہ تعالیٰ صاحب کو ہم تینوں بھائیوں کا
 ساتھ ہو چکے۔

ایک استفتاء کا جواب

ایک سید صاحب نے حضرت شاہ صاحب کو ایک مکتوب استفتاء کی
 شکل میں بھیجا تھا اس کا جواب مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جواب کا
 کچھ حصہ آخر سے حذف کر دیا گیا ہے جس سے اصل مطلب معلوم ہو کر کوئی اثر نہیں
 پڑتا۔ استفتاء کو کرینوالے سید صاحب کون ہیں؟ یا ض سے انکا نام
 معلوم نہیں ہو سکا جواب استفتاء کے آغاز میں ان کو حضرت شاہ صاحب
 نے ان الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ "سید صاحب! مراتب جامع الفضائل
 والمناقب الشدید فی دین اللہ کا لیفب القاضی" الخ

بہد السلام والرحمۃ اللہ تعالیٰ قہیدہ کرید
 شریف و درویش حمد انہی بجا آورده
 خدا کر دین زمانہ ہمیت دینی
 در بیان اکابر موجود است و
 شدت فی امر اللہ غیر مفتوحہ زاد اللہ
 انشا کرم فی العالم
 مہر ان من چند مقدار اول
 خاطر نشین بایر ساخت۔ اول آن کہ
 بعد سلام مسنون واضح ہو کر آپ کا
 مکتوب گرامی صادر ہوا۔ اس کو
 پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا
 گیا کہ اس زمانے میں بھی بڑے
 لوگوں میں حمیت دینی اور اللہ کے
 احکام کے بارے میں مصلوبی موجود
 ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے حضرات
 کی تعداد دنیا میں اور زیادہ کرے۔

تکلیف کو اگر امریت محض اور صحیح
دارد است کہ من قال لاخیر یا کافر
قد باء بعدہا — حتی القدرۃ
اقدام بران بنیاد کرد — لہذا فقہاء
باجہم جنہیں قرار دادہ اند کہ ہر کافر
دکلام، ایک وجہ محض صحت باشد
و چند وجہ دیگر محتمل کفر، ان کلام
برہان میں صحیح عمل باید نمود و
تکلیف قرار نہ یابد کثرت۔ دو حکم آخر
تکلیف موافق قاعدہ متعلق با کفار
ضروریات دین است بسبب
سورادب یا استخفاف مجرمان اکابر
یا نسل شیعی و از کتاب کفر و استعراج
بدعت و قتل حرام مختلف فیہ و
تحريم حلال مختلف ذر کفر لازم یا نہ
— زیرا کہ تعریف ایان ہیں
مقرر است کہ بتقصید حق مجاہد مسلم

مجہدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بہ ضرورت — دشمنان ضروریات
دین ضرور من موقوف بر تواتر و ثبوت
آن با قطع است پس بر حوازیں
قبیل باشد مثل انکار غیریت
صلوات و زکوٰۃ و قلیل انحراف
تحريم العینہ و تحقیر اشیائیں و غیر
ذاتک، اہل کفر است۔
سورہ انکو در عدم تکلیف و تعدیل
یعنی حکم بعد از گردن و مابطہ
بسیار است۔ ایسا بنیاد فہید کہ ہر
کہ را حکم تکلیف نہ دیم اور اسبند
منووم۔ یا قول اور با جزا و استفسار
بلکہ اکثر اوقات قصص کا فریضہ
و مبتدع و فاسق می گردد۔
اکثر؟ ہمیں می دانند کہ ہر کافر
از تکلیف کے حلال، سکوت کنندہ

تصویر عقیدہ اول لازم آید جنہیں نیست۔ ایسے قاعدہ پویر احسن طوطا باید داشت۔ چون
 ایسے ہر سزا قاعدہ مجدد خدا ملائکہ از روی دلائل قویہ و حجتیں شخص کے اقوال
 اور قوم قلم صواب رقم است تا ہمیری شود التماس می نماید قول اول بہت ہی کافر گرد
 اگر مراد او از صحابہ مجتہدین است حتی علماء و راشدین و از واج
 مہلکات نہیں ایسے قول اخطار صریح است زیرا کہ نزد حنفیہ
 بہت قلیلین و قدوب عاصیہ کفر لازم آید و اگر مراد او اہل سنت
 کہ سب ہر صحابی کفر نیست پس ایں خود خطا نیست زیرا کہ فقہائے
 کلام ایمان ہے اور انہی چیزوں کو اصلاح میں "ضروریات دین" کہا جاتا ہے، اور کسی امر کو ضروریات
 دین سے شمار کرنا موقوف ہے و اترا و ثبوت قطعی پر
 جب اس قسم کے متواتر اور قطعی الثبوت امور دنیہ سے انکار ہوگا
 کفر یقینی طور پر لازم ہوگا مثلاً فرضیت صلوٰۃ و زکوٰۃ کا انکار اور
 شراب کا حاصل قرار دینا اور ای طرح، غیذ کا حرام کر دینا، یا عین
 کی تحیر کرنا وغیرہ انک کی تحیر کرنا وغیرہ انک
 ۳، تحیر کر کے اور تسلیم کرنے یعنی عدالت کا حکم نہ کرنے
 دباغنا و دگر مال قرار دینے کے و ایمان بہت سے ذریعے
 اور گزیاں ہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا

نیز سب ہر صحابی کفر نہیں داند بلکہ بدعت و فسق ہی انکارند مجتہد کبیرہ ہی رسانند۔
 و قول ثانی، او کہ ہر جہت نفس گناہ کند رحمت زیادہ گردد بخطا و
 نفی است منشا بر غلط او آن است کہ بعضے لطیفہ گو یاں و
 شاعران در مقام دفع نا امیدی خود یاں لطیفہ ترک کردہ اند
 چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ لکھتے ہیں نفس کا تقطیع من ذلک تعطلت
 ان الکساثر فی الغفران کا لفظ لعل رحمة ربی حسین بنسہا
 فی علی حسنا لصحبا فی القم جب یہ تینوں باتیں بطور حدیث
 و عقیدہ بیان ہو گئیں تو اب اس شخص کے بارے میں جس کے
 اقوال آپ نے تحریر فرمائے ہیں

و نامید نباید شد۔ زیرا کہ
رحمت الہی نیز بقدر عصیان
مستوم است گناہ کیسہ را
انزال بر رحمت کثیرہ لقائد کہ دہیں
شخص از غلطی چنان گناہ گشت
کہ عیبهاں سبب رحمت است
و این نغمیدہ کہ اگر بالفرض عیبهاں
سبب رحمت ہم باشد مصلحت یک
نوع رحمت را سبب خواہد بود
کہ اکن رحمت خفایست دیگر
افواج رحمت، بسیار این رحمت
بزرگ تر و عالی تر از ہماں
موقوف خواہند شد بلکہ دعابت
عایات بہشت، دخول بلائ
و سرنوشتی در دعوات.....
اکمال کہ از دستہ مستقیمان و
مخصوصان و محفوظان بہنوشت

جوابات ظاہر ہوتی ہے دلائل کے
ساتھ لکھی جاتی ہے۔
قابل کا قول اول یہ ہے کہ
”سبب صحابہؓ کوئی شخص کا فر
ہیں ہوتا۔“ جو غلط امر جو
کہ اس کی مراد کیا ہے۔ اگر صحابہؓ
جمع صحابہؓ مراد ہیں حتیٰ کہ غلطی
راشدین اور ائمہ اربعہ مطہرات بھی
۔۔۔۔۔ اس صورت میں اسکا
یہ قول غلط و صریح ہے۔ اس لئے
کہ زحیفہ سبب یقین اور حضرت
عائشہؓ پر ”بہمت“ دھرنے سے
کفر لازم آتا ہے اور اگر اس کی مراد
یہ ہے کہ سبب ہر صحابی کفر نہیں ہو
تو یہ قول غلط و صحیح نہیں ہے
اس لئے کہ فقہاء حنفیہ بھی سبب
ہر صحابی کو کفر نہیں جانتے بلکہ جو

لیکن ایسی ہر غلط فہمی است
نوبت بکھرنی رساند تا آن کہ
صریحاً نہ لیں اس کلام کو یہ طاعت
و تقویٰ اصحاب موجب رحمت
نہست و عصیان تحقیق سبب
رحمت است۔“ و ظاہر است
کہ محکم بکار اسلام تصریح ہاں
بر دو طعنوں خواہد کرد۔ و قول
تائید اور حضرت ائمہ المؤمنین
بی بی عائشہؓ سے بقرطیہ نسخہ
..... زوال فقرائے
محض است حاکم شرع یہاں
کہ اول اور ائمہ از سند این اقوال
بپر شد و ظاہر است کہ از بیان
سندش عاجز خواہد شد و
دہر گاہ عاجز شود اور اتقیر
بر ذہن ہی و نامہ زیاد بکمال شقت

فہم سمجھتے ہیں اور گناہ کی رو کی حد
نہک پہنچاتے ہیں۔ قابل کا دوسرا
قول یہ ہے کہ ”جو شخص جتنا گناہ کرے
اس پر رحمت زیادہ ہوگی“ یہ قول
غلط بھی کی بنا پر ہے اور اس کی
بنیاد ان لطیفہ گو اور نامہ نگیناں
شعرا و کاکام ہے جنہوں نے بطور
لطیفہ گوئی و کھنکھائی اپنی مایوسی کو
دفع کرنے کے لئے اس بات کو ظاہر
کیا ہے چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ
دعایا و بصیرت کے بھی اسی مضمون
کے ذکر و شعر ہیں۔۔۔۔۔ (جنگا تجویری)
راے، نفس اپنے گناہوں کے باعث
جو اگرچہ بہت بڑے ہیں مایوسی جو
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت معتقد
کے سامنے بڑے بڑے گناہ بھی
چھوٹے ہیں۔

و ایجاب است یا و آئینہ ہا
 و توبہ تصور گیرد کہ این قسم
 افترا یا پروردگان نکرده باشد
 حاصل آن کہ مناد این قول
 نسبت ظلم شیخ بحسب
 صدیق است و نسبت ظلم
 بغیر معصوم موجب کفر نیست
 آری نسبت آن دو بزرگان
 کہ عدالت و تقویٰ آنها
 بیوت پرستہ موجب
 فسق و فساد است
 و از باب قدت نیست کہ
 با جماع کفر است
 و قولی را بنہ کہ سید اگرچہ
 سادہ باشد تعظیم او
 بر مردمان واجب است
 ظلم محض است زیرا کہ سید

چون مرکب این قسم از شیخ
 گردد تعظیم او واجب نمی ماند و
 اصل اینست کہ در انکار بر
 منکر و امر بالمعروف و اقامت
 حدود و گرفتن قصاص و ادا
 شہادت و ادا امانت و عدل و کفایت
 تقصیر مبین فرقہ و پیچ و تبدیل
 نیست مستند و جواب در
 امر بر ابرار اندر گاہ کافر شد
 بسبب بی محابہ کافر شد
 بنا بر آنکہ بنی بن اہلبا
 نہ مل غیر قبیاح آری اگر
 سید سے اطلاق حق خاص
 این کس کشد عزت تزلزل
 کہ از در گذرد و ترک انتقام ناید
 بقول علیہ السلام — اقبلوا
 عن محسنہم و تجاوزوا عن کلمتہم
 مثلاً بہشت کے درجات عالیات
 بلا حساب کتاب بہشت میں اعلیٰ اور
 میدان عشر میں شرف و محبت حاصل ہونا
 وغیرہ
 حاصل کام یہ کہ وہ محبتیں جو
 اہل تقویٰ معصومین اور حق طلبین
 کے واسطے مخصوص ہیں عامیگان
 میں کوئی حصہ نہیں اور وہ عیب
 ان کا حقدار نہ ہو گا مگر اس قسم کی
 تمام باتیں غلط فہمی کی بنا پر کہی جاتی
 ہیں ان سے کفر تک نوبت نہیں
 پہنچتی۔ جب تک تصریح یوں نہ
 کہہ دیا جائے کہ طاعت تقویٰ بالکل
 موجب رحمت نہیں بس عیسائے
 گنہگار حقیقتہً سبب رحمت ہے
 ظاہر ہے کہ کافر اسلام کا بولنے والا
 کوئی آدمی اس طرح کی بات نہ فرحت

ایک نظم میں کہا اللہ تم گناہ دار و غیر معصوم
 کو عفو کرے مگر نہ کہ جو کچھ نہیں ہے۔ البتہ
 ان بزرگوں کے حق میں عفو کی نسبت کرنا
 جن کی عدالت اور جہنم کا تقویٰ ثابت ہو
 چکا ہے موجب قس و ظلم ضرور ہے۔ یہ
 قول باب تقدس سے بھی نہیں ہے۔ روایت
 سورہ نور کے نزول کے بعد حضرت صدیقہ
 پر ہر تقدس بجا ملتا ہے۔

قائل کا چوتھا قول کہ سید اگر یہ صحابی نہ ہو
 بُرا بھلا کہنے والا ہو ہر حال اس کی تعظیم
 لوگوں پر واجب ہے یہ غلط بات ہے کہ
 جب سید اس قسم کی قبیح حرکات کا مرتکب
 ہو گا اس کی تعظیم واجب نہیں۔ اور اہل یہ
 ہے کہ نبی عن النکرة امر بالمعروف والنہی
 حدود و قصاص، ادارے شہادت لدا کے
 امانت اور حکومت میں عدل و انصاف
 کے معاملے میں کسی طبقہ اور کسی قبیلہ کی تفضیل

toobaa-elibrary.blogspot.com

اتحاد اہل حق و دینی پس
 دہاں تہجد و زہد قبول نیست
 و اکمال میں قبول اویسند
 خطا و بدعت است اما
 نوبت بکفر ہی رساند زیرا کہ
 ایجاب تعظیم بمعنی محبت و
 ترک ابداء و در حق اہل بیت
 عموماً وارد شدہ و تخصیص میں
 عام و در ذہن میں قائل منجیدہ
 یا حقوق دینی یا حقوق انسانی
 باہم اشتباہ پیدا کردہ اس حکم
 از زبان او برآوردہ انکار صحیح
 ضروریات دین از این کہست
 بنجیدہ ہی شود۔

اس قسم کے بہتان بزرگان دین پر
 نہ دگے گا۔ ماسلحہ کام یہ ہے کہ
 اس قول کا منشا حضرت صدیقہ پر

دست بردنما نہ نہ منائے ہو گئی۔ اب جتنا بھی بل جائے نصیحت ہے۔ ترجمہ
اشعار کے ساتھ لکھ جائے گا لیکن حق بات یہ ہے کہ اگر وہیں اس کلام کی
پوری کیفیت منتقل کرنے میں کم از کم میں تو کیا یہ نہ ہو سکوں گا یہ پہلی نظم
حاشیہ ذہن اور مجازی رنگ میں ہے کہیں کہیں حقیقت معرفت کا رنگ بھی
جھلکتا رہا ہے۔ دوسری نظم کے چھ اشعار قصیدہ نقد کی تفسیر اور تنبیہ کے
طور پر ہیں۔ اس کے بعد خلیفہ شہزاد ہیں۔ یہ عینہ قصیدہ یا تو لکھی ہی مختصر ہو گیا اس
کے ۱۰ اشعار بھی ہوں گے جو بیاض میں شامل نہیں کئے گئے۔

(۱) ایسا نیم لٹل ذکر لفظہ الشوق فی حکا
ذو قلبی مذوب غما و مال جسمی کا ترزا

۱۔ شمال تو میرا شوق محبوب کی۔ گاہ میں سادے میرا قلب غم سے
بھل رہا ہے۔ یہ ہے سہو کا حال ہے دو تھے نظر آئی رہا ہے۔

۲۔ عزیت بختی بلا نہ ہم و ما و می علی استیام

نہا رشتہ علی مضام و بسنی فی مہینہ سوا

یہی کہیں عزیزہ کے رات گزارتی ہیں میرے آنسو چشم تر ہیں میری
تشنہ شوق بھر گیا ہی پتا دیری کو لی آرزو محبوب کے علاوہ نہیں ہے۔

۳۔ انہیں بالہ دست فی بخار و مہجرتی فی فلال لای

لیکھ اٹھو لی صراحت علی ماقہ جنت یہا

آنسوؤں کی کشت کی جا جو دیری جان آگے کے درمیان ہے میں اس جو
پتھر کا شکوہ کسی غیبت کیسے کہو؟ اس نے میرے اوپر وار کیا ہے۔

(۴) اتنی رسولی بلا جو ایسے سلام و باخطاب

خدا جالی کی بدلتی است اور لی القرا ما ہو

میرا قصہ بغیر جواب لئے اور اس کی جانب سے سلام و پیام کا تحفہ لئے بغیر
اپس آگیا یہ اعمال خود مجھ پر منکشف ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ ترزا کیا ہوتا ہے

(۵) سلو جہنی با بقیہ بیل تالی و بک سترج

نہیں جہنی سوئی بڑا ہ۔ تہہ جہنی غیر ان ارادہ

اس سے دریافت نہ ہو کہ اس نے میرے کس گناہ کی ندامت میں میرا قتل
سزا کی یا دیر و دلتی کر دیا یہ اتنا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں اس سے

محبت کرتا رہا۔ اور اس کے یہاں کے علاوہ میرا کوئی مسکت نہیں۔

(۶) اقوام شوق اذابت لی کلاب جتی ز قدام

دولہ و دوی جبری ایفہ لذیذہ ذکرہ ثمت ذوق

میں کوئے محبوب کے کتوں کو بھی دیکھتا ہوں تو شوق و شوق میں کھڑا ہوجاتا ہوں

میرا دشمن بھی میرے محبوب کا ذکر نہیں کرے تو میں اس کا سزا جو م لوں

(۷) علی غرام لہ و داہ لہ قدام و لا انفسام

ذنی خواہی خیال و جہنہ انکون من سدا

میری شہینگی و دوائی بنے ختم ہونے والی نہیں ہے اور میرے دل میں ایک ایسے چہرے کا خیال ہے جس کی سرشتی سے عالم کون مکان بن گیا۔

(۸) الی منیٰ اعصر فی یمن و فی یبوس فی یناب

ولا ستمات ولا انفات لا عذرا ولا آتانا

میں کس تک تو نہیں۔ تو جیت چلا نار جو ان اور دوسری لڑتے استماع
تغاث اغتزا راو اتقاء کا سالن کل زبیر۔

(۱) الایاع ذلی دُم فی لہامی فانی لا احوال عن العسیر
لے ملامت کرنے والے تو خوب ڈٹ کر مجھے ملامت کرے میں عشق و عاشقی
بے باز آئے و یا نہیں ہوں۔

(۲) محضی سائر دُمث جینا قلبی باثم الدمع حثیم
جب تک میں زندہ ہوں میری آنکھ خشک رہے دوست میں جاگتی ہے گئی میرا
قرب جان اور خواہی رہیں گے۔

(۳) فزار مع الصبا عتقا و رفقا الی ذاک اکلی بلغ سلامی
اے با صبا بنات محبت اور نرمی کے ساتھ اس کی جاگدیں میرے سلام
پہنچا دیں۔

و قل یا ابل و فی نبواکم منفی شہرنی و یا مائی و عسانی

اور یہ بھی کہہ دے کہ اے دوستو تمہارے عشق و ظرف میں میرے سالن ماہ اور

دل گدرد ہے

(۴) جہرث بعد کم کا لعود حبسی غلی ناپ و دمی فی استجم
میں بہت ہی جدائی کے غم میں سوکھی محرومی کے ماند ہو گیا ہوں میرے جسم آتش
سوزاں پر ہے اور میری آنکھوں میں آنسو خیرے ہوئے ہیں۔

(۵) فان عذمت بوصیلی والیتام فابا باللعناق وباللزام

اگر تم اپنی لذات سے شاد کام کرتے ہو تو تنہا

(۶) وان جہرث علی فبی غیاث باب المصطفیٰ خیر الانام

اور اگر تم بہتہ رسا بن میرے اوپر جدائی کا ظلم و جور جاری رکھنا چاہتے

ہو تو میں خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب عسالی پر

فریاد کروں گا۔

(۸) والد توجہی ولا استنادی و فیر مطامی ویر اعتصامی

در اصل ان کی ذات عالی میری توجہ کا مرکز ہے اور وہی میرا سہارا ہے اور

انھیں سے مجھے غرض ہے اور انھیں کا دامن میرے ساتھ ہے۔

(۹) ومن لی بعد ما دہنت عظامی واستند البلاء و ساک حامی

اے سرکار و رستگاری میری ہڈیاں جب کہ کز و زخمیں اور مجھ پر شفقت
بلانوں کا جہیز ہے ایسے وقت میں میرا کون سا حامی ہے سوائے آپ کے۔

تحریر فرمودہ اند و از ہی طرف
نیز ہماں اسباب بعینہا
صورت تخت گزرت۔ و صولت
شول نمود۔ بدریافت نوید
عافیت کسب جمعیت کردہ۔
حق تعالیٰ ہم مشمول عافیت و
انعام خود دارد بابتی و الہ
الامجاد۔
تحریر احوال مزاج فساد مزاج
و تزیاع اعراض و استسکا اعراض
از اینجا کہ مورث طول غلطیہ
مہماں و مشفقان است قلم
اندا از ساختہ عنان او ہم قلم
بصوب مقصود اصلی معطوف
می نماید۔ مہربان من او وقت
رہیت ہلال شعبان تراکم دابر
سخت و غلیظہ رودادہ بود لہذا

بست و بہر جب اتفاق
رہیت ہلال شعبان در شام
آرزو علی العموم ممکن نشد۔
تا ششم شعبان بحساب آنکہ
ماہ جب سبغ دار است تدایع
نمودند۔ من بعد بچند باب شام
ثابت شد کہ غرض شعبان روز
پنجشنبہ بود یعنی ماہ جب بست
نہ روز شد بار سبغ نہ داشت۔
چنانچہ رسوم شب برات روز چہار
شنبہ در تمام شہر اتفاق افتاد
فقیر ہم نہ بزم تحقیق و شغفے را
زود اللہ بندہ تا کم گشت روز رکہ۔
بومہر بار شاہ شہادت است او
عز شتہ بود فرساد۔ او اقرار
کرد کہ بچشم خود ہلال شعبان را
بشام چار شنبہ دیدہ بودم۔
۱۹۔ جب کو شام کے وقت بہت
ہلال کا ہونا علی العموم ممکن نہ ہوا۔
۲۰۔ شعبان تک اس حساب سے کہ
ماہ جب پورے تیس دن کا ہوا جو
تا سبغ کا شمار کیا گیا اس کے بعد
یا اشارہ کے سامنے یہ بات ثابت
ہوئی کہ جب کا مہینہ ۲۹ دن کا
ہوا چنانچہ شب برات تمام شہر میں
بہار کے دن کی گئی۔
فقیر نے بھی مز تحقیق کے لئے ایک
شخص کو اللہ بندہ گشت روز کے بلور
بھیجا جس کی شہادت بچشمہ بادشاہ
گجری تھی اس نے اقرار کیا کہ میں
نے بچشم خود ہلال شعبان بہار کا
دن گزار کر شام کو دیکھا تھا۔
اسی زمانہ میں ایک شخص سکند آباد
سے وارد ہوا اس نے براہِ رخصت

مقام میں اس حال شخصے حج
 ازدارہ سکندریہ آباد نیر بجنور
 برادر عزیز مولوی رفیع الدین
 ہیں نوع اقرار کردہ نصاب
 شہادت بنگال پذیرفت نما
 بال رمضان میں شام جمعہ شہادت
 و ظاہر و نمودار گشت و کسانیکہ
 عرفہ شعبان روز پنجشنبہ کی غنیمت
 حل برنامی شہر نمودار و یثرب
 کامل برآمد و کسانیکہ غنیمت
 شعبان روز جمعہ قرار دادہ بود
 موافقا اتفاقاً و ہم ماہ شعبان را
 ناقص العدد اعتبار کردند
 فرمودہ بود و فریق فرستہ اند
 و خطا کہے متعین نشد
 چون پیشتر کار نہیں ماہ بود و در
 بلال اور قناب شہر مطلقاً شد و

ماہیت پیش مال شعبان فضول
 تھا اس لئے مال شعبان کی مزید
 تحقیقات کرنی فضول بھی گئی۔
 اما جواب مسئلہ مرقوم میں بالغسل
 فتویٰ ہیں روایت است کہ
 رویت ہر طہ ہر دم دیگر بعد لازم
 است و ہر گاہ خبر مدققانہ
 — در فتاویٰ عالمگیری میں
 ولا عبرۃ لاختلاف المطالع
 فی ظاہر الروایۃ کنانی
 فتاویٰ قاضی خان علیہ
 الفتویٰ... وہ کان یفتی
 شمس الاثمۃ الحلواتی
 قال لو لم یأهل مغرب
 ہلال رمضان یجب
 الصوم علی اهل مشرق
 کنانی الخلاصۃ
 بعضہ فقہا حنفیہ ہم موافقا لفقہ

اختلاف مطالعہ را اعتبار کردہ
انہ گفتند کہ اگر اہل دینی حلال
رمضان را ببینند بآن حنا
روزہ گیرند اہل مرآد آباد
را ہم پورا کہ حلال ندیدہ باشند
بآن حساب روزہ گرفتن لازم
نیست بلکہ ایشان را رویت
خود کافیست لیکن اس فتوہ
ملاحظہ دیباچہ و اذیت کہ بقرہ
الرویت جانب مغرب باشد
و بلد متاخر الوقت جانب
مشرق باشد.....
..... زیرا کہ حلال
جانب مغرب است پس ای معنی
ممکن نیست کہ مغرب یاں ببینند
و شرق یاں مشاہدہ نمایند و ہم
آخر حاصل در میان بلد مغربی و

بلد مشرقی بقدر تفاوت.....
باشد تا تفاوت افق بہم رسد
و بدون این شرط اختلاف
بلد ان را اعتبار نیست قری
و قصبات ہنہر بالا جماع تابع
آں شہر اند..... صحیفہ شریفہ
مولوی رحایت علی خاں
بنام نامی ہن مہربان ورد
یابد از طرف فقیر بہ بحال اعلا
ولی سلام و ما باید آورد۔
والسلام علیکم

اختلاف مطالع

رویت طلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع کا مسئلہ ایک اہم اور قابل غور
مسئلہ ہے۔ حضرت شامہ حب نے اس سلسلے پر اپنے مکتوب گرامی کے اندر
اختلاف کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔۔۔ اس مکتوب کا ایک حوالہ دیا نہیں گیا۔
اور ایک دو جگہ قصہ اعدائے رویت مذکورہ کو تہل مسئلہ فقہ میں دقت

حضرت مولانا عبدالحق فرنگی علی نے اس مسئلہ پر اپنے فتاویٰ میں
نئی جگہ تفصیلی بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عبدالحق جلد اول ص ۲۶۶ تا ۲۷۰

و ۲۷۰ تا ۲۷۱

مولانا فرنگی علی کے ایک جواب کا کچھ حصہ فارسی۔ اردو میں ترجمہ کر کے
یہاں پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں

اختلاف مطالع کے بارے میں فقہاء حنفیہ چند اقوال مختلف ہیں۔
بعض کا قول یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے اور ایک شہر کی رویت کا اعتبار دوسرے
شہر میں نہیں ہوتا بلکہ ہر شہر کی رویت اسی شہر کے لئے معتبر ہے اور اکثر شہر مختلف حنفیہ
کے نزدیک ظاہر روایت کی رو سے اختلاف مطالع کا مطلق اعتبار نہیں ہے۔ پس
ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے اگرچہ دونوں کے درمیان ذمہ اکثریتی کی کوئی
نہ ہو۔ معتبر ہوگی۔ بشرطیکہ ثبوت شرعی بہم پہنچ جائے لیکن محققین حنفیہ کے
کے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ وہ ذمہ شہر جو حسب قواعد علم مثبت اختلاف مطالع
رکھتے ہیں یعنی ایک ماہ کی اپیدل اوقات رکھتے ہوں ان میں ایک مجہ کی
رویت دوسری جگہ کے لئے معتبر نہ ہوگی اس سے کہ نہ اصل میں معتبر ہوگی۔ (مجموعہ
فتاویٰ عبدالحق جلد اول ص ۲۶۶)

مجموعہ فتاویٰ مفتی محمد سہول بھگلپوری دہلی میں ایک فتویٰ مکمل الامت
حضرت مولانا عطاء دہلی کا اختلاف مطالع کے سلسلہ میں درج ہے اس میں اکثر

مشائخ حنفیہ کے اس قول کو جو ظاہر روایت کے پیش نظر ہے نقل طریقے سے
قوت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مولانا ناصر حسن دیوبندی اور مفتی محمد سہول صاحب
بھگلپوری کی اس فتویٰ پر تائید و تصویب ہے۔

مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی شیخ الحدیث مدرسہ امین نے اپنے
رسالے "رویت طلال رمضان وعیدہ میں دو روایت کے شبہات و اعتراضات
کو پیش نظر رکھتے ہوئے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ مسئلہ سے ہمہ گیر اس مسئلہ
پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ان میں حضرت مولانا فرنگی علی کے اس فتویٰ کا خلاصہ دیتے
ہوئے جواب پیش کیا گیا ہے۔ اور علامہ زین الدین شاریج کفر کا قول نقل کرتے
ہوئے جس میں ممالک بعیدہ اور فاصلہ کثیرہ کا لحاظ رکھا گیا ہے حضرت مولانا
سید محمد افروز شاہ محدث کشمیری کا یہ قول درج کیا ہے۔ "واقعہ یہ ہے کہ علامہ
زین الدین کا قول ہی تسلیم کرنا ضروری ہے اس کے بغیر جاریہ نہیں ہے۔"

مکتوب گرامی بنام سید امیر حیدر حسینی بگرامی

(دور بارہ امتیاز و اختصار میں حجۃ اللہ الباقیہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
والله اعلم بالصواب

اسرار الحدیث و لہذا کلام فی
 هذا العلم احد قبلہ علی هذا
 الوجه من تاصيل الاصول و
 تفہیم الفروع و تہذیب
 المقدمات و المبادئ استاج
 المقاصد منها الى المجلس و
 الندای و انما يستفہم نفعات
 قليلة من هذا العلم فی
 کتاب الحیاء للقرطبی و کتاب
 القواعد الکبریٰ للشیخ حنظل
 الدین عبد السلام المقدسی
 و ربما يوجد بعض فوائد هذا
 العلم فی موضع من المصنفات
 المکیة للشیخ اکبر و الکبریة
 الاحمر للشیخ ابن عربی و کذا
 فی موفات تلمیذ الشیخ
 اکبر و صدر الدین القلوی

پس کسی نے اس امانتے کا نام نہیں
 کیا۔ اس کتاب میں تامل اصول،
 تفریع فروع، تہذیب مقدمات و مباحث
 اور ہر مقاصد کا استنتاج و استخراج
 سب کچھ پایا جاتا ہے اس علم کی کچھ خوب
 نام غزالی کی احیاء العلوم میں اور شیخ
 عزالدین بن عبد السلام مقدسی کی کتاب
 قواعد کبریٰ میں پائی جاتی ہے حسیل
 اسرار حدیث کے کچھ فوائد شیخ اکبر
 کی فتوحات بحیرہ اور کبریہ احمد بن حنظل
 شیخ اکبر کے شاگرد شیخ کبیر
 صدر الدین قنوی قدس اللہ سرہ
 کی تالیفات میں چند مواضع میں پائے
 جاتے ہیں جن کو شیخ عبد الوہاب
 شرفانی نے کتاب میزان میں جمع کر
 دیا ہے

قداس اللہ سرہما و قد
 جمعہما الشیخ عبد الوہاب
 الشرفانی فی کتاب میزان

۱۔ یہ مکتوب گرامی کتاب حمزہ و ثابہ الثانی و کتب غار دار العلوم، ولیدہ امبرہ، کے اول
 ورق پر درج ہے میں سے نقل کیا گیا ہے۔ مکتوب کے کنو میں یہ عبارت ہو چکی تو یہ لکھنے کے قلم کی
 لکھی ہوئی ہے۔ بنیاد کتبہ مولانا شاہ عبد العزیز ابن اثاۃ ولی اللہ علیہ الرحمہ حیدر علی گڑھی
 فی صیغہ محرقہ فی اکادمی العشرین من ذی القعدہ ۱۲۱۳ھ۔ یعنی یہ مکتوب حضرت شاہ
 عبد العزیز مجاہد و محقق امیر حیدر علی گڑھی کے نام ہے جو ۱۲۱۳ھ تک زندہ رہا گیا ہے
 نرسا خواجہ صاحب مقیم میں مکتوب لکھا کہ درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے یعنی امیر حیدر بن
 نور حسین بن غلام علی حسینی واسطی اسلم گرامی۔ مشہر علماء میں سے ہیں ۱۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے
 بعض کتب درسیہ اپنے وطن میں دیکھ کر حیدر علی گڑھی سے بھرا پنے دادا علاء غلام علی کزاد
 گرامی کے پاس اورنگ آباد بھیج کر اور ان کے زیر تربیت رہ کر نام کتب درسیہ شیخ
 نور الہدیٰ بن عبد الدین حسینی اورنگ آباد سے پڑھیں۔ فہرست کتب تحصیل کچھ علماء گرامیوں کی
 سے کی بعد ازاں مکتبہ جلے گئے وہاں منصب افتاء پر سولہ برس تک فائز رہے۔ پھر اپنے وطن گرام کا
 اشتیاق ہو کر اترائے سفر میں مرشد آباد بھیج کر انتقال فرمایا۔ سن ۱۲۳۵ھ جو آپ کی
 چند تصنیفات بھی ہیں۔

کتاب متعلق چند ضروری باتیں

(۱) کتاب کے ابتدائی اصناف میں سر الشہداء میں کے متعلق غلطی سے تصنیف شاہ صاحب ہونے میں شبہ ظاہر کیا گیا ہے، بعد میں یہ تحقیق ہوئی کہ یہ کتاب حضرت شاہ صاحب ہی کی ہے براہِ ثبوت یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے شاگرد رشید مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی ہم کا پوری نے اپنے استاد کی تصنیف کی حیثیت سے اس کی شرح تحریر الشہداء میں لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

(۲) تصانیف شاہ صاحب کے ضمن میں اصول و آخر برتر حاجی رفیع الدین مراد آبادی کا ذکر آیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ یہ شاہ صاحب کے جوابات ہیں اس کو ان کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔ اور اس میں دیگر فتاویٰ، مکتوبات وغیرہ بھی شامل کر لئے گئے ہیں۔ اب چاہے اس کو اصول و آخر کہہ لیجئے یا افادات عزیز یہ۔ بلکہ یہ خیال ہے کہ فتاویٰ عبد العزیز کو اسی قسم کے مجموعوں سے مرتب کیا گیا ہے۔ ایک صاحب نے معارف میں ایک مضمون کے ضمن میں یہ اختلاف کیا ہے کہ میں نے اس کتاب کا نام اصول و آخر بتانے میں غلطی کی ہے اسکا اصل نام افادات عزیز ہے۔ اس کے جواب میں اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ انوار العارفين مولفہ صوفی محمد حسین مراد آبادی ہیں و اگر حاجی رفیع الدین کو تھے ہوں اس کتاب کا نام اصول و آخر ہو ہی لکھا ہے۔ بعد میں خود حاجی صاحب نے یا ان کے بعد والوں نے اس میں اضافہ کئے، تو

اس کا نام افادات عزیز یہ لڑ گیا ہوگا۔ غرض کہ افادات عزیز یہ نام کی نہ حاجی رفیع الدین مراد آبادی کی کوئی کتاب ہے اور نہ حضرت شاہ صاحب کی کوئی تصنیف ہے۔

(۳) بیاض رشیدی میں ایک مکتوب حضرت شاہ اہل اللہ کا وہ جس کو آثار الصنادید میں غلطی سے حضرت شاہ عبد العزیز کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ سر سید احمد خاں مرحوم نے اس مکتوب کے درج کرنے سے پہلے لکھا ہے۔ اگرچہ وہ شعر ہے جس کو آپ نے رشا عبد العزیز نے، دل لگا کر لکھا ہو گا کہ وہ کتاب نہیں ہوئی مگر وہ چار قلم جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیئے تھے باقی لکھے ان میں سے ایک قلم تینا لکھ جتا ہوں۔ الو۔

د آثار الصنادید صفحہ ۵۱۵ و ۵۱۶ جدیدہ فی الفتن باہتمام سترل بکچر پورہ دارادہ ملی اس کے بعد حضرت شاہ عبد العزیز کا کچھ کہہ کر مکتوب یا رقمہ درج ہو گیا جس رشیدی کی رو سے حضرت شاہ اہل اللہ کا ہے۔

(۴) بیاض رشیدی کے مندرجات میں کئی تحریریں وہ ہیں جو فتاویٰ عبد العزیز مطبوعہ میں بھی ہیں مطبوعہ فتاویٰ میں سائیکل کے نام درج نہیں ہیں مرتب نے شاید قصد ایسا کیا ہے بہتر یہ تھا کہ سوال کے ساتھ ساتھ یہی کتاب کا نام بھی درج کیا جاتا۔

حضرت شاہ صاحب سے سوال کرنے والے بعض بہت ہی اہم شخصیت تھے

میں ہیں یہاں چند ناموں کی نشان دہی کرتا ہوں۔
(الف) فتاویٰ جلد دوم ص ۳۸، ۳۹ پر ایک تحقیق کا لفظوں میں خلا کی قراءت سے
متعلق درج ہے جو ایک اسم اور معرفۃ الاء تحقیق ہے مگر مطبوعہ فتاویٰ سے نہیں
معلوم ہوتا کہ یہ سوال کس نے کیا تھا یہاں رشیدی سے معلوم ہوا کہ قاضی محمد علی
تھانوی نے نو لکھت کتاب اصطلاحات الفنون نے یہ سوال کیا تھا۔

(ب) فتاویٰ جلد دوم ص ۱۲۲ پر وضع میزان در محشر سے متعلق ایک تحقیق ہے۔
یہاں رشیدی سے معلوم ہوا کہ حاجی رفیع الدین مراد آبادی کے سوال کے جواب میں
یہ تحقیق ہے۔

(ج) فتاویٰ جلد دوم ص ۲۲ پر حکم آراہنی مد و معاش تحریر ہے۔ یہاں رشیدی
کی رو سے اس سوال کو قاضی شہار الدین پانی پتی نے لکھ کر بھیجا تھا اس لئے جواب میں
ارقام فرمایا گیا ہے۔

(د) فتاویٰ جلد دوم ص ۷۹ پر بدعت خلافت سے متعلق ایک تحقیق ہے یہاں
رشیدی سے معلوم ہوا کہ یہ تحقیق بھی قاضی شہار الدین پانی پتی کے جواب میں تحریر فرمائی
گئی ہے۔



کیا آپ کو کسی دینی کتاب کی ضرورت ہے؟

— ہمارے یہاں اپنی مطبوعات کے علاوہ ہندوستان کے اکثر بڑے اداروں کی دینی دہلی کتابیں بھی مسدود وقت موجود رہتی ہیں۔ کسی بھی کتاب کی ضرورت ہو تو ہمیں لکھیں۔

ہماری مطبوعات اور بیرونی اداروں کی مطبوعات سے واقفیت کے لیے
۲/- کے نوٹ بھیج کر ہماری فرست کتب طلب فرمائیں۔
— تاہم حضرات کے لیے منقول شرح کمیشن ہے

۱۰ روپے

افغانستان بک ڈپو ۱۱۴/۱۱۵ نظیر آباد لکھنؤ

Only Cover printed at : CLASSIC PRINTERS
Near Kaiserbagh Kotwali, Khayaliganj, Lko.

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com